اسلاف کے آخری لمحات

حضورؐ، صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاءؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ اور اولیاء کرامؒ
کے سفرِ آخرت کے وقت کے قابلِ رشک
اور نصیحت آموز حالات و واقعات

تألیف

مولانا اِمداد اللہ انور
اُستاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز
سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور
Cell: 0300-6351350

دار المعارف، ملتان
Cell: 0300-6351350

انبیاء، صحابہ، تابعین، فقہاء، محدثین، مفسرین

اوراولیاء امت کے

آخری لمحات

اور وفات کے انوکھے واقعات

تالیف

مولانا امداد اللہ انور

ناشر
دارالمعارف ملتان

نام کتاب : اسلاف کے آخری لمحات

تالیف : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر:

ناشر : مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان

تاریخ اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ جولائی ۲۰۰۷ء

صفحات: 510

ہدیہ : =/140 روپے

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم' گلگشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ' گلشن اقبال' کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
فیروز سنز' لاہور۔ کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دارالاشاعت اردو بازار کراچی	مکتبہ علمیہ سلام مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ۱۴	بیکن بکس اردو بازار گلگشت ملتان
فضلی سنز اردو بازار کراچی	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
درخواستی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے بہت سے چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست مضامین

کلمات تبریک

فقیہ العصر حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس' ملتان

فاضل جلیل جناب مولانا امداداللہ انور صاحب نے اس کتاب کا تصنیفی کام نہایت محنت اور ذوق وشوق سے کیا ہے۔ اللہ پاک اس کی برکت سے حضرت مترجم اوران کے طفیل ہم سب کو خاتمہ بالخیر کی سعادت سے نوازیں۔

فقط

بندہ عبدالستار عفی عنہ

حضرت اقدس فقیہ وقت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کی اشاعت کے وقت اس دنیا میں نہیں رہے اللہ تعالی ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اس کتاب کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے تھے اور دعائیں فرمائی تھیں۔ امداداللہ انور

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین محمد وآله واصحابه وازواجه واتباعه و اولیاء امته اجمعین الی یوم الدین.

بڑے عرصہ سے دل میں خواہش تھی کے اکابرین امت کے سفر آخرت کے آخری لمحات کو اردو زبان میں محفوظ کر دیا جائے۔

تقریباً ہر نیک مسلمان کی خواہش ہے کہ کاش وہ اپنے اکابرین کی وفات کے وقت موجود ہوتے اور ان کی موت کی کیفیات کو دیکھتے اور کچھ نصیحت حاصل کرتے اور اس سے سبق لے کر اپنی موت کی اچھی تیاری کرتے اور ان کو بھی ویسی ہی موت نصیب ہوتی لیکن یہ اکابر دنیا سے پہلے رخصت ہو گئے اور ہم ان کا زمانہ نہ پا سکے لیکن اکابر نے ان کی وفات کے تذکروں کو اپنی کتابوں میں محفوظ کیا اور یہ سب تذکرے عربی کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے جن تک ہر ایک شخص کی رسائی ناممکن تھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات دل میں ڈالی کہ اس عنوان پر قارئین کرام کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہ السلام، حضرات صحابہ، حضرات تابعین، حضرات تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین، ائمہ مفسرین، ائمہ محدثین، علماء امت، اولیاء کرام، مجاہدین عظام اور شہداء کرام کے سفر آخرت کی کچھ جھلکیاں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے کچھ اعزازات کو زیب کرتاس کر دیا جائے تا کہ لوگوں کے لئے اکابر کی وفات قابل رشک اور نمونہ عمل بنے اگر چہ اچھی موت کسی کے اختیار میں نہیں ہے لیکن آدمی کی محنت اور نیک اعمال کی لگن اللہ کے فضل سے اس کو اچھی موت تک پہنچا سکتی ہے، یہ بھی ایک سوچ اور فکر کا مقام ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

اکابر کی وفات کے لمحات اور ان کی آخری دعاؤں اور آخرت کے انعامات کے ذکر کے ساتھ ہم نے ان کے حوالہ جات بھی اصل کتابوں سے اس کتاب کے حاشیوں میں نقل کر دیئے ہیں یہ ایک قیمتی دستاویز ہے اور قابل رشک عنوان ہے اگر آپ اس کتاب کو مدنظر رکھیں گے اور آخرت کی تیاری کریں گے تو یہ کتاب آپ کے لئے کسی بڑی نعمت سے کم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو فرمائے اور موت کی سکرات سے محفوظ فرمائے ایمان کی حفاظت فرمائے اور موت کے وقت کلمہ ایمان نصیب فرمائے قبر اچھی فرمائے آخرت کی رسوائی سے بچا کر عالی شان انعامات کا مستحق بنائے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور جام کوثر عطا فرمائے جہنم سے بچا کر جنت الفردوس عرش کے سایہ میں جگہ نصیب فرمائے اور اپنے خاص کرم اور افضال کی بارش فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین بجاہ الانبیاء والمرسلین واولیاء کاملین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله وصحابه وازواجه واحبابه واتباعه واولیاء امته اجمعين.

فقط طالب دعا

امداد اللہ انور

﴿حصہ اول﴾

اللہ کی برگزیدہ ہستیاں

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لما خلق الله آدم مسح ظهره، فسقط من ظهره كل نسمة هو خالقها من ذريته إلى يوم القيامة، وجعل بين عينيي كل منهم وبيصاً من نور، ثم عرضهم على آدم، فقال: أى رب من هؤلاء؟ قال: هؤلاء ذريتك، فرأى رجلاً منهم فأعجبه ما بين عينيه، فقال: أى رب من هذا؟ قال: هذا رجل من آخر الأمم من ذريتك، يقال له: داود، قال: ربى و كم عمره؟ قال: ستين سنة، قال: أى رب زده من عُمُرى أربعين سنة، فلما انقضى عمر آدم، جاء ه مَلَكُ الموت، قال: أوَلم يبق من عمرى أربعون سنة؟ قال: أولم تعطها ابنك داود؟ قال: فجحد آدم فجحدت ذريته، ونسى آدم فنسيت ذريته، وخطئ آدم فخطئت ذريته). (۱).

ترجمہ: جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے ہر وہ جان نمودار ہوئی جس کو اللہ تعالی ان کی اولاد کے طور پر قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک پیدا کی، پھر ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کر دیا تو انہوں نے پوچھا: اے رب! یہ

(۱) كتاب "الزهد" لأحمد ص (۱۱۳)، وابن سعد فى "الطبقات" (۱۹۸/۳)، وابن الجوزى فى "الثبات عند الممات" ص (۹۸)، و"صفة الصفوة" (۲۶۴/۱)، و"المصنف" لا بن ابى شيبه.

کون لوگ ہیں؟ فرمایا: تمہاری اولاد ہے تو انہوں نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا تو اس کو دیکھ کر پسند کیا اور پوچھا: اے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیری اولاد میں سے آخری امتوں میں سے ایک آدمی ہے' اس کا نام داود ہے' عرض کیا: اے میرے رب! اس کی عمر کیا ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال' عرض کیا: اے پروردگار! میری عمر میں سے چالیس سال دے کر اس کی عمر کو زیادہ کر دیں' جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوئی تو ان کے پاس ملک الموت آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟

ملک الموت نے فرمایا: کیا آپ یہ اپنے بیٹے داود کو نہیں دے چکے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا تو آپ کی اولاد نے بھی انکار کیا اور حضرت آدم علیہ السلام بھولے تو ان کی اولاد بھی بھولی اور حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء ہوئی تو ان کی اولاد سے بھی خطاء ہوئی۔

حدیث: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لما توفی آدم غسّلته الملائكة بالماء وتراً' وألحدوا له' وقالوا: هذه سنة آدم في ولده). (۲).

ترجمہ: جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپ کو فرشتوں نے پانی کے ساتھ طاق مرتبہ غسل دیا اور لحد بنائی اور کہا یہ انسان کے دفن کا طریقہ رہے گا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں۔

---

(۲) رواہ احمد فی "المسند" (۵/۱۳۶)' والبخاری فی "الجنائز" موت یوم الاثنین.

حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا

((اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ صَلَّتْ عَلٰی آدَمَ فَکَبَّرَتْ عَلَیْهِ اَرْبَعًا))(٣)

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا تھا اور (ان کے) جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

فائدہ: ہم جو نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اس میں بھی چار تکبیریں کہتے ہیں، مذکورہ حدیث ہمارے حنفی مذہب کی دلیل ہے۔ آج کل ہمارے ملک میں جو لوگ جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتے ہیں وہ اس حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔

---

(٣) طبقات ابن سعد" (١٩٨/٣)، و "کتاب المحتضرین" لابن ابی الدنیا ص (٥٢).

حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مسجد خیف میں پڑھایا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور مسجد خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔

(محدث) ابن عساکر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ "اس دن دیگر فرشتوں پر حضرت جبرائیلؑ کی فضیلت معلوم ہوئی۔" (۴)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا تھا' امامت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی' جنازہ میں چار تکبیریں کہی گئیں اور نماز جنازہ مسجد خیف میں ادا کی گئی جو میدان منیٰ مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

سیدنا حضرت نوح علیہ السلام

امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(......إن نبی اللہ نوحاً علیه السلام لما حضرته الوفاة قال لابنه: إنی قاص علیک الوصیة آمرک باثنتین ' وأنهاک عن اثنتین:

آمرک بلا إله إلا اللہ ' فإن السماوات السبع والأرضین السبع لو وُضعت فی کفة ووضعت لا إله إلا اللہ فی کفة رجحت بهن لا إله إلا اللہ ولو أن السماوات السبع والأرضین السبع کن حلقة مبهمة فصمتهن لا إله إلا اللہ وسبحان اللہ وبحمده فإن بها صلاة کل شیء ' وبها یرزق الخلق ' وأنهاک عن الشرک والکبر).(٥)

ترجمہ: اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی جب وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں ' دو چیزوں کا تجھے حکم کرتا ہوں اور دو چیزوں سے تجھے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں لا إلـه إلا اللہ کا حکم کرتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھا جائے تو لا إله إلا اللہ سب سے بھاری ہو جائے اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بڑے حلقہ میں ہو جائیں تو بھی لا إلـه إلا اللہ اور سبحان اللہ وبحمده ان پر غالب آ جائیں گے۔ یہی ہر چیز کی نماز ہے ' اسی کے ساتھ مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ ان کی روح قبض کرنے کے لئے گیا تو ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ کہا آپ کی روح قبض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا دوست بھی اپنے دوست کی روح کو قبض کرتا ہے؟ یعنی اللہ ابراہیم علیہ السلام کا دوست ہے اور ابراہیم اللہ کا دوست ہے۔ تو کیا دوست اپنے دوست کی روح کو قبض کرے گا؟

تو ملک الموت نے کہا: کیا آپ نے کسی دوست کو دیکھا جو اپنے دوست سے ملاقات کو پسند نہ کرتا ہو؟

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہو گئے اور ان کی روح قبض کر لی گئی۔ (فتح الباری شرح بخاری لابن حجر)۔

سیدنا حضرت داود علیہ السلام

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((کان داود علیه السلام فیه غیرة شدیدة فکان إذا خرج أغلق الأبواب، فلم یدخل علی أهله أحد حتی یرجع، قال: فخرج ذات یوم و غلقت الدار فاقبلت امرأته تطلع إلی الدار، فإذا رجل قائم وسط الدار، فقالت لمن فی البیت: من أین دخل هذا الرجل والدار مغلقة؟ والله لنفتضحن بداود، فجاء داود فإذا الرجل قائم وسط الدار، فقال له داود: من أنت؟ فقال: أنا الذی لا أهاب الملوک، ولا أمنع من الحجاب، فقال داود: أنت والله إذن ملک الموت، مرحباً بأمر الله، ثم مکث حتی قبضت روحه، فلما غسل و کُفن وفُرغ لک شأنه طلعت علیه الشمس، فقال سلیمان للطیر: أظلی علی داود، فأظلته الطیر حتی أظلمت علیه الأرض، فقال سلیمان للطیر: اقبضی جناحاً)) ـ قال أبو هریرة: فطفق رسول الله ﷺ یرینا کیف فعلت الطیر، وقبض رسول الله ﷺ بیده ـ ((وغلبت علیه یومئذ المضرحیة)).(٦)

ترجمہ: حضرت داود علیہ السلام میں بڑی غیرت تھی، جب گھر سے نکلتے تو دروازے بند کر کے نکلتے تھے۔ آپ کے آنے تک ان کے گھر میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ایک دن آپ گھر سے نکلے اور گھر کو بند کر دیا تھا۔ آپ کی بیوی گھر میں دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی کو گھر کے درمیان میں کھڑے پایا

تو گھر میں موجود لوگوں سے کہنے لگیں: یہ شخص کہاں سے داخل ہوا؟ گھر کو تو تالا لگا ہوا ہے' خدا کی قسم! ہم داود سے ضرور شرمندہ ہوں گے' پھر حضرت داود تشریف لے آئے تو وہ شخص گھر کے درمیان میں وہیں کھڑا ہوا تھا تو حضرت داود نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربانوں سے نہیں رکتا' تو حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو تو اللہ کی قسم موت کا فرشتہ ہے' اللہ کے حکم کو مرحبا' پھر تھوڑی دیر ہی رکے تھے کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی' جب آپ کو غسل اور کفن دیدیا گیا اور ان کی تدفین سے فراغت ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ داود پر سایہ کرو' تو انہوں نے آپ پر سایہ کیا حتیٰ کہ ساری زمین پر تاریکی چھا گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے فرمایا: اپنے پر سمیٹ لو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: پھر حضور ﷺ نے ہمیں وہ کر کے دکھایا کہ پرندوں نے کیسے کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی مٹھی کو بند کیا (اور فرمایا) اس دن حضرت داود پر (سایہ کے لئے) شکرے چھا گئے۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾. (سبأ: ۱۴).

ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا، مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا، سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے۔

حضرت سید الاولین والآخرین
خاتم الانبیاء والمرسلین
سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری لمحات

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا تھا:

مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرِضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ: جو نبی بھی بیمار ہوتا ہے، اس کو دنیا وآخرت میں سے کسی ایک میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

آپؓ فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا آواز بھاری ہوگئی تھی۔ میں نے اسی حالت میں آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ. (النساء: ۶۹).

ترجمہ: (ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے) اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو بھی (دنیا میں یا آخرت کے حضرات کے ساتھ رہنے کا) اختیار دیا گیا۔ (۷)

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: الصلوٰۃ الصلوٰۃ، اتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم۔ (نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا اور اپنے زیردست لوگوں کے متعلق اللہ سے

ڈرتے رہنا)۔(۸)

حدیث: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: حضور ﷺ کی وفات کے وقت عام وصیت یہی تھی۔ نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا اور اپنے زیردست لوگوں کا بھی، حتیٰ کہ اسی بات کو آپ ﷺ اپنے سینہ میں گھماتے رہے اور زبان سے ادا نہیں کرسکتے تھے۔(۹)

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

(إن رسول الله ﷺ قُبض في بيتي ويومي، وبين سحري ونحري، وجمع الله بين ريقي وريقه عند الموت۔ دخل عليّ أخي عبدالرحمن، وأنا مسندة رسول الله ﷺ إلى صدري وبيده سواک، فجعل ينظر إليه، فعرفتُ أنه يعجبه ذلک، فقلت: آخذه لک؟ فأومأ برأسه أي: نعم. فناولته إياه، فأدخله في فيه، فاشتد عليه، فناولنيه، فقلتُ: أُلَيّنه لک؟ فأومأ برأسه أي: نعم، فلَيّنته له، فأمَرّه، وبين يديه ركوة، أو قالت: عُلبة، فجعل يُدخل يده فيها ويمسح بها وجهه ﷺ ويقول: (لا إله إلا الله، إن للموت لسكرات). ثم نصب يده يقول: (الرفيق الأعلى، الرفيق الأعلى) حتى قُبض صلوات الله عليه ومالت يده)(۱۰).

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کی روح مبارک میری ہی باری میں قبض ہوئی، آپ ﷺ نے میرے ہی سینہ پر اپنا سر رکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت میری لعاب اور آپ ﷺ کی لعاب کو جمع کردیا تھا۔ میرا بھائی عبدالرحمٰن میرے پاس آیا جبکہ میں نے رسول خدا ﷺ کو اپنے سینہ کی ٹیک دی ہوئی تھی۔ اس (عبدالرحمٰن) کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ

ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کو مسواک کی خواہش ہے، میں نے عرض کیا: کیا آپ کے لئے اس کو لے دوں، تو آپ ﷺ نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا تو میں نے اس کو اس سے لے دیا، تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے منہ میں ڈالا، لیکن مسواک سخت محسوس ہوئی تو مجھے دیدی۔ میں نے عرض کیا: میں اس کو آپ کیلئے نرم کردوں؟ تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا ہاں! تو میں نے اس کو آپ ﷺ کے لئے نرم کر دیا اور آپ ﷺ کے سامنے چھاگل رکھی ہوئی تھی یا آپؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے پیالہ رکھا ہوا تھا، آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈالتے تھے اور اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے: **لا الـه الا الله اِنَّ لِـلمَوْتِ لَسَكَرَاتٌ.** (لا الٰہ الا اللہ موت کی بھی بڑی سختی ہے) پھر آپ ﷺ نے ہاتھ کھڑا کر کے کہا: **الـرفيـق الاعـلىٰ الـرفيـق الاعـلىٰ**، حتیٰ کہ آپؐ کی روح قبض کر لی گئی اور ہاتھ جھک گیا۔ **صلوات اللہ علیه وسلامه .**

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لـمـا ثـقـل الـنبی ﷺ جعل يتغشاه، فقالت فاطمة عليها السلام: واكربَ أباه، فقال لها: (ليس على أبيك كرب بعد اليـوم)، فـلـما مات قالت : يا أبتاه، أجاب ربًا دعاه، يا أبتاه، مَنْ جنة الفردوس مأواه، يا أبتاه، إلى جبريل ننعاه. فلما دُفن قالت فـاطمة عليها السلام: يا أنس ، أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله ﷺ التراب؟!)(١١).

يـا أنـس ، أطـابـت أنفسكم أن دفنتم رسول الله ﷺ في التراب ورجعتم؟!.

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت بوجھل ہوئی اور غشی ہونے لگی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان کا دکھ' تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکَ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْم. (تیرے والد پر آج کے بعد کوئی دکھ نہیں آئے گا) پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: ہائے ابا جان! ابا جان نے اپنے رب کو اس کے بلانے پر لبیک کہی ہے' ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان (ابا جان) کا ٹھکانہ ہے' ہائے ابا جان! ہم جبرائیلؑ کے سامنے آپ کی وفات کے صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: اے انس! کیا تمہارے جی کو اچھا لگا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو۔

اے انس! کیا تمہارے جی کو اچھا لگا تھا کہ تم نے مٹی میں رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا اور لوٹ آئے؟۔

حصہ دوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد اور امت کیلئے ہدایت کے چراغ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

خلیفہ رسول اللہ بلا فصل، امیر المؤمنین
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالسفر فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ بیمار ہوئے تو لوگ آپ کی عیادت کیلئے گئے اور کہا: کیا ہم آپؓ کے لئے طبیب نہ بلوادیں۔ فرمایا: کہ وہ مجھے دیکھ چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا تو پھر اس نے آپؓ کو کیا کہا ہے: فرمایا: اس نے کہا:

اِنی فعال لما ارید. (ترجمہ: میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طبیعت بہت بوجھل ہوئی تو پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ تو ہم نے کہا: پیر کا تو فرمایا: کہ مجھے امید ہے کہ اس دن اور رات کے درمیان میرا (سفر آخرت) ہو جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ پر اس وقت ایک استعمال شدہ کرتہ تھا فرمایا: کہ جب میری موت ہو جائے تو میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو نئے کپڑے ملا کر مجھے تین کپڑوں میں کفن دیدینا۔ ہم نے عرض کیا: کیا ہم سب کے سب کپڑے نئے نہ بنادیں۔ فرمایا: نہیں۔ زندہ اس کے زیادہ لائق ہیں پھر آپؓ منگل کی شب کو فوت ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ تمنا کرتے تھے کہ مجھے موت اس دن آئے جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں ابا جان کے پاس حاضر ہوئی جبکہ وہ موت کی حالت میں تھے۔ میں ان کے سر کے قریب بیٹھ گئی۔ جب آپؓ کو

غشی ہوئی تو ان کی حالت مجھے اس شعر کی صورت میں نظر آئی میں نے کہا:

من لا یزال دمعه مقنعا

فانه لا بدمرة مدفوق

ترجمہ: جو آنسو ہمیشہ چھپا رہا وہ ایک مرتبہ ضرور بہے گا۔

تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: اے بیٹی! ایسا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ. (قٓ: ١٩)

ترجمہ: اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن میمونؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو فرمایا اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ کچھ دیر کیلئے دوڑ کے گئے اور واپس آئے اور عرض کیا: مغیرہؓ (بن شعبہ) کے غلام نے، تو فرمایا: کہ محنت کش نے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اس کو خدا مارے میں نے تو اس کو نیکی کا حکم دیا تھا تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لئے جس نے میری موت اس آدمی کے ہاتھ سے نہ ہونے دی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔

پھر کچھ لوگ آپؓ کے پاس حاضر ہوئے' ان میں ایک جوان بھی تھا جس کی چادر زمین کو مس کر رہی تھی۔ فرمایا: اے بھتیجے! اپنا کپڑا اوپر کرلو یہ تمہارے کپڑے کی عمر کو بڑھائے گا اور تمہارے رب کے تقویٰ کے لائق ہے پھر اپنے بیٹے سے فرمایا: اے عبداللہ! ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور عرض کرو: عمر آپ کو سلام عرض کرتا ہے' امیر المومنین مت کہنا کیونکہ آج میں مومنوں کا امیر نہیں رہا اور پوچھو کہ عمر آپ سے اجازت چاہتا ہے کہ اسکو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے چنانچہ وہ چلے گئے اور پھر واپس ائے اور بتایا کہ انہوں نے اجازت دیدی ہے تو فرمایا: الحمد للہ میرے نزدیک اس سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا اور کہنا کہ عمر اجازت مانگتا ہے' اگر (ام المومنین) میرے لئے اجازت دیدیں تو مجھے (ان کے حجرہ میں) داخل کر دینا اور اگر مجھے واپس لوٹا دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے

جانا۔(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: جس بیماری میں حضرت عمرؓ فوت ہوئے۔ اس وقت ان کا سر مبارک میری گود میں تھا مجھے فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہے وہ میری گود میں رہے یا زمین پر' فرمایا: تیری ماں مر جائے اس کو رکھ دے تو میں نے رکھ دیا۔ پھر فرمایا: میرے لئے ہلاکت ہے میری ماں کیلئے ہلاکت' اگر میرے پروردگار نے مجھ پر رحم نہ کیا تو!(۵)

جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے امیر المومنین! آپؓ اس وقت ایمان لائے جب لوگوں نے کفر کیا' آپؓ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا جبکہ لوگوں نے آپ کو زچ کیا تھا' آپ کو شہید کر کے قتل کیا گیا جبکہ آپؓ کی ذات کے بارے میں دو آدمیوں کو بھی کوئی اختلاف نہیں تھا اور رسول خدا ﷺ اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ آپؓ سے راضی تھے تو آپؓ نے فرمایا: وہ شخص دھوکہ میں ہے جس کو تو دھوکہ میں رکھے۔ خدا کی قسم! اگر میری ملکیت میں وہ سرمایہ ہو جس پر سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے تو میں موت کے جھانکنے کی ہولناکی کے بدلہ میں اس کو فدیہ میں دیدوں۔(۶)

---

(۴) رواه البخارى فى "المناقب". قصة البيعة' وفى كتاب "الجنائز" ماجاء فى قبر النبى صلى الله عليه وسلم وابى بكر و عمر رضى الله عنهما' فى كتاب "الجهاد" و كتاب "التفسير" و رواه النسائى فى "السنن الكبرىٰ". فى التفسير.

(۵) "حلية الاولياء" (۱/۵۲) "المصنف" لابن ابى شيبة (۱۳/۲۸۶)' وكتاب "المحتضرين" لابن ابى الدنيا ص (۵۵)' و "وصايا العلماء عند حضور الموت" للربعى ص (۳۸).

(۶) "وصايا العلماء" ص (۳۸).

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے مجھے عقل ملی اتنا غم نہیں ہوا جتنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر خنجر زنی کی رات میں ہوا تھا فرمایا: کہ انہوں نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء ہمارے ساتھ پڑھی کہ لوگ بھی خوش تھے اور ان کا حال بھی اچھا تھا۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو ہمیں ایسے شخص نے نماز پڑھائی جس کی تکبیر کی آواز کو ہم نہیں پہچانتے تھے۔ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔ جب ہم نے سلام پھیرا تو کہا گیا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار دیا گیا ہے تو لوگ اس حال میں نماز سے فارغ ہوئے کہ حضرت عمرؓ اپنے خون میں لت پت تھے اور فجر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ ان سے عرض کیا گیا: اے امیر المومنین نماز پڑھ لیں۔ نماز پڑھ لیں۔ فرمایا: نماز تو اللہ کی طرف سے فرض ہے جو شخص نماز کو ضائع کرتا ہے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں' پھر جلدی سے اٹھنے لگے تو ان کے گھاؤ سے خون پھوٹنے لگا تو فرمایا: کہ میری پگڑی لاؤ اور اس کے ساتھ اس زخم کو باندھ دو' پھر آپؓ نے نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! تمہاری موجودگی میں یہ کچھ ہو گیا تو ان سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم! ہمیں معلوم نہیں۔ اللہ کی مخلوق میں سے کون سرکش تھا۔ ہماری جانیں تو آپ پر نچھاور ہیں اور ہمارے خون آپ کے خون کے بدلہ میں بہائے جاسکتے ہیں۔

پھر وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: چلے جاؤ۔ لوگوں کا حال پوچھو اور پھر آ کر مجھے سچی بات بتاؤ تو وہ نکل کھڑے ہوئے پھر واپس آئے تو فرمایا: اے امیر المومنین! آپؓ کو جنت کی خوشخبری ہو' خدا کی قسم اللہ کی مخلوق میں سے مرد ہو یا عورت میں نے ہر آنکھ کو جو جھپکتی ہے آپؓ کے غم میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ اپنی ماؤں اور باپوں کو

آپؓ پر قربان کر رہے ہیں۔(۷)

حضرت مجاہد (تابعیؒ) فرماتے ہیں: ہم کہا کرتے تھے کہ شیاطین حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باندھ دیئے گئے تھے۔ جب ان کو شہید کر دیا گیا تو یہ زمین میں نمودار ہو گئے۔(۸)

حضرت عمرؓ نے خدا کے دشمن ابولؤلؤ کے بارے میں فرمایا: کہ مجھے ابولؤلؤ نے خنجر مارا ہے، میں تو اس کو کتا ہی سمجھتا ہوں۔(۹)

---

(۷) "مناقب عمر بن الخطاب" ص (۲۲۵.۲۲۶).

(۸) مناقب امیر المؤمنین ص (۲۵۱).

(۹) مناقب امیر المؤمنین ص (۲۱۶).

امیر المومنین
حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم بن ابو سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے بیس غلام آزاد کئے اور شلوار منگوا کر پہن کر مضبوطی سے باندھ لی' جبکہ انہوں نے نہ تو کبھی جاہلیت کے زمانہ میں پہنی تھی اور نہ اسلام کے زمانہ میں۔ اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گذشتہ رات نیند میں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: صبر کرو آئندہ رات ہمارے پاس افطار کرو گے۔ اس کے بعد قرآن کریم منگوایا اور اپنے سامنے کھولا (پھر اس کی تلاوت کرتے رہے) جب ان کو شہید کیا گیا تو قرآن ان کے سامنے تھا۔ (۱۰)

حضرت حماد بن زید نے روتے ہوئے کہا: کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین پر رحمت فرمائے کہ چالیس راتوں سے بھی زیادہ ان کا محاصرہ کیا گیا لیکن ان کی زبان سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ نکلا جس میں مخالفین اسلام کو کوئی اعتراض کی گنجائش ملتی ہو۔ (۱۱)

---

(۱۰) قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (۷/۲۳۲): رواه عبدالله وأبو يعلى في "الكبير" ورجالهما ثقات.

(۱۱) ابن عساكر في "تاريخ دمشق". "المختصر" (۱۶/۲۲۰.۲۲۱)، وابن قدامة.

امیر المومنین حضرت
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو انہوں نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی پھر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالا: حتیٰ کہ آپؓ کی روح اللہ نے قبض کر لی۔ (۱۲)۔

حضرت علیؓ کے قاتل کا نام عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی ہے۔

(۱۲) "کتاب المحتضرین" ص (۶۱) "والثبات عند الممات" (۱۳۰)۔

امین الامت

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

آپ ؓ ’’عمواس‘‘ کے طاعون کی زد میں آکر فوت ہوئے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت حارث بن عمیرہ کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان کی حالت پوچھ کر آئیں تو حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کو اپنی ہتھیلی میں ایک پھوڑا دکھایا جب ان کے دکھ کو دیکھا تو اس جگہ سے ہٹ کر رونے لگے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا: سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ مجھے یہ پھوڑا محبوب ہے (۱۳)

(کیونکہ یہ پھوڑا طاعون کی بیماری سے ان کے ہاتھ پہ نکلا تھا۔ اس کی بڑی شدید تکلیف تھی حضرت ابوعبیدہؓ اس بڑی تکلیف کو برداشت کرکے اللہ تعالی سے بہت بڑے ثواب کے امیدوار تھے۔ اس لئے ان کے سامنے بہت سارے قیمتی اونٹوں کے مقابلہ میں اس پھوڑے کے ثواب کی زیادہ قدر و اہمیت تھی)۔

---

(۱۳) اخرجها "البزار" و"الطبرانی" وحسن اسناده ابن حجر العسقلانی فی "بذل الماعون" ص (۲۲۶. ۲۲۷).

خالِ رسول اللہ
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں: جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اون کا اپنا پرانا جبہ منگوا کر فرمایا: مجھے اس میں کفن دیدینا کیونکہ یہی جبہ پہن کر میں نے جنگ بدر میں مشرکین کا مقابلہ کیا تھا' میں نے اس جبہ کو اسی دن کے لئے محفوظ کر کے رکھا ہوا تھا۔ (۱۴)

آپؓ کے بیٹے حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد کا سر میری گود میں تھا۔ وہ موت کی حالت میں تھے اور میں رو رہا تھا: انہوں نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے میرے بیٹے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: آپؓ کی حالت کو دیکھ کر۔ فرمایا: مت روؤ۔

فان اللہ لا یعذ بنی ابدا وانی من اھل الجنة.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ مجھے کبھی عذاب نہیں دے گا میں تو جنتیوں میں سے ہوں۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم انہوں نے سچ فرمایا تھا: ان کو جنت مبارک ہو۔ (۱۵)۔

---

(۱۴) "وصایا العلماء عند حضور الموت" ص (۴۵)' واخرجه الحاکم (۳/۴۹۶)' الطبرانی فی "الکبیر" (۳۱۶)' وذکر الھیثمی فی "المجمع" (۳/۲۵).

(۱۵) "سیر اعلام النبلاء" (۱/۱۲۲)' و "طبقات ابن سعد" (۳/۱۰۴).

سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ ان حضرات میں سے تھے۔ جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے سعادت اور مغفرت اس وقت سے لکھ دی تھی جبکہ یہ ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ کے صاجزادے ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ایک درد کی وجہ سے غشی ہوئی۔ جس سے حاضرین نے سمجھا کہ ان کی روح نکل گئی ہے۔ تو وہ ان کے پاس سے چلے گئے (تا کہ گھر والوں کو ان کے پاس بیٹھنے کا وقت مل جائے) جب ان کو ہوش آیا تو انہوں نے اللہ اکبر کہا تو گھر کے لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپؓ نے ان سے فرمایا: کیا مجھ پر ابھی غشی آئی تھی۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپؓ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو میری غشی کے دوران مجھے دو آدمی لے چلے جن میں کچھ سختی اور روکھا پن تھا۔ انہوں نے کہا چلو ہم تمہارا فیصلہ عزیز و امین کے سامنے کرائیں گے چنانچہ یہ مجھے لے کر چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم اس کا عزیز و امین کے سامنے فیصلہ کرائیں گے تو اس نے کہا کہ واپس لوٹ جاؤ۔ یہ شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے سعادت اور مغفرت لکھ دی تھی جبکہ وہ اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ہوتے ہیں اس شخص سے اس کی اولاد جب تک اللہ ان کو زندہ رکھے گا فائدہ اٹھائے گی چنانچہ یہ اس واقعہ کے بعد کئی مہینے زندہ رہے۔ (١٦)

(١٦) اخرجه الحاكم (٣/٣٠٧) والفسوی فی "المعرفة والتاریخ" (١/٣٦٧) و "ابن سعد" (٣/٩٥) والحافظ فی "المطالب العالیة" (٤٠٠٧) وذکره صاحب "کنز العمال" (٣٦٦٨٩) ونسبه الی ابی نعیم وابن عساکر.

آپؓ نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار دینے کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ آپؓ کی وصیت کے مطابق ایک ایک آدمی کو ہزار ہزار دینار (اشرفیاں) دی گئیں اور امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جہاد کیلئے ہزار گھوڑے دینے کی وصیت فرمائی تھی۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بدری صحابہ کے لئے وصیت فرمائی تھی (ان کی وفات کے بعد ان کو شمار کیا گیا) تو وہ حضرات سو کے قریب زندہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو چار سو دینار دیئے گئے۔ ان میں ایک حضرت عثمانؓ بھی تھے۔ انہوں نے بھی یہ دینار لئے تھے۔ (١٧)۔

---

(١٧) سیر اعلام النبلاء (١/٩٠).

ریحان رسول اللہ

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے باپ امام محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت حسن بن علیؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ بہت رونے لگے۔ امام حسینؓ نے ان سے پوچھا: اے بھائی کیوں روتے ہو جبکہ تم رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہؓ کو ملنے (ہم سب سے پہلے) جا رہے ہو جبکہ وہ تمہارے والدین میں سے ہیں (یعنی تم ہم سے پہلے ان آباء کو ملو گے) اور تمہارے لئے اپنے نبی کی زبان پر یہ بات جاری فرمائی کہ تم جنتی جوانوں کے سردار ہو اور تم نے تین مرتبہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں تقسیم کیا ہے اور پندرہ مرتبہ بیت اللہ تک پیدل چل کر حج کیا ہے۔ حضرت حسینؓ کی اس گفتگو کا مقصد حضرت حسنؓ کو خوش کرنا تھا فرمایا: کہ خدا کی قسم! اس سے حضرت حسنؓ کا رونا اور زیادہ ہو گیا اور فرمایا: بھائی میں ایسے امر عظیم اور ہولنا کی کی طرف جا رہا ہوں کہ ایسی چیز کو میں نے کبھی سر نہیں کیا ہے۔ (۱۸)۔

---

(۱۸) کتاب المحتضرین ص (۱۷۴)، ومختصراً فی تھذیب الکمال (۲۵۴/۶).

مقدام العلماء

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت حارث بن عمیرہؒ فرماتے ہیں کہ وہ یمن سے حضرت معاذؓ کے ساتھ آئے اور ان کے ساتھ ان کی منزل میں ٹھہرے تو اِن حضرات کو طاعون نے لپیٹ لیا جن میں حضرت معاذؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ، حضرت ابو مالکؓ سب کو ایک دن میں ہی طاعون لاحق ہوا اور جب حضرت عمرو بن العاصؓ کو خبر دی گئی تو وہ اس سے بہت بھاگے اور فرمایا: اے لوگو! ان وادیوں میں بکھر جاؤ، تم پر ایسی مصیبت ٹوٹی ہے جس کو میں تم پر عذاب یا طاعون سمجھتا ہوں تو ان سے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں جبکہ تم اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ تھے تو حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو اور حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے یہ نہ طاعون ہے اور نہ عذاب ہے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے کے صالحین کی موت ہے۔

اللّٰھمّ فاٰتِ آل معاذ النصیب الاوفر من ھذہ الرحمۃ.

ترجمہ: اے اللہ! آل معاذ کو اس رحمت سے وافر حصہ عطا فرما۔

فرمایا کہ ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت معاذؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کو طاعون نے لپیٹ لیا جبکہ یہ بیٹا حضرت معاذؓ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اسی کے نام سے انہوں نے اپنی کنیت رکھی تھی۔ پھر حضرت معاذؓ مسجد

کی طرف لوٹے پھر بیٹے کو دکھ میں دیکھا تو پوچھا اے عبدالرحمٰن کیسے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کیا: اے اباجان! **الحق من ربک فلا تکونن من الممترین**. (البقرۃ: ۱۴۷) (یہ امر واقعی منجانب اللہ ہے سو ہرگز شک وشبہ لانے والوں میں شمار نہ ہونا) تو حضرت معاذؓ نے فرمایا: **وانا ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین**. (اور مجھے بھی تم انشاءاللہ صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے)۔ چنانچہ صاحبزادہ کا اسی رات انتقال ہوا اور صبح کو دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھی طاعون میں موت نے لپیٹ لیا تو ان کو شدید ترین نزع لاحق ہوئی جب بھی سکرات سے تھوڑا افاقہ ہوتا تو اپنی آنکھ کھولتے اور (اللہ کو مخاطب کر کے) کہتے۔ مجھے آپ کے گلا دبانے نے دبا لیا مجھے آپ کی عزت کی قسم آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ (۱۹)۔

مؤرخ ابن سعد نے بیان کیا: اس کے بعد حضرت معاذؓ کی دونوں بیویوں کو طاعون لاحق ہوا وہ بھی ہلاک ہوگئیں پھر خود حضرت معاذؓ کو ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو وہ اس کو اپنے منہ سے چومتے تھے اور کہتے تھے: **اللّٰھمّ انھا صغیرۃ فبارک فیھا فانک تبارک فی الصغیر**. (اے اللہ! یہ چھوٹا سا ہے اس میں برکت دے کیونکہ تو چھوٹی چیز میں برکت ڈال دیتا ہے) حتیٰ کہ خود بھی (اسی میں) فوت ہوگئے۔ (۲۰)۔

حضرت عمرو بن قیسؒ فرماتے ہیں: حضرت معاذؓ کی وفات کا جب وقت قریب ہوا تو فرمایا: دیکھو صبح ہوگئی۔ عرض کیا گیا نہیں! پھر جب بتایا گیا کہ صبح ہوگئی تو فرمایا: میں اس رات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ جس کی صبح

---

(۱۹) "بذل الماعون فی فضل الطاعون" (ص ۲۶۶. ۲۷۰).
(۲۰) "طبقات ابن سعد" (۳/۵۸۹).

دوزخ میں ہو۔موت کوخوش آمدید'خوش آمدید'غائب رہنے والا زائرحبیب کے پاس فاقہ کی حالت میں آرہاہے۔اے اللہ!تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا لیکن آج میں تجھ سے پرامید ہوں۔اے اللہ!تو جانتا ہے کہ میں دنیا کو اور دنیا میں زیادہ رہنے کو پسند نہیں کرتا تھا تا کہ نہریں چلائی جائیں' درخت لگائے جائیں (کہ میں دنیا کی عیش وعشرت حاصل کرسکوں) بلکہ میں گرمیوں کی پیاس اور اوقات کی تکالیف اور ذکر کے حلقوں کے پاس جماعت در جماعت علماء کے آنے کو پسند کرتا تھا۔(۲۱)۔

---

(۲۱) "الزهد"لأحمد(۲/۱۱٦)'و"حلية الاولياء"(۱/۲۳۹).و"صفة الصفوة" ۱/۵۰۱)'و"الثبات عند الممات"(۱/۱۱۹)'و"كتاب المحتضرين" (۱۱۱).

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبید بن سعید فرماتے ہیں کہ وفات کے وقت حضرت عبداللہؓ رو پڑے۔ ان سے عرض کیا گیا: آپ بھی روتے ہیں آپ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں: فرمایا: میں کیسے نہ روؤں۔ جبکہ میں نے وہ کام کئے جن سے انہوں نے مجھے روکا تھا اور میں نے وہ کام چھوڑ دیئے جن کا مجھے حکم دیا تھا۔ دنیا رخصت ہوگئی لیکن اعمال کے ہار لوگوں کی گردنوں میں باقی ہیں۔ اگر اچھے ہوئے تو اچھائی ملے گی اگر برے ہوئے تو تکلیف۔ (۲۲)

حضرت قیس بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں: حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہؓ کے پاس عیادت کے لئے گئے تو ان سے حضرت عثمانؓ نے پوچھا: اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: میں اپنے مولائے حق کی طرف لوٹ رہا ہوں تو ان سے حضرت عثمانؓ نے فرمایا: وہ بھی پاکیزہ ہے اور آپ نے بھی اچھی زندگی گزاری ہے۔ (۲۳)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ان کی بیماری میں عیادت کے لئے گئے تو ہم نے پوچھا: اے ابو عبدالرحمٰن کیا حال ہے۔ فرمایا: ہم نے اللہ کی نعمت کے ساتھ بھائی بھائی بن کر صبح کی ہے۔ ہم نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! خود کو کیسا پا رہے ہو فرمایا: میرا دل ایمان پر مطمئن ہے۔ ہم نے کہا: آپ کو کوئی شکایت؟ فرمایا: میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی شکایت کرتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: آپ کی کوئی خواہش؟ فرمایا: اللہ کی مغفرت اور رضا کی خواہش ہے۔ ہم نے کہا: کیا

---

(۲۲) "کتاب المحتضرین" ص (۱۶۸).
(۲۳) "کتاب المحتضرین" ص (۲۲۲).

آپ کے لئے کوئی طبیب بلوادیں۔فرمایا: طبیب (اللہ) نے ہی تو مجھے بیمار کیا ہے۔(۲۴)۔

(۲۴) "کتاب المحتضرین" ص (۲۳۸.۲۳۹)' ومختصر تاریخ دمشق (۲۷۰/۱۴).

محدثِ صحابہ
سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت مسلم بن بشیرؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی بیماری میں رونے لگے تو ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا بلکہ اپنے بعید سفر اور قلت زاد پر روتا ہوں، میں ایک سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں۔ جس سے یا تو جنت میں اترنا ہوگا یا دوزخ میں مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کون سی مجھے لے جاتی ہے۔(۲۵)۔

حضرت سعید بن ابی سعید المقبریؒ فرماتے ہیں: مروان حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس اس بیماری میں آیا۔ جس میں آپؓ فوت ہوئے تھے اور کہا: اللہ آپ کو شفا دے حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ لِقَاءَکَ فَاَحِبَّ لِقَائِیْ. اے اللہ! میں آپ سے ملنے کو پسند کرتا ہوں تو بھی مجھ سے ملنے کو پسند کرلے) پھر جب مروان "اصحاب القطا" تک پہنچا تو حضرت ابو ہریرہؓ فوت ہوگئے۔(۲۶)

(اللہ کے دوستوں کی زندگی اور صالحین کی موت اس طرح ہوتی ہے)۔

---

(۲۵) "الزھد" لابن المبارک ص(۳۸)، و"الطبقات" لابن سعد(۴/۳۳۹)، و"وصایا العلماء" ص(۵۸) وکتاب المحتضرین ص(۱۳۹، ۲۲۰، ۲۰۱)، وانظر "السیر" (۲/۵۷۸، ۶۳۲) ترجمة ابی هریرة.

(۲۶) "طبقات ابن سعد" ص(۴/۳۳۹)، و"السیر" (۲/۶۲۵)، و"الثبات عند الممات" ص(۱۳۱).

حکیم الامت
سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

حضرت ابومسلم خولانیؒ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس اس دن گئے جس دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت ابومسلمؒ حضرت ابو درداءؓ کے رشتہ داروں میں ایسے تھے جیسا کہ خود ان کا اپنا آدمی ہوتا ہے تو حضرت ابومسلم تکبیر کہنے لگ گئے تو حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا: کچھ دیر ٹھہر جاؤ تو حاضرین نے کہا: اللہ تعالی جب کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو اس کو پسند کرتے ہیں کہ اس پر ان کو راضی کیا جائے۔ (۲۷)

حضرت معاویہ بن قرہؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابوالدرداءؓ کو تکلیف ہوئی تو ان کے پاس ان کے دوست ملنے گئے اور پوچھا: آپ کو کیا شکایت ہے۔ فرمایا: مجھے گناہوں کی تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا: جنت کی خواہش ہے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کے لئے کوئی طبیب بلا دیں۔ فرمایا طبیب نے ہی مجھے لٹایا ہے۔ (۲۸)۔

ام درداءؓ فرماتی ہیں: جب حضرت ابوالدرداءؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس بسترِ مرگ کیلئے کون نیک عمل کرے گا۔ (۲۹)۔

---

(۲۷) "كتاب المحتضرين" ص (۱۰۹).

(۲۸) "طبقات ابن سعد" (۳۹۳/۷)، و"صفة الصفوة" (۶۴۲/۱)، و"الثبات عند الممات" ص (۱۲۸) والحلية (۲۱۸/۱)، و"الزهد" لاحمد (۱۳۴)، و"المصنف" لابن ابی شيبة (۳۰۹/۱۳) و "كتاب المحتضرين" ص (۱۳۷).

(۲۹) انظر: "السير" ترجمة ابی الدرداء (۳۳۵/۲، ۳۵۳).

نجیب الامت

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: کہ جب حضرت بلالؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا: کہ ہم کل اپنے دوستوں (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں) سے ملاقات کریں گے تو ان کی بیوی نے (رنج کی حالت میں) کہا: ہائے بلال! (۳۰)۔

تو حضرت بلالؓ نے فرمایا: کیا خوشی کا مقام ہوگا۔ (۳۱)۔

---

(۳۰) فی روایة ابن ابی الدنیا و "السیر": "واویلاہ".

(۳۱) "الثبات عند الممات" ص(۱۰۸)، و"السیر" (۱/۳۵۹)، و"کتاب المحتضرین" ص (۲۰۷.۲۰۸).

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیادؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے پاس اس بیماری میں حاضر ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے۔ اگر میں اس دن کو آخرت کے ایام میں سے پہلا دن اور دنیا کے ایام میں سے آخری دن نہ جانتا ہوتا تو یہ بات (کبھی) نہ کہتا' اے اللہ! تو جانتا ہے میں فقر کو دولت پر ترجیح دیتا تھا اور کمزوری کو عزت پر اور موت کو زندگی پر' دوست ہے جو فاقہ کی حالت میں آرہا ہے جو شخص شرمندہ ہوا وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ (۳۲)۔

(۳۲) "الثبات عند الممات" ص (۱۲۱۔۱۲۲)' و "حلیة الاولیاء" (۲۸۲/۱)' و "کتاب المحتضرین" ص (۲۳۶).

زاہد الصحابہ

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کا اس وقت بوسہ لیا جبکہ وہ فوت ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو حضرت عثمان بن مظعونؓ کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔(۳۳)۔

اگر حضرت عثمان بن مظعونؓ کی موت کے وقت اور کوئی فضیلت نہ ہوتی سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے تو یہ بھی ان کے شرف کے لئے کافی ہوتا۔ آپؓ کو ایک اور فضیلت بھی اس کے ساتھ حاصل ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کے چہرۂ انور کو آپ ﷺ کے غم کے آنسوؤں نے بھی چھوا۔

جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کا جنازہ لے جایا جارہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذهبت ولم تلبس منها بشيء(۳۴).

تو دنیا سے جارہا ہے جبکہ تو اس میں کچھ بھی ملوث نہیں ہوا۔

---

(۳۳) اخرجه الترمذی ' وابن ماجه.

(۳۴) اخرجه مالک فی "الجنائز" ووصله ابن عبدالبر عن عائشة.

سلمان الخیر' سلمان ابن الاسلام

حضرت سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: حضرت سعدؓ اور حضرت ابن مسعودؓ حضرت سلمانؓ کے پاس موت کے وقت تشریف لے گئے تو وہ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روئے ہیں؟ فرمایا: کہ ایک عہد کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ باندھا تھا' مگر ہم اس کی حفاظت نہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کہ دنیا میں تمہارا توشہ مسافر کے سامان کی طرح ہونا چاہئے۔ اے سعد! جب تم فیصلہ کرو تو اللہ سے ڈرنا اور قسم میں بھی جب قسم دلاؤ اور غور و فکر میں بھی جب غور و فکر کرو' حضرت ثابتؓ (البنانی) فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سلمانؓ نے بیس سے کچھ زائد درہم ترکہ میں چھوڑے تھے۔ وہ بھی ان میں سے کچھ کھائے جا چکے تھے۔(۳۵)۔

حضرت سلمانؓ کی اہلیہ حضرت بُقیرہؓ فرماتی ہیں: جب سلمانؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا جبکہ وہ بالا خانہ میں تھے۔ جس کی چار کھڑکیاں تھیں' فرمایا: کہ ان کھڑکیوں کو کھول دو۔ آج میری ملاقات کے لئے کچھ لوگ آنے والے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کیسے میرے پاس آئیں گے پھر مشک منگوایا اور فرمایا: اس کو چھوٹے برتن میں پانی میں گھول دے' تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا: اس کو میرے

---

(۳۵) "حلیة الاولیاء" (۱/۱۹۵.۱۹۶)' (۲/۲۳۷)' و"مسند احمد" (۵/۴۳۷)' وانظر "السیر" ترجمة سلمان (۵۰۵.۵۵۸).

بستر کے اردگرد چھڑک دے پھر یہاں سے اتر کر نیچے ٹھہری رہ، پھر تم کچھ دیر بعد مجھے بستر پر جھانک کر دیکھ لینا چانچہ کچھ دیر کے بعد میں نے جھانک کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔(٣٦)۔

حلیۃ الأولیاء میں ہے کہ جب ان کی روح نکلی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ وہ بستر پر سو رہے تھے۔

---

(٣٦) "الثبات عند الممات" ص (١٢٠. ١٢١)، و"الحلیة" (١/٢٠٨)، و"وصایا العلماء عند الموت" ص (٤٤).

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

یہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: کہ جنگ بدر کی طرف نکلنے کے لئے ہم حضور ﷺ کے سامنے جب پہنچے تو میں نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے پہنچا اور چھپا ہوا تھا۔ میں نے کہا: اے بھائی! کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ حضور ﷺ مجھے دیکھیں اور کم عمر سمجھ کے واپس کر دیں، جبکہ میں جہاد کے لئے نکلنے کو پسند کرتا ہوں۔ شاید کہ اللہ تعالی مجھے شہادت نصیب کر دے، چنانچہ ان کو آنخضرت ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو کم عمر قرار دے کر فرمایا: تم واپس لوٹ جاؤ تو حضرت عمیرؓ رو پڑے تو آنخضرت ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ان کی کم عمری کی وجہ سے ان کی تلوار کے کپڑے کو میں نے باندھا تھا ان کو بدر میں شہید کیا گیا تو ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔ ان کو عمرو بن عبدودّ نے شہید کیا تھا۔ (۳۷)۔

(۳۷) "الثبات عند الممات" ص(۱۰۷۔۱۰۸)، و"الطبقات" لابن سعد(۳/۱۴۹)، و"صفة الصفوة" (۱/۳۹۴) واخرجه ابو یعلی والحاکم.

حضرت عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ

یہ وہ صحابی ہیں جو حالتِ اسلام میں انصار میں سب سے پہلے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں فرمایا: اس جنت کے حصول کے لئے نکلو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو حضرت عمیرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ فرمایا: ہاں! تو کہا واہ واہ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں واہ واہ کہنے پر کس بات نے برانگیختہ کیا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم اور تو کچھ نہیں، مگر اس امید نے کہ شاید میں بھی اہل جنت میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا:

فانک من اھلھا (تو اہل جنت میں سے ہے) تو پھر حضرت عمیرؓ نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالیں اور ان میں سے کھانا شروع کر دیا پھر کہا: اگر میں زندہ رہا تو یہ کھجوریں کھالوں گا کیونکہ زندگی بہت بڑی ہے پھر اپنی کھجوریں پھینک دیں اور جنگ میں شریک ہو گئے، حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے۔ (۳۸)۔

---

(۳۸) اخرجه مسلم، واحمد، وابن سعد فی "الطبقات".

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے جنگ احد میں ایک دن ان سے فرمایا: کیا تم اللہ سے دعا نہیں کرتے پھر یہ ایک کونے میں چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن جحش نے دعا کرتے ہوئے یہ کہا:

اے رب! کل جب دشمن سے میری مڈ بھیڑ ہو تو ایسے شخص سے مجھے ٹکرانا جس کی جنگ ہولناک ہو، بہت خوفناک ہو، میں تیری رضا کیلئے اس کے ساتھ لڑوں اور وہ میرے ساتھ لڑے، پھر وہ مجھے گرفتار کر لے اور میری ناک اور میرا کان کاٹ دے پھر جب میں کل (قیامت کے دن) آپ سے ملوں تو تو کہے اے عبداللہ! تیری ناک اور کان کس نے کاٹے تو میں کہوں تیری رضا اور تیرے رسول کی حمایت میں (کاٹے گئے) تو تو کہے تو نے سچ کہا! حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: میں نے ان کو دن کے آخر وقت میں دیکھا کہ ان کی ناک اور کان ایک دھاگہ میں لٹک رہی تھیں۔ (۳۹)۔

---

(۳۹) "حلیة الاولیاء" (۱/۱۰۸)، والثبات عندالممات ص (۱۰٦)، و "صفة الصفوة" (۱/۳۸۴)، والهیثمی فی "مجمع الزوائد" (۱/۳۰۲).

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

جب جبار بن سلمیٰ نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو نیزہ مارا اور وہ نیزہ پار ہوگیا تو حضرت عامر نے فرمایا: فزت و اللہ (خدا کی قسم میں کامیاب ہوگیا) فرمایا: کہ حضرت عامرؓ کو بلند آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حتیٰ کہ میں اس کو نہ دیکھ سکا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپا لیا ہے اور علیین میں اس کو مہمان بنا لیا ہے۔ پھر جبار بن سُلمیٰ نے پوچھا کہ فزتُ واللہ کا کیا مطلب؟ صحابہ نے فرمایا: جنت' تو جبار بھی مسلمان ہوگیا کیونکہ وہ حضرت عامر بن فہیرہ کی شان کو دیکھ چکا تھا پھر وہ اچھے طریقہ سے اسلام لایا۔ (۳۹)

(۳۹) الثبات عند الممات ص: ۱۰۷.

سیدنا سعد بن ربیع بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں: جب احد کی لڑائی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد بن ربیعؓ کی خبر میرے پاس کون لائے گا۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں لاؤں گا۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور مقتولوں کے درمیان گھومتا رہا تو اس سے حضرت سعد بن ربیعؓ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ کہا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ میں تمہاری خبر ان تک لے جاؤں، فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ اور میری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہو اور بتاؤ کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں اور میرے جہاد کی انتہاء ہو گئی ہے اور اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ اللہ کے نزدیک ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا۔ اور ان میں سے کوئی ایک زندہ رہا تو۔(۴۰)۔

(۴۰) "طبقات ابن سعد" (۵۲۳/۳)، و"صفة الصفوة" (۴۸۱/۱)، و "الثبات عندالممات" ص.(۱۱۲).

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

جب احد کی لڑائی ہوئی اور مسلمان ہٹ گئے تو فرمایا: اے اللہ! میں آج آپ کے سامنے اپنے ان ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے اس سے معذرت چاہتا ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا ہے اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں پھر آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذؓ ان کے سامنے آ گئے تو فرمایا: اے سعد بن معاذؓ نضر کے رب کی قسم! جنت کو دیکھو میں اس کی خوشبو احد پہاڑ کے پیچھے سے سونگھ رہا ہوں حضرت سعدؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو کچھ اس نے کہا مجھ میں اس کی ہمت نہیں تھی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ہم نے ان کے جسم پر تلوار' نیزہ اور تیروں کی اسی (۸۰) سے زائد ضربیں دیکھیں تھیں' ہم نے ان کو مقتول پایا اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا اور کوئی بھی ان کو نہ پہچان سکا سوائے ان کی بہن کے' اس نے ان کو انگلی کے پورے سے پہچانا تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: کہ یہ آیت مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ الاية ایسے ہی حضرات کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حضرت سعد بن خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ

یہ بارہ نقیب انصار میں سے ایک ہیں۔ ستر صحابہ کے ساتھ یہ عقبہء اخیرہ میں شہید ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کی طرف لوگوں کو بھیجا تو حضرت سعد بن خیثمہؓ کو ان کے والد نے فرمایا: ہم میں سے کسی ایک کو لازمی ہے کہ وہ ٹھہر جائے پھر فرمایا: کہ مجھے جہاد میں نکلنے دو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ رک جاؤ تو حضرت سعدؓ نے انکار کیا اور کہا: اگر جنت کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی تو میں اس پر آپ کو ترجیح دیتا۔ میں تو اس خواہش میں شہادت کی امید رکھتا ہوں پھر باپ بیٹا دونوں نے قرعہ اندازی کی تو حضرت سعدؓ کا قرعہ نکل آیا چنانچہ وہ جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں شہید کر دیئے گئے۔(۴۱)۔

(۴۱) ''صفة الصفوة (۱/۴۶۸)' و ''الصفات عندالممات'' ص (۱۱۱۔۱۱۲)' و ''طبقات ابن سعد'' (۳/۴۸۲).

حضرت ابوعقیل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

حضرت جعفر بن عبداللہ بن اسلمؒ فرماتے ہیں: جب یمامہ کی جنگ ہوئی اور حضرات نے جنگ کے لئے صفیں بنائیں تو سب سے پہلے جس کو زخم آیا وہ حضرت ابو عقیلؓ تھے ان کو ایک تیر مارا گیا جو ان کے کندھوں اور دل کے درمیان پیوست ہو گیا جب تیر نکالا گیا تو ان کا بایاں پہلو بیکار ہو گیا اور ان کو کھینچ کر کجاوے کی طرف پہنچا دیا گیا۔ پھر جب جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی تو حضرت معن بن عدیؓ نے ایک چیخنے والے کی آواز کو سنا: **یَا آلَ الانصار اَللّٰہَ اللّٰہَ والکرۃ علی عدوکم.** (اے انصاریو! اللہ کی رضا جوئی میں کوشش کرو اور اپنے دشمن پر ایک مرتبہ پھر حملہ کرو) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عقیلؓ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا: کیا ارادہ ہے؟ فرمایا: پکارنے والے نے میرا نام پکارا ہے۔ میں نے کہا: اپنے زخم کی فکر کرو، فرمایا: میں انصاری ہوں، میں ضرور لبیک کہوں گا اگرچہ سرین کے بل چل کر کیوں نہ ہو، چنانچہ انہوں نے اپنی تیاری کسی۔ اور تلوار اٹھائی پھر یوں ندا کرنا شروع کی۔

یا آل الانصار کرۃ کیوم حنین.

(اے آل انصار جنگ حنین کی طرح ایک دفعہ پھر وہی حملہ کرو)۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: اس پر ان کی تلواریں بھڑ گئیں اور ابو عقیلؓ کا زخمی ہاتھ کندھے سے کٹ گیا۔ میں نے کہا: اے ابو عقیلؓ! تو بوجھل زبان سے کہا: لبیک کس کو شکست ہوئی؟ میں نے کہا: تمہیں بشارت ہو خدا کا دشمن مار دیا گیا ہے تو انہوں نے اپنا سر یا اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور

الحمدللہ کہہ کر جان دیدی۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: اللہ ان پر رحم کرے وہ تو ہر وقت شہادت کے سوال اور طلب میں ہی رہتے تھے۔ (۴۲)

(۴۲) "صفة الصفوة" (۱/۶۶۴) و "الثبات" ص (۱۱۰.۱۱۱)، و "طبقات ابن سعد" (۳/۴ـ۴).

حضرت سالم بن معقل مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

یہ ان چار قراء میں سے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ جب یمامہ کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں کی صف ٹوٹ گئی تو حضرت سالم نے اپنے لئے ایک گڑھا کھودا اور حنوط لگائی اور مہاجرین کا جھنڈا تھام لیا تو صحابہ نے ان سے فرمایا: اے سالم! ہمیں ڈر ہے کہ شاید ہم تمہاری سمت سے آئیں (اور روندے جاؤ) تو حضرت سالم نے فرمایا: (اگر میں گھبرا گیا یا بھاگ گیا) تو میں برا حافظ قرآن ہوں۔

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور دائیں ہاتھ سے جھنڈا اٹھاما تو ان کا وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا تو انہوں نے اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھالیا' وہ کاٹ دیا گیا تو گردن سے تھام لیا اور یہ پڑھنے لگے۔ **وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم.** (۴۳)۔ میدان میں سیدالقراء کی موت ایسی ہوئی ہے ایسی موت کا ان سے زیادہ کون حق دار ہوسکتا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا:

الحمدللہ الذی جعل مثله فی امتی. (۴۴)۔

(سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسا آدمی پیدا کیا)۔

---

(۴۳) "الثبات عند الممات" ص (۱۰۴)' و طبقات ابن سعد" (۳/۸۵).
(۴۴) "الاصابة" (۲/۷).

خطیب الانصار

سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شریک ہوئے تو انہوں نے حنوط لگائی ہوئی تھی اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے جن میں ان کو کفن دیا گیا جب مجاہدین پسپا ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

''اے اللہ میں آپ کے سامنے اس سے برائت کا اظہار کرتا ہوں جو مشرکین نے کیا ہے اور ان حضراتِ مجاہدین سے جو ظاہر ہوا اس کی آپ کے سامنے معذرت چاہتا ہوں''۔

پھر مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا: تم نے اپنے ساتھیوں کو بری عادت ڈال دی ہے ان کے مقابلہ کے لئے ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ پھر سوار ہوئے اور جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے۔ (۴۵)۔

---

(۴۵) ''اخرجه الحاكم في ''المستدرك'' (۲۳۵/۳) ''الثبات عندالممات'' ص (۱۲۶)، و 'طبقات ابن سعد'' (۲۰۶/۵).

سیدنا عمرو بن الجموح سید بنی سلمہ رضی اللہ عنہ

آپ لنگڑے تھے اور جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے' جب احد کی جنگ ہونے لگی تو انہوں نے بھی جنگ میں نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کی اولاد نے منع کیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرے بیٹے چاہتے ہیں کہ مجھے نکلنے سے روک دیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ میں اپنے اس لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بارے میں تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور قرار دیا ہے اور ان کے لڑکوں سے فرمایا: تمہارے ذمہ یہ نہیں کہ تم ان کو روکو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل ان کو شہادت عطاء فرمائے تو انہوں نے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو منع نہ کیا' ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں ان کو چستی میں چمڑے کی ڈھال اٹھاتے ہوئے دیکھا (جس میں لکڑی اور پٹھا نہیں تھا) اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے قبیلہ میں نہ لوٹانا' یہ قبیلہ بنو سلمہ کے محلہ میں رہتا تھا چنانچہ یہ بھی شہید کر دیئے گئے اور ان کے صاحبزادے خلاد بھی۔ (۴۶)۔

(۴۶) "الثبات عند الممات" ص (۱۲۶).

سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو ان کا امیر مقرر کیا جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان ہدۃ کے مقام پر پہنچے' ان کا ذکر ہذیل کے قبیلہ بنو لحیان کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے ان کے لئے سو تیر انداز روانہ کئے۔ یہ ان کے پیچھے نشانہائے قدم پر پیچھا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک منزل پر جہاں ان صحابہ نے قیام کیا تھا کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں تو کہا کہ یہ مدینہ کی کھجوریں ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ ان کے پیچھے ان کے نشانہائے قدم پر چلنے لگے جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو کھٹکا ہوا تو وہ ایک جگہ چھپ گئے' مگر ان لوگوں نے ان حضرات کو گھیرے میں لے لیا اور کہا: ہمارے پاس اتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کر دو' تمہارے ساتھ ہم عہد اور وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے تو حضرت عاصم بن ثابت نے فرمایا: اے لوگو! میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ پھر فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّکَ. (اے اللہ! اپنے نبی کو ہماری خبر پہنچا دے) پھر انہوں نے تیر اندازی کی اور حضرت عاصم کو مار ڈالا پھر تین حضرات عہد اور میثاق کے مطابق ان کی طرف چلے گئے ان میں سے ایک حضرت خبیبؓ دوسرے حضرت زید بن دثنہؓ اور ایک اور آدمی تھے' جب کافروں نے ان کو قابو پالیا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھولیں اور ان سے ان کو باندھ دیا تو تیسرے آدمی نے کہا: یہ پہلا دھوکہ ہے۔ خدا کی قسم! میں تو تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ مجھے سمجھ آ گیا ہے یہ مجھے قتل کرنا

چاہتے ہیں تو انہوں نے اس کو گھسیٹا اور ساتھ لے جانا چاہا لیکن اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ اور ان کو جنگ بدر کے واقعہ کے بعد بیچ دیا حضرت خبیبؓ کو قبیلہ بنو حارث بن عمرو بن نوفل نے خریدا جبکہ حضرت خبیبؓ حارث بن عامر کو جنگ بدر میں قتل کر چکے تھے تو حضرت خبیب ان کے پاس قید کر دیئے گئے حتیٰ کہ قبیلہ کے لوگ ان کے قتل کرنے پر متفق ہو گئے تو حضرت خبیبؓ نے حارث کی ایک لڑکی سے استرا مانگا تا کہ وہ اس سے موئے زہار صاف کریں تو اس نے ان کو استرا دیدیا۔ پھر اس لڑکی کا ایک بیٹا ان کی قید والے کمرہ میں گھس گیا جبکہ اس عورت کو معلوم نہ ہوا حتیٰ کہ جب وہ حضرت خبیب تک پہنچ گیا' اس عورت نے اس لڑکے کو حضرت خبیب کی ران پر بیٹھے ہوئے دیکھا جبکہ استرا ان کے ہاتھ میں تھا تو یہ گھبرا گئی جس کی گھبراہٹ کو حضرت خبیب نے بھی پہچان لیا اور فرمایا: کہ تم ڈر رہی ہو کہ میں اس کو مار ڈالوں گا۔ میں یہ کبھی نہیں کروں گا' وہ عورت کہتی ہے خدا کی قسم! میں نے خبیب سے اچھا کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا' خدا کی قسم! میں نے ایک دن اس کو دیکھا کہ وہ انگور کے گچھے سے انگور کھا رہا تھا جبکہ اس کو لوہے سے باندھا ہوا تھا اور مکہ میں بھی کہیں پھل کا نام و نشان نہیں تھا۔ یہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو کھلایا تھا پھر جب ان کو حرم سے نکال کر لے گئے تا کہ حدود حرم سے باہر حِلّ کے مقام میں ان کو قتل کریں تو ان سے حضرت خبیب نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں دو رکعات نماز پڑھنا چاہتا ہوں تو انہوں نے چھوڑ دیا اور آپؓ نے دو رکعات ادا کیں پھر فرمایا: خدا کی قسم! اگر یہ لوگ یہ نہ سمجھتے کہ میں گھبرایا ہوا ہوں تو میں زیادہ نماز پڑھتا پھر یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ان سب کو گھیر لے اور چن چن کر مار دے اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیو۔

فلست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان للہ مصرعی
وذلک فی ذات الالٰہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

ترجمہ:۱۔ جب میں حالت اسلام میں قتل کیا جاؤں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر مجھے اللہ کے لئے گرایا گیا۔

۲۔ یہ ذات الٰہی کے لئے واقع ہوا اگر وہ چاہے تو جسم کے کٹے ہوئے اعضاء میں بھی برکت ڈال دے۔

اس کے بعد حضرت خبیبؓ کی طرف ابوسروعہ عقبہ بن حارث کھڑا ہوا اور آپؓ کو قتل کردیا۔

حضرت خبیبؓ نے ہی ہر اس مسلمان کے لئے نماز کا طریقہ جاری کیا جس کو بے بس کرکے قتل کیا جائے۔(۴۷)۔

---

(۴۷) "رواه البخاری فی کتاب المغازی من "صحیحه". باب (۱۰). وفی باب غزوة الرجیع ' ورواه ایضاً فی کتاب الجهاد باب: هل یستأثر الرجل ومن لم یستأثر" ورواه ابو داود فی کتاب الجهاد. باب من الرجل یستأثر.

سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ

جنگ رجیع میں ان کو حضرت خبیب کے ساتھ گرفتار کیا گیا جب ان کو قتل کے لئے آگے کیا تو کافروں نے کہا: ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں ہوتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہوتا۔ تو انہوں نے فرمایا:

"واللہ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحمَّداً یُشَاکُ فی مکانِہٖ شَوکۃ تؤذِیہ واِنی جَالِسٌ فِی اَھلِیْ"۔

"خدا کی قسم میں اتنا بھی پسند نہیں کرتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی جگہ کوئی کانٹا چبھے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں"۔ (۴۸)۔

---

(۴۸) "صفة الصفوة" (۱/۶۴۹)، و"الثبات عندالممات" ص (۱۲۸).

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضرت حرام بن ملحانؓ کو بیر معونہ کی جنگ میں نیزہ مارا گیا' جب خون نکلا تو اس کو انہوں نے اپنے چہرہ اور سر پہ لگایا اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ (۴۹)۔

(۴۹) اخرجه البخاری.

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام

حضرت عیینہ بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکرہؓ کو تکلیف ہوئی تو ان کے صاحبزادوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ان کے پاس کوئی طبیب بلائیں، لیکن انہوں نے انکار کردیا پھر جب طبیعت بوجھل ہوئی اور موت کے آثار دیکھے اور حاضرین نے بھی موت کی حالت دیکھ لی تو فرمایا: تمہارا طبیب کہاں ہے؟ اگر وہ سچا ہے تو اس کو ہٹا کر دکھائے تو انہوں نے کہا کہ اب کیا فائدہ؟ فرمایا: کہ اس سے پہلے بھی کوئی فائدہ نہیں تھا، پھر ان کی صاحبزادی امۃ اللہ آئیں اور اپنے والد کی حالت دیکھی تو رونے لگی، انہوں نے فرمایا: اے بیٹی! مت رو، اس نے عرض کیا: اے ابا جان اگر میں آپ پر نہیں رووں گی تو کس پر رووں گی، فرمایا: کہ مت رو پھر نفی کرتے ہوئے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، زمین پر کوئی جی ایسا نہیں جو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ میرے اس بدن سے نکلے یا اس اڑنے والی مکھی سے اس کے بعد آپ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حمران کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ یہ ان کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا: میں تمہیں نہ بتاؤں کہ میں موت سے کیوں ڈر رہا ہوں؟ خدا کی قسم! اس سے ڈر رہا ہوں کہ کوئی چیز میرے اور اسلام کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ (۵۰)۔

---

(۵۰) "کتاب المحتضرین" ص (۱۱۶،۱۱۵)، و "الثبات عندالممات" ص (۱۳۱)، و "مختصر تاریخ دمشق" (۱۸۳/۲۶)۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

ابوالبختری فرماتے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے جنگ صفین میں فرمایا: میرے پاس پینے کے لئے کچھ دودھ لے آؤ جب پی لیا تو فرمایا: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سب سے آخری گھونٹ جوتم دنیا میں پیو گے وہ دودھ کا گھونٹ ہوگا' پھر جنگ کے لئے نکلے اور شہید کر دیئے گئے۔(۵۱) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: میں آج اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ سے (۵۲)۔

حضرت سعد بن ابراہیمؒ اپنے والد سے اور وہ اس شخص سے بیان کرتے ہیں جس نے ان سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عمارؓ سے سنا وہ صفین میں فرمارہے تھے' جنتیں قریب کر دی گئیں اور حوروں کی شادیاں کر دی گئیں' آج ہم اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں گے۔(۵۳)۔

---

(۵۱) "السیر" (۱/۴۲۵).
(۵۲) "الثبات عندالممات" ص (۱۰۸).
(۵۳) "السیر" (۴/۴۲۵).

سیف اللہ، شہسوارِ اسلام، فاتح کفر، قائد افواج اسلام

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت ابو الزنادؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے اور فرمایا: کہ میں ایسی گھمسان کی جنگوں میں شریک ہوا ہوں کہ میرے جسم کی ایک بالشت کا ایک حصہ بھی نہیں مگر اس میں تلوار کی ضرب کا نشان ہے یا تیر کا زخم ہے' جبکہ اب میں بستر پر اپنی موت مر رہا ہوں۔ جس طرح سے اونٹ مرتا ہے' بزدلوں کی آنکھوں کو چین نصیب نہ ہو۔ (۵۴)۔

(۵۴) "السیر" (۱/۳۸۲).

سیدنا زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: کہ حضرت عمر بن خطاب نے جنگ احد کے دن اپنے بھائی حضرت زیدؓ سے فرمایا: میری زرہیں لے لو، فرمایا: میں بھی اسی طرح سے شہادت کا طلب گار ہوں جس طرح سے آپ ہیں، چنانچہ دونوں نے اس کو چھوڑ دیا (اور جہاد میں بغیر زرہ کے شریک ہوگئے)۔(۵۵)۔

حضرت جحاف بن عبدالرحمٰنؒ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خطابؓ جنگ یمامہ کے دن مسلمانوں کے علمبردار تھے، جب مسلمان مقابلہ میں پیچھے ہٹنے لگے اور دشمن مسلمانوں کی سواریوں پر غالب آنے لگے تو حضرت زیدؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب وہ سواریاں سواریاں نہیں رہیں اور وہ مرد مرد نہیں رہے، پھر آواز سے پکار کر کہا: اے اللہ! میں اپنے ساتھیوں کے بھاگ جانے پر آپ کے سامنے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ مسلمہ اور محکم بن طفیل نے شرارت کی ہے، میں اس سے بری الذمہ ہوں پھر علم اٹھا کر دشمنوں کے مقابلہ میں آگے بڑھنے لگے اور تلوار زنی شروع کی، حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے اور علم گر گیا۔ جس کو حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ نے اٹھالیا تو مسلمانوں نے کہا: ہمیں ڈر ہے کہ آپ کو کوئی مصیبت نہ لاحق ہو۔ فرمایا: کہ اگر مجھ سے پہلے تمہیں مصیبت پہنچ جائے تو میں برا حافظ قرآن ہوں گا۔(۵۶)۔

---

(۵۵) "الحلية" (۱/۳۶۷).

(۵۶) "صفة الصفوة" (۱/۴۴۷)، و "طبقات ابن سعد" (۳/۳۷۷) باختصار، و "الثبات عندالممات" ص(۱۰۹).

سیدنا جعفر بن ابی طالب ذو الجناحین رضی اللہ عنہ

یہ وہ مجاہد اسلام ہیں جن کے سب سے پہلے بازو کاٹ دیئے گئے۔
بخاری شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر بنایا اور فرمایا: اگر زیدؓ کو قتل کر دیا جائے تو جعفرؓ کو امیر بنا دینا۔ اگر ان کو قتل کر دیا جائے تو عبداللہ بن ابی رواحہؓ کو امیر بنا دینا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس غزوہ میں شریک تھا۔ جب ہم نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو (ان کی شہادت کے بعد) تلاش کیا تو ان کو مقتولوں میں پایا۔ ہم نے ان کے جسم میں نوے سے زیادہ نیزوں کے اور تیروں کے زخم دیکھے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک اور روایت بھی ہے کہ یہ حضرت جعفرؓ کے پاس جس دن ان کو شہید کیا گیا کھڑے ہوئے۔ انہوں نے نیزے اور تلوار کی ضرب کے پچاس زخم خود شمار کئے، ان میں سے کوئی زخم بھی ان کی پشت پر نہیں تھا۔
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **رایت جعفر بن ابی طالب ملکا فی الجنة مضرّجة قوادمه بالدماء یطیر فی الجنة.**
ترجمہ: میں نے جعفر بن ابی طالب کو جنت میں فرشتہ کی شکل میں دیکھا جن کے دونوں بازو (پَر) خون میں لت پت تھے۔ وہ جنت میں اڑ رہے تھے۔(۵۷)۔

---

(۵۷) اخرجه الحاکم و صححه (۲۰۹/۳)، وقال الحافظ فی "الفتح" (۷۶/۷).

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

حضرت عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں: جب لوگوں نے تیاری کی اور موتہ کی طرف تیار ہوکر نکلے تو مسلمانوں نے یہ دعا کرتے ہوئے ان کو روانہ کیا: اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھی ہو اور وہی تمہاری حفاظت کرے' تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا:

لكنني اسئل الرحمن مغفرة   وضربة ذات فروغ تقذف الزبدا
اوطعنة بيدي حران مجهزة   بحربة تنفذ الاحشاء والكبدا
حتى يقولوا اذا مروا على جدثي   ارشدك الله من غاز وقد رشدا

(۵۸)

ترجمہ: ۱۔ لیکن میں رحمٰن سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور تلوار کی ایسی وسیع ضرب کا جو خون کو فوارہ کی شکل میں بہا دے۔
۲۔ یا ایسے نیزہ کی مار کا جو نیزہ مارنے میں حریص ہو' سختی سے قتل کرنے والا ہو' ایسے نیزہ کے ساتھ جو دل اور جگر تک پیوست ہو جائے۔
۳۔ حتیٰ کہ کہنے والے جب میری نعش سے گزریں تو یہ کہیں تجھے خدا نے کتنا لڑنے میں مہارت دی تھی اور کتنا خوبی سے تو لڑا ہے۔

اس کے بعد یہ حضرات چل پڑے۔ حتیٰ کہ شام کے علاقہ میں جا پہنچے' ان کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ بلقاء کے علاقہ میں اتر چکا ہے۔ اس کے ساتھ لخم' جذام' بلقین' بہراء اور بلی بھی اس ایک لاکھ کے

---

(۵۸) "الثبات عندالممات" ص (۱۱۳).

ساتھ مل گئے ہیں' چنانچہ یہ حضرات دوراتیں ان کے معاملہ کے بارے میں سوچتے رہے اور کہا کہ ہم آنحضور ﷺ کو اپنے دشمن کی تعداد دیکھ کر خبر دیتے ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے لوگوں کو بہادری کی ترغیب دی پھر کہا: اے قوم! اللہ کی قسم جس وجہ کیلئے تم نکلے ہو تم اس کو ناپسند کر رہے ہو۔ تم تو شہادت کے طلب گار تھے' ہم دشمن کی تعداد' قوت اور کثرت کو سامنے رکھ کر نہیں لڑتے' ہم تو ان کے ساتھ اس دین پر لڑتے ہیں جس کے ساتھ اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے۔ مقابلہ کیلئے نکلو۔ یہ دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے یا تو غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت ملے گی تو حضرات نے کہا: خدا کی قسم! ابن رواحہ نے سچ کہا چنانچہ یہ حضرات مقابلہ کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔(۵۹)۔

حضرت حکم بن عبدالسلامؒ سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں آواز دی' یا عبداللہ بن رواحہ (اے عبداللہ بن رواحہ) جبکہ وہ لشکر کے ایک کنارہ پر تھے' ان کے پاس اونٹ کی ایک پسلی تھی جس کا گوشت دانتوں سے نوچ رہے تھے جبکہ انہوں نے اس سے پہلے تین دن تک کچھ نہیں چکھا تھا انہوں نے اسی وقت وہ پسلی پھینکی اور انہوں نے اسی وقت کہا: تو بھی دنیا کا حصہ ہے پھر آگے بڑھے اور لڑنے میں شریک ہو گئے۔ ان کی انگلی پر زخم آیا تو رجز کے طور پر یہ شعر کہے۔

هل انت الا اصبع دميت — في سبيل الله ما لقيت

يا نفس الا تقتلي تموتي — هذا حياض الموت قد صليت

وما تمنيت فقد لقيت — ان تفعلي فعلهما هديت

وان تاخرت فقد شقيت

---

(۵۹) "الثبات عند الممات" ص (۱۱۳).

ترجمہ:۱۔ تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اللہ کے راستہ میں تجھے یہ صدمہ پہنچا ہے۔
۲۔ اے نفس! اگر تو شہید نہ ہوا تب بھی مرنا تو ہے ہی یہ موت کے گڑھے ہیں جہاں تو پہنچ چکا ہے۔
۳۔ جس چیز کی تجھے تمنا تھی وہ تجھے مل رہی ہے۔ اگر تو نے شہادت کو پالیا تو ہدایت کو پہنچ گیا اور اگر پیچھے رہا تو بد بخت ہوا۔

پھر فرمایا: اے نفس! تجھے کس چیز کی خواہش ہے کیا فلاں عورت کی؟ اس کو تین طلاقیں ہیں' فلاں اور فلاں غلام کی خواہش ہے؟ اور اپنی فلاں عمارت مرغوب ہے؟ تو یہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔

یا نفس مالک تکرهین الجنة　　اقسم بالله لتنزلنه
طائعة او لتکرهنه　　فطالما قد کنت مطمئنة
هل انت الا نطفة فی شنه　　قد اجلب الناس وشدوا الرنه

ترجمہ:۱۔ اے نفس! تجھے کیا مصیبت ہے تو جنت کو ناپسند کرتا ہے' خدا کی قسم تو ضرور اس میں جائے گا۔
۲۔ خوشی سے یا کراہت سے تو نے بڑا عرصہ اطمینان سے گزار لیا ہے۔
۳۔ تو مشکیزہ کا ایک نطفہ ہی تو ہے جس کو لوگوں نے آباء واجداد نے جماع کے وقت) کھینچا اور اپنی جنگی ضروریات کو پورا کیا۔

سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

کم من شعث اغبر ذی طمرین لا یؤبه له . لواقسم علی الله لابره منهم البراء بن مالک.

(ترجمہ: کتنے پراگندہ بال، غبار آلود، و پرانی چادروں والے ایسے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی) اگر وہ کسی چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا بیٹھیں (کہ یہ کام ایسے ہونا چاہیئے) تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیں، ان میں سے ایک براء بن مالکؓ ہیں۔(٦٠)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: میں حضرت براءؓ کے پاس گیا جبکہ وہ گنگنا رہے تھے اور اپنی قوس کو درست کر رہے تھے۔ میں نے کہا: کب تک ایسا کرو گے (یعنی جہاد میں لڑتے رہو گے) فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟ میں بستر پر مروں گا خدا کی قسم میں نے تو نوے سے زائد لوگوں کو (جہاد کے موقعوں میں) موت کے گھاٹ اتارا ہے۔(٦١)۔

یہ فتح تستر میں شہید ہوئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: مجھے حضرت براءؓ اس وقت ملے جب مشرکین کے مقابلہ میں زور شور سے لڑ رہے تھے۔ فرمایا: میں آپ کے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ جب آپ نے ان مشرکوں کے کندھے ہمیں دیدیئے تو مجھے اپنے نبی کے ساتھ بھی ملا دے۔ (چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ قسم پوری کی) اور مشرکین کے کندھے کٹ کٹ کر گرتے رہے اور خود بھی

---

(٦٠) اخرجه الترمذی و "الضیاء".

(٦١) "طبقات ابن سعد" (١٠/١/٧).

شہید ہو گئے۔(٦٢)۔

اور امام طبریؒ نے اس طرح سے حضرت براءؓ کی دعا کو نقل کیا ہے:

اللّٰھمَّ اھزمھم لناوا ستشھدنی.(٦٣).

ترجمہ: اے اللہ! ان کو ہمارے سامنے شکست سے دوچار کر اور مجھے شہادت عطاء فرما۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جہاد فی سبیل اللہ میں شہادت عطاء فرمادی۔

---

(٦٢) "صفة الصفوة" (١/٦٢٦)، و "الثبات عندالممات" ص (١٢٥).

(٦٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن سیرینؒ فرماتے ہیں: میں حضرت انس بن مالکؓ کے پاس اس وقت حاضر ہوا۔ جب ان کی وفات قریب تھی۔ آپ یہی فرماتے رہے کہ مجھے **لا الٰہ الا اللہ** کی تلقین کرتے رہو اور آپ بھی **لا الٰہ الا اللہ** پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ روح قبض ہوگئی۔ (۶۴)۔

---

(۶۴) "الثبات عندالممات" ص (۱۳۳)۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ بن محمد بن عبادہ بن صامتؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عبادہ بن صامتؓ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: میرا بستر صحن میں لگا دو اور میرے غلاموں' خادموں اور پڑوسیوں کو اور جو میرے پاس آنا چاہتے ہیں ۔ان کو اکٹھا کر دو۔ جب ان کو اکٹھا کر لیا گیا تو فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ میرا دنیا کا آخری دن ہے اور آخرت کی پہلی رات ہے مجھے معلوم نہیں۔ شاید کہ میرے ہاتھ سے یا میری زبان سے کسی کے حق میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں عبادہ کی جان ہے' قیامت کے دن اس کا بھی بدلہ چکایا جائے گا۔ میں تم میں سے ہر ایک کو یہ تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ میری روح نکلنے سے پہلے مجھ سے صاحب حق اپنا بدلہ لے لے تو سب نے کہا بلکہ آپ تو والد اور مؤدب کا درجہ رکھتے تھے۔

حضرت کے پوتے فرماتے ہیں: کہ حضرت عبادہؓ نے اپنے خادم کو بھی کبھی برا لفظ نہیں کہا تھا۔ پھر حضرت عبادہؓ نے فرمایا: کیا تم نے مجھے سب کچھ معاف کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ! فرمایا: اے اللہ ! گواہ رہنا۔(۶۵)۔

---

(۶۵) "وصایا العلماء عندالموت" ص (۴۸۔۴۹)۔

سیدنا ابوایوب انصاری النجاری، البدری رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر کو بلند کیا کیونکہ تمام مسلمانوں کے گھروں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر کو پسند کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے گھر میں مہمان ٹھہرایا، یہ بڑھاپے کی حالت میں عجیب شان رکھتے تھے۔

جب حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کی سپہ سالاری میں ایک لشکر قسطنطنیہ کی فتح کیلئے بھیجا۔ اس وقت حضرت ابوایوب اسی سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ پھر بھی دشمن سے مڈبھیڑ سے ان کو کوئی چیز نہ روک سکی، یہ سفر میں دشمن کی طرف جانے کیلئے کوئی زیادہ منازل طے نہ کر سکے کہ پہلے ہی بیمار ہو گئے اور بیماری نے ان کو سفر سے معذور کر دیا، ان کے پاس یزید عیادت کیلئے آیا اور پوچھا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے سواری پر بٹھا کر جتنا دشمن کی زمین میں آگے لے جا سکتے ہو لے جانا، پھر جب تم آگے نہ جا سکو تو اسی جگہ مجھے دفن کر کے واپس لوٹ آنا، جب آپؓ فوت ہوئے تو ان کو سواری پر لے جا کر وصیت کے مطابق دفن کر دیا۔

یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَّثِقَالاً. (التوبہ: ٤١) (نکلو خفیف یا بوجھل ہو کر) میں بھی اپنے آپ کو نہیں پاتا، مگر خفیف یا بوجھل۔)

آپؓ کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے قریب دفن کیا گیا تھا۔ آج کل آپؓ کا مزار ترکی میں مشہور ہے اور قسطنطنیہ کا نام بدل کر استنبول رکھا گیا ہے۔

استنبول میں ایک اسلامی عجائب گھر بھی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور دیگر اکابرین اسلام کی یادگار اشیاء بھی محفوظ ہیں۔

قائد فتح الفتوح

سیدنا نعمان بن مقرّن المزنی رضی اللہ عنہ

فتح مکہ کے دن حضرت نعمانؓ قبیلہ مزینہ کے علمبردار تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: ایمان کے بھی کچھ گھر ہوتے ہیں اور نفاق کے بھی کچھ گھر ہوتے ہیں۔ ایمان کے گھروں میں ایک گھر ابن مقرن کا بھی ہے۔

نہاوند کے معرکہ میں فرزان نے اپنے ماتحت ڈیڑھ لاکھ شہسوار جمع کئے اور بعض کو بعض کے ساتھ باندھ دیا۔ سات آدمیوں کو ایک ایک زنجیر میں باندھا، راستہ میں لوہے کی کانٹے دار تاریں بچھادیں اور کہا: جو شخص ہم میں سے بھاگے گا اس کو لوہے کے یہ کانٹے لنگڑا کر دیں گے۔

اس صورت حال کے مقابلہ میں حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جب میں پہلی تکبیر کہوں تو مجاہد اپنے جوتے پہن لیں۔ اپنی حالت درست کر لیں اور اگر چوکس نہیں تھے تو چوکس ہو جائیں۔ پھر جب میں دوسری بار تکبیر کہوں تو مجاہد اپنے تہبند کس لیں اور اپنے ہتھیار لگالیں اور اٹھنے کے لئے تیار ہو جائیں اور جس کام میں ان کو حکم دوں وہ اس کے لئے تیار ہو جائیں اور جب میں تیسری بار تکبیر کہوں تو انشاء اللہ میں حملہ کروں گا اور تم بھی میرے ساتھ حملہ کر دینا، اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری انکھوں کو آج فتح کے ساتھ ٹھنڈا کر دے، جس میں اسلام کی عزت ہو اور کافروں کی اس میں ذلت ہو۔ اس کے بعد مجھے شہادت کی صورت میں اٹھالینا اور نعمان کو اپنے دین کے اعزاز میں اور اپنے

---

(٦٦) "تاريخ الطبرى" (١١٩/٤).

اپنے بندوں کی مدد میں آج پہلا شہید قرار دینا' پھر مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے۔ (٦٦)۔ اس پر آمین کہو' تو مسلمانوں نے اس پر آمین کہی اور رو پڑے پھر تیسری تکبیر کہتے ہی حضرت نعمانؓ نے حملہ کر دیا جبکہ انہوں نے جھنڈا ابھی اٹھا رکھا تھا' مسلمانوں نے انہیں دیکھا کہ وہ عجمیوں پر عقاب کی طرح جھپٹ رہے تھے۔

حضرت جبیرؒ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا' جو اس دن اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا تھا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ یا تو شہید ہو جائے یا کامیاب ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے یکبارگی حملہ کیا اور وہ بھی ہمارے سامنے ڈٹے رہے' ہمارے کانوں میں لوہے کے لوہے پر گرنے کی آواز آتی تھی' اس دن مسلمانوں پر بڑی عظیم مصیبتیں واقع ہوئیں لیکن جب دشمنوں نے ہمارا صبر دیکھا کہ ہم میدان نہیں چھوڑ رہے' تو وہ خود شکست کھا گئے جب ان کا ایک فوجی گرتا تھا تو اس پر اور ساتوں بھی گر جاتے تھے' وہ ایک دوسرے کے اوپر بندھے ہوئے گرتے تھے اور ان سب کو قتل کر دیا جاتا تھا اور جو خاردار تاریں انہوں نے اپنے پیچھے بچھائی تھیں انہوں نے ان کو لنگڑا کرنا شروع کر دیا اور اس دن بڑی سخت تلوار چلی' بتانے والے بتاتے ہیں کہ سننے والوں نے اس سے زیادہ ہولناک جنگ نہیں سنی۔ لڑائی دن بھر جاری رہی' حتیٰ کہ اندھیرا چھانے لگا اور بڑے بڑے بہادر کثرت سے قتل حتیٰ کہ معرکہ کی زمین خون سے بھر گئی اور اس میں انسان اور جانور پھسلنے لگے۔ اس میں مسلمانوں کے گھوڑے بھی پھسلے اور ان کے سواروں کو بھی نقصان پہنچا او' حضرت نعمانؓ کا گھوڑا بھی پھسلا اور وہ بھی گر گئے۔

اور محمد بن اسحاق اور جبیر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت نعمانؓ کو تیر مارا گیا جو ان کی کوکھ میں پیوست ہو گیا جس سے آپ شہید ہو گئے ان

کے بھائی حضرت نعیم بن مقرنؓ ان کے قریب ہی تھے تو انہوں نے اور جبیر کی روایت میں ہے کہ معقل بن مقرنؓ نے حضرت نعمانؓ کے زخم کو کپڑے کے ساتھ باندھ دیا' پھر لشکر کے میمنہ میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ آگے بڑھے تو علم ان کی طرف پھینک دیا مقصد یہ تھا کہ اب یہی نعمانؓ کے خلیفہ ہیں اور نعمان کو جو مصیبت پہنچی تھی۔ اس کو لشکر کے سامنے ظاہر نہ کیا گیا تا کہ ان میں بزدلی پیدا نہ ہو۔ دشمن کے شہسواروں میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ قتل ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ وادی میں اسی ہزار دشمن مارے گئے اور معرکہ میں تیس ہزار مارے گئے جن کو بیڑیوں میں باندھ کر ٹولیوں کی شکل میں بنایا گیا تھا یہ تعداد ان کے علاوہ ہے جو پیچھا کرتے ہوئے مارے گئے۔(٦٧)۔

معرکہ کے بعد مسلمان جمع ہوئے اور آپس میں پوچھنے لگے' ہمارا سپہ سالار کہاں ہے؟ حضرت معقل بن مقرنؓ نے فرمایا: تمہارے امیر یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فتح کے ساتھ ان کی آنکھ ٹھنڈی کر دی ہے اور شہادت پر خاتمہ کر دیا ہے۔

ایک روایت میں حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے کہ فرمایا: میں حضرت نعمان بن مقرنؓ کے پاس گیا جب کہ ان میں رمق باقی تھی۔ میں نے پانی کے ایک برتن سے جو میرے ساتھ تھا ان کا منہ دھویا تو انہوں نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا: معقل' فرمایا: مسلمانوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا خوش ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فتح اور نصرت عطا فرمائی ہے۔ فرمایا: الحمد للہ! حضرت عمرؓ کی طرف اس خبر کو لکھ کر روانہ کرو' جب حضرت عمرؓ تک نہاوند کی غنیمتیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا: کہ اے سائب پیچھے کیا خبر چھوڑ آئے ہو۔

---

(٦٧) "تاریخ الطبری" (۱۳٦/۴)

میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین: اچھی خبر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے بڑی فتح عطا فرمائی اور نعمان بن مقرنؓ شہید ہو گئے ہیں۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ تو حضرت عمرؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پھر آپ رو پڑے اور خوب روئے۔ حتیٰ کہ میں نے ان کے شانوں کے اوپر والے حصہ کو کندھے سے زیادتی گریہ کی وجہ سے اٹھتے ہوئے دیکھا اور ایسے روئے جیسا کہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت انسان کا صدمہ پہنچا ہے اور یہ حالت ہوگئی کہ گویا کہ حضرت نعمانؓ کے غم میں اتنی بڑی فتح کی خوشی بھی بھول گئے، جس کا نام تاریخ میں فتح الفتوح رکھا گیا ہے۔ (۶۸)۔

---

(۶۸) "الکامل" لابن الاثیر (۶/۳).

عابدالصحابہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن عمرؓ کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: میں دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں کرتا' مگر تین چیزوں پر گرمیوں کی پیاس اور رات کو بیداری کی مشقت برداشت کر کے عبادت کیلئے جاگنا اور یہ کہ میں اس باغی گروہ کے ساتھ جنگ نہیں کر سکا جو ہم پر نازل ہوا ہے' یعنی حجاج سے۔(۶۹)۔

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت سالم سے فرمایا: اے بیٹے! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے حرم سے باہر دفن کرنا کیونکہ میں اس کو پسند نہیں کرتا' کہ میں اس میں دفن کیا جاؤں۔ بعد اس کے کہ میں ہجرت کر کے یہاں سے نکلا تھا تو انہوں نے کہا: اے ابا جان! اگر ہمیں اس پر قدرت ہوئی تو؟ انہوں نے فرمایا: جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں اس کو سنو۔ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ اگر ہمیں اس پر قدرت ہوئی تو' تو آگے حضرت سالمؒ نے جواب دیا: حجاج ہم پر غالب آئے گا اور وہ آپ کی نماز جنازہ پڑھا دے گا اس پر حضرت ابن عمرؓ خاموش ہو گئے۔(۷۰)۔

حضرت سالم فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے وصیت کی تھی کہ میں ان کو حرم سے باہر دفن کروں لیکن ہم اس پر قدرت نہ پاسکے تو ہم نے مہاجرین کے قبرستان میں ان کو حرم میں ایسی جگہ دفن کیا جہاں قریب قریب قبریں نہیں تھیں۔(۷۱)۔

---

(۶۹) "وصایا العلماء عندالموت" ص (۶۳).
(۷۰) "الطبقات الکبری" (۱۸۶/۴).
(۷۱) "الطبقات" (۱۸۷/۴، ۱۸۸).

ام المؤمنین سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں: کہ ان کو ابو عمرو ذکوانؒ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی، جبکہ ان کی وفات ہو رہی تھی چنانچہ ابوعمرو ذکوان ان کے پاس گئے جبکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت عبداللہؒ ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوعمرو فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ ابن عباسؓ آئے ہیں، آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: مجھے ابن عباسؓ سے معاف رکھو۔ مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی ان کے میرے تزکیہ کرنے کی حاجت ہے تو ان کے بھتیجے حضرت عبداللہؒ نے فرمایا: اے اماں! ابن عباس تمہاری نیک اولاد میں سے ہیں۔ وہ آپ کو الوداع کہیں گے اور آپ کو سلام عرض کریں گے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ان کو اجازت دیدو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے۔ جب بیٹھ گئے تو حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: آپ خوش ہو جائیں خدا کی قسم! آپ کے اور ہر نصیب تک پہنچنے کے اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے دوستوں سے ملنے میں کوئی دیر نہیں رہی۔ اِلَّا یہ کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو جائے، حضرت عائشہ نے فرمایا: ابن عباس بس کرو، لیکن حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: آپ رسول خدا ﷺ کی بیویوں میں سے زیادہ محبوب ترین تھیں اور حضور نہیں محبت کرتے تھے سوائے پاکیزہ شخص کے، آپ کا ہار لیلۃ الابواء میں گر گیا تھا اور حضور ﷺ اس کی تلاش میں لگے رہے، جبکہ لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا

۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. (النساء : ۴۳)

ترجمہ: اگر تم غسل اور وضو کے لئے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔

یہ حکم آپ کے سبب سے نازل ہوا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس سے پہلے رخصت عطاء نہیں فرمائی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے آپ کی براءت بھی نازل فرمائی پھر یہ حالت ہوئی کہ مساجد جن میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، کوئی بھی ایسی مسجد نہیں رہی جس میں رات اور دن ہر وقت آپ کی براءت کی (آیات کی) تلاوت نہ کی جاتی ہو۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اے ابن عباس مجھ سے اپنی یہ باتیں نہ کرو، اللہ کی قسم میں پسند کرتی ہوں کہ میں نسیا منسیا ہو جاؤں۔ (۷۲)۔

فائدہ: چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہت فضائل تھے اور حضرت ابن عباسؓ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور ملاقات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی منقبت میں اعلیٰ وارفع الفاظ عرض کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو اس وقت بھی یہی خیال تھا کہ ابن عباس اس وقت بھی میری شان وعظمت بیان کریں گے حالانکہ موت کا وقت ہے۔ اس وقت اپنی عظمت کا ذکر سننا بالکل نامناسب ہے۔ اس لئے سختی سے آنے سے ان کو منع کیا لیکن بھتیجے کی خواہش کے احترام میں اجازت دیدی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے وہی مناقب بیان کیے جن کا حضرت عائشہؓ کو اندازہ تھا کہ ابن عباسؓ میری تعریف ہی کریں گے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کے

(۷۲) "طبقات ابن سعد" (۸/۸۵.۸۶)، و "کتاب المحتضرین" ص (۱۵۹.۱۶۰)، و "السیر".

کچھ مناقب بیان کرنے پر حضرت عائشہؓ نے ان کو منع کیا تب بھی آپؓ نے کچھ مناقب بیان کر دیئے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے اپنی جو کیفیت اس وقت ہو رہی تھی اس کو مستحضر رکھتے ہوئے فرمایا کاش کہ میں نسیاً منسیا ہو گئی ہوتی۔ (یعنی میرا کسی قسم کا کوئی تذکرہ نہ ہو نہ عظمت کا نہ اور کسی طرح کا) اس وقت حضرت عائشہؓ کو صرف اللہ کے فضل کی امید تھی۔ اپنے اعمال اور اپنی شان کا غرور نہیں تھا اور مومن کیلئے موت کے وقت یہی حالت اختیار کرنا سب سے بہتر ہوتا ہے جو حضرت عائشہؓ نے اختیار فرمائی لیکن حضرت ابن عباس کا ان کی شان میں اصرار کرنا بھی حقیقت پر مبنی تھا اور حضرت عائشہؓ کو ان کی موت کے وقت ان مکارم اور فضائل کی یاد دہانی سے تسلی دلانا مقصود تھی کیونکہ موت کا مرحلہ بہت کٹھن ہوتا ہے اور تسلی کی وجہ سے موت میں کچھ سہولت واقع ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے پیش نظر ایک اور بھی وجہ تھی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی اور وہ یہ تھی کہ ان کی جو جنگ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل کے نام سے واقع ہوئی تھی وہ اس پر یہ خواہش ظاہر کرتی تھیں کہ کاش میں علیؓ کے مقابلہ کیلئے نہ نکلتی جیسا کہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب المتمنین میں اور دیگر مؤرخین نے اس کو ذکر کیا ہے۔

سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

یہ حضور علیہ السلام کے ہم عمر اور رضاعی بھائی ہیں۔

حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں: حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھ پر مت روؤ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی گناہ میں آلودہ نہیں ہوا۔ (۷۳)۔

(۷۳) "طبقات ابن سعد" (۵۳/۴)، و "کتاب المحتضرین" ص (۱۱۵)، و "الثبات عندالممات" ص (۱۶۰)، و "روضة المحبين" ص (۳۴۱).

الامام البطل ابو عمارہ، اسد اللہ

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی بن حرب کہتا ہے۔ میں جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کی تاک میں تھا۔ حتیٰ کہ میں نے ان کو لوگوں کے ایک پہلو میں خاکستری رنگ کے اونٹ کی طرح دیکھا جو اپنی تلوار سے لوگوں کو گرا رہا ہے۔

فائدہ: یہ وحشی بن حرب جس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا یہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: حضرت حمزہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنگ احد میں دو تلواریں اٹھا کر جنگ کی اور فرمایا: میں اللہ کا شیر ہوں۔(۷۴)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں جب جنگ کے بعد لوگوں میں فے کا مال تقسیم کیا تو حضرت حمزہؓ کو گم پایا تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے ان کو اس درخت کے پاس دیکھا ہے، جبکہ وہ یہ کہہ رہے تھے اَنَا اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رسولِهٖ. میں اللہ کا اور اس کے رسول کا شیر ہوں۔(۷۵)۔

حضرت حمزہؓ نے جنگ احد میں ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم کو قتل کیا۔ یہ کافروں کا علمبردار تھا۔ اسی طرح سے قریش کے سردار عثمان بن ابی طلحہ کو بھی قتل کیا۔ یہ بھی کفار کا جھنڈا اٹھانے والا تھا۔

---

(۷۴) "ابن سعد" (۳/۱/۶)، والحاکم.

(۷۵) "رواه الحاكم في المستدرك".

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: جب احد کی جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کے پاس کھڑے ہوئے' جبکہ ان کے جسم کے اعضاء کٹے ہوئے تھے تو فرمایا: **لولا ان تجد صفية فی نفسها لتركته حتى يحشره الله من بطون السباع والطير.** اگر صفیہ کو صدمہ نہ ہوتا تو میں ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو درندوں اور چرندوں کے پیٹوں سے کھڑا کرتا ان کو ایک چادر میں کفن دیا گیا جب ان کا سر ڈھانپا جاتا تھا تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب پاؤں چھپائے جاتے تھے تو سر کھل جاتا اور حضور ﷺ نے شہداء میں سے کسی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ جن پر یہ کہا ہو کہ میں تمہاری شہادت کا گواہ ہوں (سوائے حضرت حمزہ کے کہ ان کی شہادت کے بعد فرمایا: میں تمہاری شہادت کا گواہ ہوں)۔(۷۶)۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا جب بھی وہ اصحاب احد کو یاد کرتے تو فرماتے:

اما والله لوددت انی غودرت مع اصحاب فحص الجبل.

ترجمہ: خدا کی قسم! میں نے پسند کیا کہ میں بھی ان پہاڑ والوں کے ساتھ شہید کر دیا جاؤں۔(۷۷)۔

---

(۷۶) اخرجه احمد (۱۲۸/۳)' وابن سعد(۳/۱/۸)' وابو داود فی "الجنائز" باب فی الشهيد يغسل' والترمذی فی "الجنائز" باب ماجاء فی قتلی احد وذکر حمزة' والبیهقی(۱۰/۴.۱۱) والطحاوی(۵۰۲/۱).

(۷۷) رواه ابن اسحاق وهو فی "المسند" (۳۸۵/۳).

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوزاہریہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ سے سنا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا گلا اس طرح نہیں دبائے گا جس طرح سے میں تمہارے گلے کو دبتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ چنانچہ وہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے تو سجدہ کی حالت میں ان کی جان نکل گئی تو ان کی صاحبزادی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ابا فوت ہوگئے ہیں تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور اپنی والدہ کو پکار کر کہا۔ میرے ابا کہاں ہیں؟ فرمایا: اپنی نماز کی جگہ پر' پھر انہوں نے ان کو پکارا تو ان کو جواب نہ دیا پھر ان کو ہلایا تو مردہ پایا۔(۷۸)۔

ان کا اصل نام جرہم بن ناشم ابوثعلبہ الخشنیؓ ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے تھے۔

(۷۸) "سیر اعلام النبلاء" (۲/۵۷۰، ۵۷۱) "الإصابة".

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہؒ فرماتے ہیں: جب لوگ فتنہ میں گھر گئے تو میرے والد رات کو کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے پھر سو گئے تو ان کو خواب میں دکھایا گیا اور ان کو کہا گیا: کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں شہادت عثمانؓ کے فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ جس سے اللہ نے اپنے نیک بندوں کو محفوظ رکھا ہے' پھر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پھر کچھ تکلیف ہوئی جس کی وجہ سے باہر نہ نکل سکے پھر اس وقت گھر سے نکلے جب حضرت عثمانؓ کا جنازہ تیار تھا۔

اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے جب حضرت عثمانؓ پر لوگوں نے طعن کا فتنہ کھڑا کیا تو میرے والد رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ مِنَ الْفِتْنَةِ بِمَا وَقَیْتَ بِهِ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکَ.

ترجمہ: (اے اللہ! مجھے فتنہ سے بچا۔ جس طرح سے تو نے اپنے نیک بندوں کو اس سے بچایا ہے)۔

چنانچہ اس کے بعد وہ گھر سے نہ نکل سکے' مگر اس وقت جب انہوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔ (۷۹)

---

(۷۹) "حلية الاولياء" لأبي نعيم (۱/۱۷۸).

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ

حضرت یزید بن ابی حبیب فرماتے ہیں: جب مقام رملہ میں حضرت ابن سرح کی وفات کا وقت آیا جبکہ یہ اس طرف فتنہ سے بچنے کے لئے نکلے تھے تو رات کے وقت یہ کہنا شروع کر دیا کیا صبح ہوگئی؟ تو حاضرین کہتے رہے نہیں۔ جب صبح ہوئی فرمایا: اے ہشام میں صبح کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ دیکھو صبح ہوگئی؟ پھر یہ دعا کی:

اے اللہ! صبح پر میرے عمل کا خاتمہ فرما دے' پھر وضو کیا اور نماز پڑھی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور والعدیات اور دوسری میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھی اور دائیں طرف سلام پھیرا اور جب بائیں طرف سلام پھیر رہے تھے تو انتقال ہوگیا۔ (۸۰)۔

---

(۸۰) "السیر" (۳/۳۳، ۳۶).

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو یہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے الٰہی میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا اور آج میں تجھ سے پر امید ہوں۔(۸۱)۔

(۸۱) "السیر" (۳/۴۴.۵۱).

فاتح مصر، الصحابی الجلیل

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت عوانہ بن حکم فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا تھا: تعجب ہے اس شخص پر جس پر موت لاحق ہوتی ہے اور اس کی عقل زائل نہیں ہوتی تو وہ کس طرح سے موت کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔ پھر جب ان پر موت طاری ہوئی تو آپ کے صاحبزادہ نے ان کی یہ بات یاد دلائی اور کہا: آپ موت کی صفت بیان کریں۔ فرمایا: اے بیٹے موت صفت بیان کرنے سے برتر ہے لیکن میں تجھے بتاؤں گا میں اپنے آپ کو اس حالت میں پا رہا ہوں گویا کہ پیس دینے والے پہاڑ میری گردن پر ہیں گویا کہ میرے پیٹ میں کانٹے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ جیسے میری جان سوئی کے ناکہ سے نکل رہی ہے۔ (اللہ اکبر)۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں تمنا کرتا ہوں کاش میں حیض کا کپڑا ہوتا مجھے لونڈیاں گھاس کے ساتھ رگڑ دیتیں۔

ابن شماسہ المہری فرماتے ہیں: ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؓ موت کی حالت میں تھے، آپؓ کافی دیر تک روئے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا تو ان کے صاحبزادہ ان سے کہتے رہے کیا ابا جان آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں بشارت نہیں دی تھی؟ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں بشارت نہیں دی تھی؟ تو انہوں نے چہرہ کو ان کی طرف پھیر کر فرمایا: سب سے افضل بات جو ہم نے سمجھی ہے وہ **لا الہ الا اللہ** اور **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دینا ہے لیکن میری تین

حالتیں رہی ہیں۔ تم نے مجھے دیکھا ہے کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ بغض کرنے والا کوئی نہیں تھا اور مجھ سے زیادہ کوئی شخص یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں حضور ﷺ کو اپنے قابو میں لا کر قتل کردوں۔ اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو دوزخی ہوتا' پھر جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام کو جگہ دی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؐ اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے! میں آپؐ کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا آپؐ نے فرمایا: اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کون سی شرط؟ میں نے عرض کیا: کہ آپؐ مجھے بخش دیں۔ فرمایا: اما علمت ان الاسلام یھدم ما کان قبله و ان الهجرة تهدم ما کان قبلها وان الحج یھدم ما کان قبله. (تجھے معلوم نہیں؟ کہ اسلام لانا پہلے کے جرائم مٹا دیتا ہے اور ہجرت اپنے سے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی اپنے سے پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے) آنحضرت ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں تھا اور نہ ہی میری آنکھوں میں کوئی ان سے برتر تھا' مجھ میں یہ ہمت نہیں تھی کہ میں آپ کی عظمت کے اعتبار سے سیر حاصل نگاہ سے دیکھ سکوں اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ میں ان کی صفت بیان کروں تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کیوں کہ میں نے آپ کو کبھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔ اگر میں اسی حالت پر مر جاتا تو مجھے امید تھی کہ میں اہل جنت میں سے ہوتا' لیکن اس کے بعد ہمارے سامنے کئی چیزیں ایسی پیش ہوئیں کہ اب مجھے معلوم نہیں کہ میرا کیا حال ہے۔ (۸۲)

(۸۲) رواہ مسلم فی "صحیحه" فی کتاب الإیمان' باب کون الإسلام یھدم ما قبله.

حضرت نعیم بن مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

حضرت نعیم بن مالکؓ نے جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ہمیں جنت سے محروم نہ کرنا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ آپؐ نے ان سے پوچھا: کس بنیاد پر؟ عرض کیا: اسلئے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور جہاد میں پشت دے کر نہیں بھاگوں گا تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ (۸۳)۔

(۸۳) "البداية والنهاية (۴/۱۳. ۱۴).

حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان کے ابا جان نے ان سے فرمایا: میں اپنے آپ کو (میدان جہاد میں) شہادت کے لئے پیش کردوں۔(۸۴)۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: جب احد کی لڑائی ہوئی تو رات کو مجھے بلایا اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ سب سے پہلے شہید ہوں گے میں بھی انہیں میں سے ہوں گا۔ میرے نزدیک تم سے کوئی زیادہ عزت والا نہیں ہوگا۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے مجھ پر کچھ قرضہ ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: جب صبح ہوئی تو جنگ احد میں آپؓ سب سے پہلے شہید ہوئے۔(۸۵)۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: جب میرے والد کو جنگ احد میں شہید کیا گیا تو میں ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹاتا تھا اور روتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مجھے روکنے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہ روکا اور میری پھوپھی بھی رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تبکیہ او لا تبکیہ ما زالت الملائکۃ تظللہ باجنحتھا حتی رفعتموہ. (تم اس پر روؤ یا نہ روؤ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اس پر سایہ کئے رہیں گے، جب تک کہ تم اس کو اٹھا نہ لے جاؤ)۔(۸۶)۔

---

(۸۴) "فتح الباری" (۳/۲۵۶).
(۸۵) "رواہ البخاری".
(۸۶) اخرجہ أحمد (۳/۲۹۸)، و"البخاری" (۱۲۴۴، ۴۰۸۰)، ومسلم، والنسائی.

حدیث: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

الا اخبرک ان اللہ کلم اباک کفاحاً وقال یا عبدی سلنی اعطک قال اسئلک ان تردنی الی الدنیا فاقتل فیک ثانیا فقال انہ قد سبق منی انھم الیھا لا یرجعون قال یا رب فابلغ من ورائی فانزل اللہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ.(آل عمران : ۱۶۹). (۸۷)۔

ترجمہ: کیا میں تجھے نہ بتاؤں ۔ اللہ تعالی نے تیرے والد کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کی اور فرمایا: اے میرے بندے! مانگ میں تجھے عطاء کروں، انہوں نے عرض کیا ہے میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا کی طرف واپس لوٹا دیں۔ میں آپ کی رضا کے لئے پھر شہید ہونا چاہتا ہوں ۔ اللہ تعالی نے فرمایا: یہ بات بطور فیصلہ کے مجھ سے ہو چکی ہے کہ یہاں آنے والے دوبارہ نہیں لوٹیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب پھر جو میرے پیچھے ہیں ان کو پیغام دے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ: اور مت گمان کروان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

---

(۸۷) أخرجه الترمذی.

حضرت جُلیبیب رضی اللہ عنہ

حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالی نے ان کو بہت سا مال عطاء فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا تو نہیں جو موجود نہ ہو؟ صحابہ نے عرض کیا۔ جی ہاں فلاں اور فلاں اور فلاں پھر پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا تو نہیں جو موجود نہ ہو۔ عرض کیا: جی ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں پھر پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا تو نہیں جو موجود نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: جی نہیں۔ (اب سب موجود ہیں) اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میں جلیبیبؓ کو گم پا رہا ہوں۔ اس کو تلاش کرو، چنانچہ ان کو مقتولوں میں تلاش کیا گیا تو ان کو سات آدمیوں کے پہلو میں پایا گیا۔ ان سب کو حضرت جلیبیب نے قتل کیا تھا پھر دشمنوں نے ان کو مار دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لاش کے پاس پہنچے اور کھڑے ہو کر فرمایا:

قتل سبعة ثم قتلوه هذا مني و انا منه، هذا مني و انا منه.

ترجمہ: (اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا۔ پھر دشمنوں نے اس کو قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے)۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی کلائیوں پر اٹھایا۔ آپؐ کے ساتھ اور کسی نے ان کو نہ اٹھایا پھر ان کے لئے قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں دفن کر دیا۔ راویٔ حدیث نے ان کے غسل کا ذکر نہیں کیا۔ (۸۸)

---

(۸۸) اخرجه احمد مصحوبا بقصة، والنسائی فی "فضائل الصحابة".

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

ان سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے جنگ اجنادین میں تاکید کی تھی کہ وہ کسی کو مقابلہ کا چیلنج نہیں دیں گے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اس کے بغیر صبر نہیں ہوگا۔ جب تلواریں ٹکرا چکیں تو دس رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر میں ان کو مقتول پایا گیا۔ کافروں کی لاشیں ان کے اردگرد پڑی ہوئی تھیں اور تلوار کا دستہ ان کے ہاتھ سے چمٹا ہوا تھا اور ان کے چہرہ پر تیس ضربیں تھیں۔(۸۹)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے دس رومیوں کو قتل کر کے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

---

(۸۹) "سیر اعلام النبلاء" (۳۸۶/۳).

خال المسلمین، کاتب وحی
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

حضرت میمون بن مہران ؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا کرتا تھا تو آپ ؐ نے اپنا قمیض اتارا اور مجھے پہنا دیا۔ میں نے اس کو اتار کے رکھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلم شدہ ناخن بھی محفوظ کر لئے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جسم کو متصلاً یہ قمیض پہنا دینا اور ان قلم شدہ ناخنوں کو پیس کر میری آنکھوں میں ڈال دینا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مجھے پر رحم فرمائے گا۔

حضرت ابوعمرو بن العلاءؒ فرماتے ہیں: جب حضرت معاویہؓ کا آخری وقت آیا تو ان سے کہا گیا آپؓ کوئی وصیت نہیں فرمائیں گے تو آپؓ نے کہا: اے اللہ! میرے گناہوں کو کم کر دے اور میری لغزش کو معاف کر دے اور اپنے حلم کے ساتھ اس جہل سے درگزر کر دے کہ تیرے سوا کسی سے اس کی امید نہیں کی جاسکتی، تیرے سوا کون سی پناہ گاہ ہے۔

هو الموت لا منجىٰ من الموت والذي
نحاذر بعد الموت ادهي وافظع.(۹۰)

ترجمہ: یہ موت ہے، موت سے کوئی چھٹکارا نہیں۔ موت کے بعد جس چیز سے ہم ڈرتے ہیں وہ بڑی مصیبت اور بڑی قباحت ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: حضرت معاویہؓ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا جبکہ وہ موت کی حالت میں تھے اور اس حالت میں وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا آپؓ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں موت پر نہیں رو رہا

(۹۰) ترجمة معاوية في "السير" (۱۱۹/۳، ۱۶۲).

کہ وہ مجھ پر طاری ہو رہی ہے اور نہ دنیا پر رو رہا ہوں کہ میں اس کو چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن یہ دو مٹھیاں ہیں ایک مٹھی جنت میں جائے گی اور ایک مٹھی جہنم میں مجھے معلوم نہیں کہ میں ان دونوں میں سے کون سی مٹھی میں ہوں۔(۹۱)۔

حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید سے فرمایا: الماری میں ایک رومال ہے جس میں حضور ﷺ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا اور حضور ﷺ کے بالوں اور ناخنوں میں سے کچھ تراشے موجود ہیں۔ یہ تراشے میری ناک میرے منہ میرے کان اور میری آنکھوں پر رکھ دینا اور کپڑے کو میرے کفنوں کے نیچے پہنا دینا کہ وہ میری جلد کو لگتا رہے۔ پس جب تم مجھے کفن دے چکو اور مجھے قبر میں رکھ چکو تو معاویہ اور ارحم الرحمین کو خلوت میں چھوڑ دینا۔(۹۲)

حضرت امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں: جب حضرت معاویہ شدید بیمار ہوئے تو اپنے پلنگ سے اترے اور ان کے اور زمین کے درمیان جو چیز حائل تھی اس کو ہٹا دیا، پھر کبھی ایک رخسار زمین سے لگاتے، کبھی دوسرا رخسار زمین پر لگاتے اور روتے ہوئے کہتے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ (النساء : ۴۸) اِجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَشَاءُ اَنْ تَغْفِرَ لَہٗ.(۹۳).

ترجمہ: اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کئے ہوئے شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس سے کم گناہ کو جس کے لئے چاہے گا معاف کر دے گا۔ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جن کو تو بخشنا چاہتا ہے۔

(۹۱) "کتاب المحتضرین" ص (۱۹۹).
(۹۲) "الکامل" لا بن الأثیر (۳/۲۵۹۔۲۶۰)، و "کتاب المحتضرین" ص (۶۸)
(۹۳) "کتاب المحتضرین" ص (۲۲۹).

سیدنا امام حسین بن علی الشہید
سبط رسول اللہ وریحانتہ من الدنیا رضی اللہ عنہ

یہ آنحضرت ﷺ کے نواسے اور دنیا میں حضور ﷺ کے گلدستہ تھے۔

حضرت ابن ابی نعمؒ فرماتے ہیں میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس موجود تھا۔ ایک شخص نے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا: آپؓ نے فرمایا: تم کہاں کے ہو کہا عراق سے فرمایا: اس کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے جبکہ انہوں نے حضور ﷺ کے بیٹے کو شہید کیا حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

هما ريحانتاى من الدنيا. (۹۴)۔

ترجمہ: یہ دونوں (حسن وحسینؓ) دنیا میں میرے گلدستے ہیں۔

حضرت عائشہؓ یا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے پاس گھر میں ایک ایسا فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی نہیں آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ حسینؓ شہید ہوگا اگر آپ چاہیں تو میں آپؓ کو وہاں کی خاک بھی دکھا سکتا ہوں۔ (۹۵)۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے دن یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِىْ فِىْ كُلِّ كَرْبٍ وَ رَجَائِىْ فِىْ كُلِّ شِدَّةٍ وَاَنْتَ فِيْمَا نَزَلَ بِىْ ثِقَةٌ وَاَنْتَ وَلِىُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَ صَاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ.

ترجمہ: اے اللہ تو ہر دکھ میں میرا بھروسہ ہے اور ہر تنگی کے وقت میری امید ہے اور جو مصیبت مجھے پڑی ہے اس میں تو ہی کچھ کر سکتا ہے کیونکہ تو ہی

---

(۹۴) اخرجه البخاری فی "فضائل اصحاب النبی ﷺ" باب مناقب الحسن والحسين، والترمذی، واحمد (۲/۹۳، ۱۱۴)، والطبرانی (۲۸۸۴).

(۹۵) رواه احمد فی "المسند" (۶/۲۹۴)، "السير" (۳/۲۹۰).

میری ہر نعمت کا ولی ہے اور ہر نعمت کا ساتھی ہے۔

جب حضرت حسینؓ کو شہید کیا گیا تو آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سے یہی سب سے زیادہ محبوب تھے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ پراگندہ بال غبار آلود ہیں۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے اس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اس دن سے اس خون کو جمع کررہا ہوں' چنانچہ میں نے اس دن کو یاد رکھا تو جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ اسی دن شہید کئے گئے تھے۔(۹۶)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے حسینؓ کو بھی شہادت کے ساتھ عزت دی اور اہل بیت میں سے بھی ان لوگوں کو شہادت کے ساتھ نوازا جنہوں نے ان کا اکرام کیا تھا۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم اور جن لوگوں نے حضرت حسینؓ کی اہانت کی اور ان کی حرمت کو پامال کیا اور ان کے قتل کو حلال جانا اللہ تعالی نے ان کو بھی بغاوت' ظلم اور دشمنی کے ساتھ رسوا کیا اور یہ حضرت حسینؓ پر اللہ کی نعمت اور کرامت میں سے تھا کہ ان کو شہداء کے مقامات تک پہنچایا اور ان کو بھی اسی امتحان اور آزمائش میں مبتلا کیا جو اول اسلام سے تمام اہل بیت کے ساتھ ہوا جیسا کہ ان کے نانا اور والد اور چچا اور باپ کے چچا کے ساتھ ہوا۔(۹۷)۔

حضرت حسینؓ کی مصیبت ایسی ہے جس کو صدیاں گزرنے کے باوجود بھی یاد رکھا جائے۔(۹۸)۔

---

(۹۶) اخرجه احمد(۱/۲۸۳)' والطبرانی(۲۸۲۲)' وسنده قوی کما قال ابن کثیر فی "البدایة" (۸/۲۰۰).

(۹۷) "مجموع فتاوی ابن تیمیة" (۲۷/۴۷۱.۴۷۲).

(۹۸) "مجموع فتاوی ابن تیمیة" ص (۲۷.۴۷۳).

عم رسول اللہ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ابراہیم القرشی فرماتے ہیں جب حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا: اے عبداللہ میں مرنہیں رہا بلکہ میں فنا ہو رہا ہوں۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کے ساتھ محبت کرنے کی اور اس کی فرمانبرداری کی محبت کی اور اللہ سے ڈرنے کی اور اس کی نافرمانی سے ڈرنے کی جب تو ایسا ہوگیا تو جب بھی تجھے موت آئے گی تو اسے ناپسند نہیں کرے گا۔ اب اے بیٹے! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں اس کے بعد قبلہ کی طرف رخ کیا اور لا الہ الا اللہ پڑھا اور آسمان کی طرف آنکھیں کھولیں اور فوت ہوگئے۔ (۹۹)۔

(۹۹) "کتاب المحتضرین" ص (۲۱۵)، و "مختصر تاریخ دمشق" (۳۵۲/۱۱).

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

یہ ان صحابہ میں سے تھے جن کو علم اور حلم عطاء فرمایا گیا تھا اور راتوں کو جاگ کر عبادت میں گزار دیتے تھے۔

حضرت محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ جب حضرت شداد بن اوس کا وقت وفات ہوا تو فرمایا: اے عرب کے منادیو! اے عرب کے منادیو! اس امت پر میں سب سے زیادہ جس چیز کے بارے میں خائف ہوں وہ ریاکاری اور مخفی خواہش پرستی ہے۔ (۱۰۰)۔

(۱۰۰ "الثبات عند الممات" ص (۷۲. ۷۳).

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ

حضرت شریح بن عبید الحضرمی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو مالک اشعریؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اشعری قبیلہ کے کچھ لوگوں سے فرمایا: چاہئے کہ تمہارے موجود لوگ غائبین تک یہ بات پہنچا دیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حلاوۃ الدنیا مرارۃ الآخرۃ ومرارۃ الدنیا حلاوۃ الآخرۃ.(۱۰۱)

ترجمہ: دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے۔

فائدہ: یعنی دنیا کی راحت' سکون' لذت' لطف اندوزی آخرت میں مشکلات' سزاؤں اور نعمتوں کی محرومی کی شکل میں ظاہر ہونگی اور دنیا میں نیک اعمال کی تکالیف برداشت کرنا اور خلاف نفس امور پر چلنا آرام پسندی اور لطف اندوزی کو چھوڑنا آخرت کی مٹھاس ہے۔ جس سے مسلمان کے درجات بلند ہوں گے عذاب اور تکالیف کم ہوں گی اور جنت کے انعامات اور درجات بڑھ جائیں گے۔

---

(۱۰۱) رواہ احمد فی "المسند" (۳۴۲/۵)' والحاکم فی "مستدرکہ" (۳۱۰/۴).

حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ

یہ وہ شہسوار اسلام ہیں جن کا علم کبھی سرنگوں نہیں ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کی اور معرکہء جسر مغرب میں نہر کو عبور کرایا اور چھ ہزار مسلمانوں کی جان بچائی' جبکہ ان کی موت یقینی ہو چکی تھی۔ معرکہ جسر میں پل کے پاس ان کو ایسا قاتل زخم لگا جس کو انہوں نے باندھ دیا لیکن اس زخم کی وجہ سے دو مہینوں کے بعد وفات پائی' لیکن ان کی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح کا انعام فرمایا اور معرکہ بویب میں جو کہ جنگ یرموک کے برابر سمجھا گیا ہے ان کی تڑپ کو سکون عطا فرمایا۔ یہ مسلمانوں کی فتوحات کے بارے میں فکر کرتے ہوئے اور ان کو نصیحت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت جابر بن زیدؓ کی آخری خواہش اور مومن کی موت کی کیفیت

جب حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا تو ان سے پوچھا گیا: آپ کیا پسند کرتے ہیں؟

فرمایا: ایک نظر حضرت حسنؒ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو یہ پیغام حضرت حسنؒ کو پہنچا دیا گیا تو وہ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: اے جابر! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: حکم خداوندی (موت) کو واقع ہونے والا پاتا ہوں، اے ابوسعید! مجھے ایسی حدیث بیان کرو، جس کو آپ نے جناب رسول کریم ﷺ سے سنا ہو تو حضرت حسنؒ نے فرمایا، اے جابر جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:- مومن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک راستہ پر ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو قبول کرتا ہے، اگر لغزش کی معافی مانگتا ہے تو معاف کرتا ہے اور اگر عذر معذرت کرتا ہے تو اس کی معذرت قبول کرتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ مومن اپنی روح نکلنے سے پہلے اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہے تو حضرت جابر نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' میں اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں، پھر فرمایا:

اے اللہ! میرا نفس آپ سے ثواب کی طمع کر رہا ہے، میری اس طلب کو پورا فرمادے اور خوف وگھبراہٹ سے محفوظ کردے۔

اس کے بعد انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور موت آگئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰۲)

---

(۱۰۲) الخبر دون الحدیث فی الحلیة ۸۹/۳.

ایک اعرابی کی شہادت

حضرت شداد بن الھاد فرماتے ہیں ایک شخص دیہات میں سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی پھر کہا آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس کے ساتھ خیر خواہی کا حکم دیا پھر ایک غزوہ واقع ہوا جس میں نبی کریم ﷺ کو مال غنیمت میں بہت سارے غلام حاصل ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو تقسیم کیا اور اس کا بھی حصہ نکالا تو حضور ﷺ نے اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دیا جبکہ وہ ان کی حفاظت کے لئے کسی جگہ متعین تھا جب وہ آیا تو اس کا حصہ اس کو دیا گیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ وہ حصہ ہے جو حضور ﷺ نے تمہارے لئے نکالا ہے تو وہ اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا حصہ ہے۔ عرض کیا میں نے اس وجہ سے آپ کی پیروی نہیں کی میں نے تو آپ کی اتباع اسلئے کی تھی کہ مجھے یہاں تیر لگے پھر اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے مجھے موت آئے اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان تصدق اللہ یصدقک۔ اگر تو نے اللہ کے ساتھ معاملہ کیا ہے تو اللہ بھی تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے گا۔ پھر یہ کچھ دیر رکے رہے پھر جب دشمن کے مقابلہ کے لئے اٹھے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اٹھا کر لایا گیا جبکہ تیر اسی جگہ لگا تھا جہاں اس نے اشارہ فرمایا: اس نے اللہ کی تصدیق کی تھی تو اللہ نے بھی اس کی خواہش کو پورا کر دیا، پھر آنحضرت

ﷺ نے خود اس کو اپنے جبہ میں کفن دیا پھر اس کو آگے کیا اور جنازہ پڑھایا۔ آپ ﷺ نے نماز جنازہ میں جو دعا فرمائی وہ یہ تھی۔

اللّٰھمَّ ھذا عبدک خرج مھا جرافقتل شھیدا انا شھید علی ذٰلک. (۱۰۳)۔

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے، مہاجر بن کر نکلا تھا اور شہید کر دیا گیا میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

---

(۱۰۳) رواہ النسائی (۴/۶۱۴۶).

حصہ سوم

حضرات تابعین

زاہد التابعین
حضرت عامر بن عبد قیسؒ

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عامر کی وفات کا وقت ہوا تو آپ رو پڑے۔ کسی نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں موت سے گھبرا کر نہیں روتا اور نہ دنیا کی حرص پر روتا ہوں بلکہ میں گرمیوں کی پیاس یعنی روزوں اور رات کی عبادت کے چھوٹ جانے پر رو رہا ہوں۔ (۱۰۴) (کہ اب ان عبادتوں سے محروم ہو جاؤں گا)۔

حضرت ہمام بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبداللہ اپنی مرض الوفات میں بہت روئے' ان سے عرض کیا گیا: اے ابوعبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: کتاب اللہ کی اس آیت کی وجہ سے اللہ تعالی فرماتے ہیں:

انما يتقبل الله من المتقين .(المائده: ۲۷). (۱۰۵)۔

ترجمہ: اللہ تعالی متقین سے ہی (نیک اعمال کو) قبول کرتے ہیں۔

پتہ نہیں میرے اعمال مقبول ہیں یا نہیں؟۔

---

(۱۰۴) "السير" (۱۹.۱۵/۴)، و"الزهد" لابن المبارك ص(۹۵)، و "الزهد" لأحمد(۱۷۶/۲) و "وصايا العلماء" ص (۸۱).

(۱۰۵) "كتاب المحتضرين" ص (۱۴۱).

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ

حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ حضرت عامرؒ نے مؤذن سے آواز سنی حالانکہ وہ موت کے قریب تھے لیکن فرمایا: مجھے پکڑ کے لے جاؤ۔ ان سے عرض کیا گیا: آپؒ بیمار ہیں۔ فرمایا: میں اللہ کی طرف بلانے والے کی آواز سن رہا ہوں تو میں اس کی حاضری کیسے نہ دوں' چنانچہ لوگ آپؒ کو تھام کر لے گئے اور آپؒ نے امام کے ساتھ مغرب کی نماز میں شمولیت اختیار کی' ایک ہی رکعت پڑھنے پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔

حضرت ابو مسلم خولانی
سید التابعین و زاهد العصرؒ

حضرت محمد بن شعیب اور سعید بن عبدالعزیز دونوں فرماتے ہیں: کہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں لوگوں پر قحط پڑا تو حضرت معاویہؓ ان کے ساتھ طلب باران کیلئے نکلے۔ جب انہوں نے مصلیٰ کی طرف دیکھا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت ابو مسلمؒ سے فرمایا: آپ کو پتہ ہے لوگ کس مشقت میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس آپ اللہ سے دعا کر دیجئے تو انہوں نے فرمایا: میں اپنی تقصیر کے باوجود دعا کروں' چنانچہ آپؒ کھڑے ہوئے۔ ان کے سر پہ ایک ٹوپی تھی انہوں نے اپنے سر سے اس ٹوپی کو ہٹایا پھر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا بِكَ نَسْتَمْطِرُ وَقَدْ جِئْتُ بِذُنُوْبِىْ اِلَيْكَ فَلَا تُخَيِّبْنِىْ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے ہی بارش طلب کرتے ہیں' میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں کے باوجود حاضر ہو گیا ہوں۔ پس مجھے ناکام نہ لوٹانا۔

فرماتے ہیں: کہ ابھی لوگ وہاں سے واپس نہیں مڑے تھے کہ بارش ہو گئی۔

اس واقعہ کے یہ دونوں راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت مسلم نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ مُعَاوِيَةَ اَقَامَنِىْ مَقَامَ سُمْعَةٍ فَاِنْ كَانَ لِىْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ.

ترجمہ: اے اللہ! معاویہ نے مجھے شہرت کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے پس

اگر آپ کے پاس میری کوئی نیکی ہے تو اس کی برکت سے مجھے اپنے پاس بلا لے۔

یہ دونوں راوی فرماتے ہیں: جب انہوں نے یہ دعا کی تھی تو جمعرات کا دن تھا' چنانچہ یہ اگلی جمعرات کو فوت ہو گئے۔(١٠٦)۔

(١٠٦) "الزهد" لأحمد ص (٣٩٢)' و"أرواء الغليل" (١٤٠/٣).

آخری لمحات

حصہ چہارم
فقہاء ومجتہدین

فقیہ التابعین

حضرت یزید بن اسودؒ

حضرت ابونصر حیان فرماتے ہیں: مجھے حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: مجھے یزید بن اسودؒ کے پاس لے جاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کا آخری وقت ہے۔ حضرت حیانؒ فرماتے ہیں: میں ان کو لے گیا جب آپؓ حضرت یزید بن اسودؒ کے پاس پہنچے تو وہ بہت بیمار تھے۔ ان کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دیا گیا تھا اور عقل جا چکی تھی۔ حاضرین نے ان کو زور سے آواز دی اور میں نے کہا: یہ آپؒ کے بھائی واثلہ بن اسقع ہیں تو اللہ تعالی نے ان کی کچھ عقل باقی رکھی ہوئی تھی۔ جس سے انہوں نے سن لیا کہ واثلہؓ آ چکے ہیں تو انہوں نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور ان کو تلاش کرنا شروع کر دیا میں نے سمجھ لیا کہ یہ کیا چاہتے ہیں تو میں نے حضرت واثلہؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کے ہاتھ میں دے دیا ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اپنا ہاتھ حضرت واثلہؓ کے ہاتھ میں دیدیں کیونکہ حضرت واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی نسبت تھی۔ پھر وہ ان کے ہاتھ کو کبھی اپنے سینہ پہ رکھتے تھے کبھی اپنے چہرہ پر اور کبھی اپنے منہ پر' حضرت واثلہ سے پوچھا کیا مجھے اس سوال کا جواب نہیں دو گے؟ کہ اللہ تعالی کے ساتھ تمہارا کیا ظن ہے' فرمایا: مجھے گناہوں نے غرق کر دیا ہے' میں ہلاکت کے کنارے پر ہوں لیکن اللہ سے رحمت کی امید رکھتا ہوں تو حضرت واثلہؓ نے اللہ اکبر کہا اور گھر کے لوگوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر حضرت واثلہؓ نے فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یقول اللہ انا عندظن عبدی بی فلیظن بی ماشاء .(۱۰۷)۔

ترجمہ: اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، جیسا اس کا میرے ساتھ گمان ہوتا ہے پس وہ جیسا چاہے میرے متعلق گمان کرلے (پس اگر اس کا گمان میرے بارے میں بہتر ہے تو میں اس کے ساتھ بہتری کروں گا اور اگر برا ہے تو میں سختی سے پیش آؤں گا)۔

---

(۱۰۷) رواہ ابن المبارک فی "الزھد" ص (۳۱۸)، والحاکم فی "المستدرک" (۲۴۰/۴) وروی طرفامنه البخاری، ومسلم، و "حسن الظن" لابن ابی الدنیا ص(۱۲)، و"الرقة والبکاء" لابن قدامة(۲۸۵)، و "کتاب المحتضرین" ص (۳۲.۳۱)

فقیہ التابعین
حضرت علقمہ بن قیس نخعیؒ

یہ عراق کے فقیہ تھے اور بہت سی صفات میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے مشابہ تھے' حضرت علقمہؒ نے فرمایا: مجھے جاہلیت کی موت نہ مارنا' میری موت کے وقت میرے پاس آنے کی کسی کو اجازت نہ دینا اور دروازے بند کر دینا نہ تو میرے جنازہ کے پیچھے کوئی عورت آئے اور نہ ہی میرے جنازہ کے پیچھے (روشنی وغیرہ کے لئے) آگ جلائی جائے اور اگر تم سے ہو سکے تو مجھے لا الــــہ الا اللہ کی تلقین کرتے رہنا' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(۱۰۸)۔

(۱۰۸) "حلیة الاولیاء" (۲/۱۰۱)' و 'طبقات ابن سعد" (۹۲/۶)' و "صفة الصفوة" (۲۸/۳)' و "الثبات" ص (۱۳۴).

فقیہ التابعین
حضرت اسود بن یزید نخعیؒ

حضرت علقمہ بن مرشدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت اسودؒ عبادت میں بڑی محنت کرتے تھے اور کثرت سے روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ان کی شکل سبز اور پیلی پڑ گئی۔ جب وفات کا وقت آیا تو رونے لگے۔ ان سے عرض کیا گیا: یہ گھبراہٹ کس وجہ سے ہے؟ فرمایا: مجھے کیا ہے میں کیوں نہ گھبراؤں؟ اگر مجھے اللہ کی طرف سے مغفرت بھی حاصل ہو جائے تب بھی میں نے جو کچھ غلطیاں کیں ان سے مجھے اللہ کے سامنے جانے سے حیا آتی ہے کیونکہ آدمی کی یہ حالت ہے کہ جب اس کے اور دوسرے کے درمیان کوئی معمولی سی غلطی ہو اور وہ اس کی غلطی کو معاف کر دے تب بھی وہ اس سے حیا ہی کرتا رہتا ہے۔(١٠٩)۔

---

(١٠٩) "السیر" (٥٣.٥٠/٤).

فقیہ العراق
حضرت امام ابراہیم نخعیؒ

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: کہ حضرات صحابہ کرام اس کو پسند کرتے تھے کہ موت کے وقت آدمی کے سامنے اس کے اچھے اعمال بیان کئے جائیں تا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ حسن ظن قائم کر سکے۔(۱۱۰)

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ کا جب وفات کا وقت ہوا آپ سخت گھبرائے ان سے اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا: جس حالت میں ہوں اس سے بڑے خطرے کی حالت کون سی ہوسکتی ہے میں اس پیغام رساں کے بارے میں متحیر ہوں جو میرے پاس میرے رب کے پاس سے آئے گا یا تو وہ جنت کا پیغام سنائے گا یا جہنم کا' خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ یہ موت کی کیفیت میرے حلق میں روز قیامت تک کھٹکتی رہے۔(۱۱۱)۔

تنبیہ: غور کا مقام ہے کہ ابراہیم نخعیؒ جو مجسمہ علم ہیں' امام ہیں' فقیہ النفس ہیں' کبیر الشان اور کثیر المحاسن ہیں پھر بھی وہ اس فکر میں پریشان ہیں؟۔

حضرت ابو معشر زیاد بن کلیبؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب وہ موت کی وجہ سے بہت ثقیل ہو چکے تھے۔انہوں نے یہ کہنا شروع کیا تھا:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد

---

(۱۱۰) "حسن الظن باللہ" ص(۳۸)' و"کتاب المحتضرین" ص(۳۸).
(۱۱۱) "السیر" (۴/۵۲۰.۵۲۹).

وهو علی کل شیء قدیر.

فرمایا: جب ان کا بوجھ اور بڑھا تو اس کلمہ کو کم کر کے یہ کہتے رہے۔

لا اله الا الله وحده لا اله الا الله.

اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی۔ (۱۱۲)۔

حضرت عمران الخیاط فرماتے ہیں: میں حضرت ابراہیم کی عیادت کے لئے گیا تو وہ رو رہے تھے، میں نے پوچھا: اے ابو عمران! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں ملک الموت کا انتظار کر رہا ہوں۔ معلوم نہیں وہ مجھے جنت کی بشارت دیتا ہے یا جہنم کی۔ (۱۱۳)۔

---

(۱۱۲) "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۱).

(۱۱۳) "الزهد والرقائق" لابن المبارک ص (۱۴۷)، و"المصنف" لابن ابی شیبة (۵۵۱/۳)، و"صفة الصفوة" (۸۹/۳)، و"حلیة الاولیاء" (۲۲۴/۴)، و"وصایا العلماء" ص (۱۰۸)، و"کتاب المحتضرین" ص (۱۲۱. ۱۲۲).

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود النخعیؒ

حضرت حکم بن عتبہؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپؒ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا آپؒ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: روزے اور نماز پر افسوس سے اور فرمایا کہ یہ قرآن کی تلاوت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وفات ہوگئی ان کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ حضرت حکم فرماتے ہیں: یہ کچھ بعید نہیں وہ اسی کے لئے اپنے نفس کو عبادت کی محنت میں مصروف رکھتے تھے موت کے میدان میں ڈر کی وجہ سے جس میں انہوں نے پہنچنا ہے۔ (۱۱۴)۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن اسودؒ ہمارے پاس حج کی غرض سے (مکہ میں) آئے تو ان کے پاؤں کو کوئی تکلیف ہوگئی تو وہ ایک ہی قدم پر صبح تک نماز پڑھتے رہے۔

حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں: وہ گھرانے جو جنت کے لئے پیدا کئے گئے حضرت علقمہ، حضرت اسود اور حضرت عبدالرحمٰن بن اسود ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (۱۱۵)۔

---

(۱۱۴) "کتاب المحتضرین" ص (۱۴۷)، و "تهذيب الكمال (۱۶/ ۵۳۲. ۵۳۳).

(۱۱۵) "السير" (۵/ ۱۱. ۱۲).

المسفر، الشہید، السعید کبیر العلماء
حضرت سعید بن جبیرؒ

حضرت عمرو بن میمون اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعید بن جبیرؒ فوت ہوئے تو زمین کی پشت پر کوئی شخص نہیں تھا، مگر وہ انکے علم کا محتاج تھا۔

حضرت سالم بن ابی حفصہؒ فرماتے ہیں: جب حضرت سعید بن جبیرؒ کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا: میں سعید بن جبیرؒ ہوں۔ اس نے کہا تو شقی بن کسیر ہے۔ میں تجھے ضرور قتل کروں گا، فرمایا: پھر میں ویسا ہوں گا جیسا میری ماں نے میرا نام رکھا ہے۔ (یعنی میں سعادت مند ہوں) پھر فرمایا: چھوڑو مجھے میں دو رکعت پڑھنا چاہتا ہوں۔ حجاج نے کہا: اس کا رخ عیسائیوں کے قبلہ کی طرف کر دو، حضرت سعید بن جبیر نے یہ آیت پڑھی۔ **فاینما تولوا فثم وجه الله.** (البقرة: ۱۱۵). (جس طرف بھی رخ کرو، اسی طرف اللہ موجود ہے)۔ پھر فرمایا: میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں۔ جس کے ساتھ حضرت مریمؑ نے پناہ لی تھی۔ کہا: انہوں نے کس کے ساتھ پناہ لی تھی؟ فرمایا: انہوں نے کہا تھا: (**انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا**). (میں رحمٰن کے ساتھ پناہ لیتی ہوں، تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔)۔ (۱۱۶)۔

حضرت سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کہ امام شعبیؒ حیلہ کے قائل تھے لیکن حضرت ابن جبیرؒ حیلہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حجاج کی یہ عادت تھی کہ جب اس کے سامنے اس کا کوئی باغی شخص

---

(۱۱۶) "حلیة الاولیاء" (۴/۲۹۰)، و "سیر اعلام النبلاء" (۴/۳۳۸).

پیش کیا جاتا تو وہ اس سے کہتا: کیا تو بغاوت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ کہتا: نہیں تو حجاج کہتا: پھر پسند کرلو کہ میں تمہیں کس طرح قتل کروں تو وہ کہتا: تم پسند کرلو کیونکہ تم سے اس کا (آخرت میں) قصاص لیا جائے گا۔(۱۱۷)۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت سالم بن ابی حفصہ نے بیان کیا: جب حضرت سعید بن جبیرؒ کو حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے آپ سے کہا: کہ شقی بن کُسیر تم ہو۔ آپ نے فرمایا: نہیں میں سعید بن جبیر ہوں۔ اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا: پھر میں ویسا ہوں گا جیسا میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (سعادت مند) اس نے کہا: تو بھی بد بخت ہے اور تیری ماں بھی بد بخت ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ فیصلہ تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ حجاج نے کہا: اس کی گردن اڑا دو۔ آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو تا کہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ سے کہا: میں تجھے دنیا کی جگہ بھڑکتی ہوئی آگ میں منتقل کردوں گا۔

آپؒ نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں تجھے خدا بنالیتا۔

اور ایک روایت میں ہے جب حجاج نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو کہا: کہ ان کا رخ عیسائیوں کے قبلہ کی طرف موڑ دو۔

آپؒ نے فرمایا: فاینما تولوا فثم وجه الله. (تم جس طرف بھی رخ کرو اللہ ادھر موجود ہے۔)۔

اس نے کہا: اس کو زمین میں گاڑ دو۔

فرمایا: منها خلقنا کم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارةً اُخریٰ. (طٰه: ۵۵).

---

(۱۱۷) "سیر اعلام النبلاء" (۳۳۸/۴).

ترجمہ: ہم نے اسی سے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے ایک مرتبہ پھر نکالیں گے۔

حجاج نے کہا: میں اس کو ذبح کروں گا‘ میں اللہ کی آیات کی وجہ سے آج اس کو معاف نہیں کروں گا۔

تو آپؒ نے دعا کی۔ اے اللہ! میرے بعد اس کو کسی اور شخص پر مسلط نہ کرنا‘ (چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور پھر وہ کسی کے قتل پر قادر نہ ہوسکا)۔

امام ابن کثیر حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت سعید بن جبیر کو حجاج نے مخاطب کر کے کہا: تمہارے لئے ہلاکت ہو‘ آپؒ نے فرمایا: ہلاکت اس کے لئے ہے جو جنت سے محروم کر کے جہنم میں داخل کر دیا گیا ہو۔

حجاج نے کہا: اس کی گردن مار دو۔

آپ نے فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں اس کلمہ کی وجہ سے اپنی حفاظت طلب کرتا ہوں۔ (یعنی کلمہ پڑھنے سے آدمی کا خون کرنا حرام ہو جاتا ہے اس لئے میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے تم مجھے قتل نہیں کر سکتے‘ یا یہ کہ اس کے حق کی وجہ سے میں قیامت کے دن تمہارے ساتھ جھگڑا کروں گا اور اللہ کے پاس میں تمہارے خلاف مدعی ہوں گا)۔ لیکن ان کو گدّی کی طرف سے ذبح کر دیا گیا۔

جب یہ بات حضرت حسن بصریؒ کو پہنچی تو انہوں نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰھمّ یا قاصم الجبابرۃ اقصم الحجاج.

ترجمہ: اے اللہ! اے سرکشوں کی گردنیں توڑنے والے حجاج کی گردن بھی توڑ دے۔

چنانچہ تین دن گزرے تھے کہ اس کے پیٹ میں کیڑے پڑ گئے، جس سے وہ بدبودار ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

جب حجاج نے حضرت سعید کے قتل کا حکم جاری کیا تو حضرت سعید ہنس پڑے، حجاج نے آپ سے پوچھا کیوں ہنستے ہو؟ تو حضرت سعید نے فرمایا: میں تیرے غصے پر ہنس رہا ہوں جو تو مجھ پر نکال رہا ہے اور اللہ کے تجھ پر حوصلہ سے ہنس رہا ہوں (کہ وہ کس طرح سے تیری حرکتوں پر حِلم کا اظہار کر رہا ہے)۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حجاج حضرت سعید کی شہادت کے چالیس دن بعد تک زندہ رہا۔ جب بھی وہ سوتا تھا تو خواب میں دیکھتا کہ حضرت سعید نے اس کے گریبان سے پکڑا ہے اور پوچھتے ہیں: اے اللہ کے دشمن! تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا تھا تو حجاج کہتا: مجھے سعید بن جبیر سے چھڑاؤ، مجھے سعید بن جبیر سے چھڑاؤ، مجھے سعید بن جبیر سے چھڑاؤ۔ (۱۱۸)۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر. (۱۱۹).

ترجمہ: افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **سيد الشهداء حمزة ورجل قام على امام جائر فامره ونهاه فقتله. (۱۲۰).**

ترجمہ: شہداء کے سردار حضرت حمزہ ہیں اور وہ شخص جو ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور (حق کا) اس کو حکم دیا اور (برائی سے) روکا۔ اس پر ظالم بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا۔

---

(۱۱۸) "البداية والنهاية" (۹/۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۳).

(۱۱۹) أخرجه ابن ماجه، واحمد، والطبرانی فی "الكبير" و البيهقی فی "شعب الايمان" والنسائی، والبيهقی فی "شعب الايمان" وابو داؤد، والحميدی، والحاكم.

(۱۲۰) رواه الحاكم، والضياء عن جابر.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابان بن عثمانؒ

امام ذہبیؒ ان کے حق میں فرماتے ہیں: یہ ان حضرات میں سے تھے جو خلافت کے اہل تھے۔ حضرت موسیٰ تیمیؒ فرماتے ہیں: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو دین، حکومت اور شرف کا ان سے زیادہ جامع ہو۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پوتے تھے۔

حضرت امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: یہ حضور ﷺ کے اہل بیت کے ان افراد کو جو کسی کے غلام بن جاتے تھے خرید کر اور پوشاک پہنا کر آزاد کر دیتے تھے اور فرماتے تھے میں ان کی وجہ سے موت کی سختیوں پر مدد چاہتا ہوں۔ جب وہ فوت ہوئے تو اپنی نماز کی جگہ پر سو رہے تھے (۱۲۱)

اور ابن الجوزیؒ نے لکھا ہے کہ وہ اپنی مسجد میں چاشت کی نماز میں حالتِ قیام میں فوت ہوئے۔ (۱۲۲)۔

---

(۱۲۱) "سیر اعلام النبلاء" (۱۱.۱۰/۵).

(۱۲۲) "صفة الصفوة" (۱۴۸/۲).

حضرت عروہ بن زبیرؒ

یہ حضرت زبیر حواریؓ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادہ تھے اور مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں سے ایک تھے۔ آپؒ روزانہ قرآن شریف میں دیکھ کر چوتھائی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور رات کو نماز میں قرآن کریم کی طویل قراءت کرتے تھے۔

حضرت ہشام سے روایت ہے کہ ان کے ابا (حضرت عروہ بن زبیرؒ) جب فوت ہوئے تو روزہ کی حالت میں تھے۔ لوگوں نے آپؒ سے عرض کیا کہ روزہ توڑ دیجئے لیکن آپؒ نے روزہ نہ توڑا۔ حضرت ہشام بن عروہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے ابا سارا سال روزے رکھتے تھے۔ سوائے عیدالفطر اور قربانی کے دنوں کے (کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنا شرعاً ممنوع ہے) جب آپؒ فوت ہوئے تو روزہ کی حالت میں تھے۔ (۱۲۳)۔

(۱۲۳) "سیر اعلام النبلاء" ترجمة عروة بن الزبير (۴/۴۳۷، ۴۴۱)۔

امام اعظم، امام الائمہ

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ

امام صیمریؒ اپنی سند سے حضرت بشر بن ولیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ جیل میں فوت ہوئے اور ''مقابر خیزران'' میں دفن ہوئے۔ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب آپؒ فوت ہوئے ہیں تو سجدہ کی حالت میں تھے۔

آپؒ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خلیفہ منصور کے زہر دلانے سے آپؒ جیل میں شہید ہوئے تھے۔

صیمری نے اپنی سند سے عبداللہ بن مطیع سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے ایک آدمی کا جنازہ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں دیکھا اس کو چار آدمی اٹھا کر جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے بھی ایک شخص تھا میں نے کہا یہ میت کس کی ہے؟ کہنے لگے کوفہ کے ایک آدمی کی ہے جو جیل میں مر گیا تھا۔ میں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے ابو حنیفہؒ، ہم اس کو دفن کرنے جا رہے ہیں (چنانچہ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا) جب ہم باب خراسان سے نکلے تو گویا کہ مخلوق خدا میں منادی کر دی گئی تھی کہ سب جمع ہو گئے۔

باب الجسر کے پاس ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور ''مقابر خیزران'' میں دفن کیا گیا۔ کثرتِ رش کی وجہ سے ہم آپؒ کے دفن سے عصر کے بعد ہی فارغ ہوئے پھر منصور نے بھی آ کر آپؒ کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی اور لوگ بھی آپؒ کی قبر پر بیس دن تک جنازہ کی نماز پڑھتے رہے۔

آپؒ کے جنازہ کی نماز قاضیٔ بغداد حضرت امام حسن بن عمارہؒ نے پڑھائی۔ حضرت ابو الحکم بن میسرہ فرماتے ہیں: ہم حضرت مقاتل بن سلیمانؒ کے پاس موجود تھے ایک شخص کھڑا ہوا جبکہ حضرت مقاتلؒ کے پاس پانچ ہزار آدمی موجود تھے۔ اس نے اپنا سر دائیں اور بائیں گھمایا پھر کہا اے لوگو! اگر میں تمہارے نزدیک سچا ہوں تو حضرت مقاتلؒ کے سامنے میری سچائی کی گواہی دو تو لوگوں نے حضرت ابو الحسنؒ کی طرف مخاطب ہو کر کہا یہ سچے ہیں پسندیدہ ہیں' ان کی گواہی درست ہے۔ ان کی بات معقول ہے۔ صادق اللهجة ہیں پھر اس شخص نے حضرت مقاتلؒ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابو الحسنؒ میری طرف توجہ فرمائیں تو انہوں نے اس کی طرف توجہ کی پھر اس شخص نے کہا: میں نے گذشتہ رات ایک شخص کو منارۂ مسیّب پر منادی کرتے ہوئے دیکھا کہ اے لوگو! آج رات اہل جنت میں سے ایک فقیہ کا انتقال ہوا۔ جب صبح ہوئی تو سوائے امام ابو حنیفہ کے فقہاء میں سے کوئی فوت نہیں ہوا تھا تو لوگ صدمے سے دھاڑیں مار کر رونے لگے تو حضرت مقاتلؒ نے فرمایا: انا لله وانا اليه راجعون . وہ شخص فوت ہو گیا جو حضور ﷺ کی امت سے دکھ اور مشکلات کو دور کرتا تھا۔

امام شافعیؒ فرماتے تھے میں امام ابو حنیفہؒ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نفل پڑھ کر ان کی قبر پر جاتا ہوں اور اللہ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہوں میں قبر سے ابھی نہیں ہٹا ہوتا کہ میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت امام مالکؒ

حضرت ابن ابی اویسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ کئی دن سے بیمار رہے تھے (پھر فوت ہوگئے) میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ انہوں نے وفات کے وقت کیا کہا تھا: فرمایا کہ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا پھر یہ آیت پڑھی۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ. (الروم : ۴)

ترجمہ: پہلے بھی اللہ کا حکم چلتا ہے اور بعد میں بھی۔ (۱۲۴)۔

حضرت قاضی عیاضؒ نے حضرت اسد بن موسی سے نقل کیا ہے کہ میں امام مالک کو ان کی وفات کے بعد دیکھا کہ ان پر سائبان اور سبز لباس تھا۔ اونٹنی پر سوار تھے اور آسمان وزمین کے درمیان اڑ رہے تھے' میں نے پوچھا: کہ اے ابوعبداللہ! آپؒ فوت نہیں ہوگئے؟ فرمایا کیوں نہیں' میں نے کہا پھر آپؒ کا کیا بنا؟ فرمایا: میں اپنے رب کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے میرے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی اور فرمایا مانگو میں تمہیں دوں گا اور تمنا کرو میں تمہیں راضی کروں گا۔

---

(۱۲۴) "صفة الصفوة" (۲/۱۷۹) و "الثبات عندالممات" ص (۱۵۲).

حضرت امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہے کہ کسی شخص نے امام شافعیؒ سے زیادہ مسلمانوں پر احسان کیا ہو۔(۱۲۵)۔

اور یونس بن عبدالاعلیٰؒ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے امام شافعیؒ جیسی بیماری برداشت کی ہو۔(۱۲۶)۔

آپؒ کے بڑے شاگرد امام ربیعؒ فرماتے ہیں خلیفہء وقت کا قاصد امام شافعیؒ کے پاس مصر میں آیا اور قضاء کی پیش کش کی تو امام شافعیؒ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ خَیْرًا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاَمْضِہٖ وَاِلَّا فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ.

ترجمہ: اے اللہ! اگر قاضی بننا میرے لئے میرے دین دنیا اور انجام کار کیلئے بہتر ہے تو مجھے قاضی بنادے ورنہ مجھے اپنے پاس بلالے۔امام ربیعؒ فرماتے ہیں اس دعا کے تین دن بعد آپؒ فوت ہو گئے' جبکہ قاصد ابھی آپؒ کے دروازے پر تھا۔(۱۲۷)۔

امام مزنیؒ فرماتے ہیں میں امام شافعیؒ کے پاس ان کی اس بیماری میں حاضر ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی ۔ میں نے عرض کیا: اے ابو عبداللہ! آپؒ کا کیا حال ہے؟ تو آپؒ نے سر اٹھا کر فرمایا: میرا یہ حال ہے کہ میں دنیا سے جا رہا ہوں ۔اپنے دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنی بد

---

(۱۲۵) "توالی التأسیس" ص (۶۱).

(۱۲۶) "تهذیب الاسماء واللغات" (۱/۶۵).

(۱۲۷) "توالی التأسیس" لابن حجر ص (۱۹۳).

اعمالیوں کے پاس پہنچنے والا ہوں اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے والا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے میری روح جنت میں جاتی ہے تو میں اس کو مبارک باد دوں یا جہنم کی طرف جاتی ہے تو میں اس کو تعزیت کروں پھر رو کر یہ شعر کہے:۔

ولما قسی قلبی وضاقت مذاهبی ۔۔۔ جعلت رجائی دون عفوک سلما
تعاظمنی ذنبی فلما قرنته ۔۔۔ بعفوک ربی کان غفوک اعظما
فما زلت ذا عفو عن الذنب لم تزل ۔۔۔ تجودو تعفو منة و تکرما
ولو لاک لم یغوی بابلیس عابد ۔۔۔ فکیف وقد اغوی صفیک آدما
وانی لآتی الذنب اعرف قدره ۔۔۔ وأعلم أن الله یعفو ترحما
إلیک الہ الخلق أرفع رغبتی ۔۔۔ وان کنت یا ذا المن والجود مجرما
(۱۲۸).

ترجمہ:۱۔ اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے تجھ سے معافی کے حصول کے لئے اپنی امید کو سیڑھی بنا دیا۔

۲۔ میرا گناہ مجھے بہت بڑا محسوس ہو رہا ہے لیکن جب میں اس کو اے میرے رب تیرے درگزر کے مقابلہ میں لاتا ہوں تو تیرا درگزر کرنا بہت بڑا ہے۔

۳۔ تو ہمیشہ سے گناہ معاف کرتا رہا ہے' ہمیشہ سخاوت کرتا رہا ہے اور احسان اور عزت سے درگزر کرتا رہا ہے۔

۴۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ابلیس ہر عابد کو گمراہ کر دیتا' میں

---

(۱۲۸) "صفة الصفوة" (۲/۱۴۶) و "سیر اعلام النبلاء" و "توالی التاسیس" ص (۱۸۹).

کیسے چھٹکارا پاتا جبکہ اس نے آپ کے برگزیدہ حضرت
آدم علیہ السلام کو بھی لغزش میں مبتلا کر دیا تھا۔

۵۔ میں نے گناہ کیے اور اس کی خطرناکی کو بھی جانتا ہوں اور
یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ ترس کھا کر معاف کر دے گا۔

۶۔ اے مخلوق کے معبود میں اپنی رغبت اور حاجت آپ کے
آگے پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اے احسان وسخاوت والے
میں مجرم ہوں۔

امام ربیع ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر پوچھی تو مجھے کہا گیا یہ روئے زمین کی سب سے بڑی موت کی اطلاع ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے تھے۔ (اور وہ روئے زمین کے بڑے عالم تھے) پس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔(۱۲۹)۔

امام ربیع ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابو عبداللہ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے اللہ نے سونے کی کرسی پر بٹھایا ہے اور مجھ پر تازہ موتیوں کی بارش کی ہے۔(۱۳۰)۔

---

(۱۲۹) "المجموع" للنووی(۱/۱۵).
(۱۳۰) "صفة الصفوة" (۲/۱۴۷).

امام اہلسنت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

آپؒ کے صاحبزادہ صالح فرماتے ہیں: جب ۲۴۱ھ کی یکم ربیع الاول ہوئی تو میرے والد کو بدھ کی رات کو بخار آ گیا اور ساری رات بخار میں رہے۔ دقت سے سانس لیتے تھے میں ان کی بیماری کو جانتا تھا جب آپؒ بیمار ہوتے تو میں ان کی تیمارداری کرتا تھا۔ میں نے پوچھا: اے ابا جان! آپؒ نے کل کس چیز سے افطار کیا تھا؟ فرمایا: لوبیا کے پانی سے پھر اٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: میرا ہاتھ پکڑ لو تو میں نے آپؒ کا ہاتھ پکڑا پھر جب بیت الخلاء میں گئے تو تھک گئے اور میری ٹیک لگائی۔ آپؒ کے پاس ہر قسم کے مسلمان آتے جاتے رہے' طبیب نے آپؒ کیلئے بھنا ہوا کدو تجویز کیا اور اس کا پانی پینے کو کہا سوموار کا دن تو اسی طرح گزرا پھر آپؒ جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا: اے صالح! میں نے کہا: لبیک فرمایا: اپنے گھر میں نہ بھوننا اور نہ اپنے بھائی کے گھر میں بھوننا۔ حضرت فتح بن صالح عیادت کے لئے دروازے پر آئے تھے میں نے ان کو چھپا دیا اور حضرت علی بن الجعد آئے تو میں نے ان کو روک دیا اور لوگ بھی بہت آ گئے۔ آپؒ نے مجھ سے پوچھا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا آپؒ ان کو اجازت دیں گے تو وہ آپ کے لئے دعا مانگیں گے۔ فرمایا: میں اللہ سے خیر کی طلب کرتا ہوں' پھر لوگ آپؒ کے پاس فوج در فوج آتے رہے۔ حتیٰ کہ گھر پر ہو گیا۔ آپؒ کا حال بھی پوچھتے تھے اور دعا بھی کرتے تھے اور چلے جاتے تھے' پھر لوگوں کا ایک اور جم غفیر داخل ہوا اور لوگ بہت ہو گئے۔ روڈ بھر گیا' راستہ کھچا کھچ بھر

گیا تو ہم نے گلیوں کے دروازے بند کر دیئے' پھر ہمارا ایک ہمسایہ آیا۔ جس نے خضاب لگایا ہوا تھا۔ ابا جان نے فرمایا: میرا اس شخص کے بارے میں خیال ہے کہ یہ کچھ سنت کو زندہ کرے گا اس کے آنے سے خوش ہوئے' پھر فرمایا: جاؤ کھجور لے آؤ اور میری طرف سے قسم کا کفارہ ادا کرو۔ حضرت صالح ؒ فرماتے ہیں کہ آپ ؒ کی پوٹلی میں تین درہم باقی رہ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا تو فرمایا: الحمدللہ! اب میرے سامنے میری وصیت پڑھو۔ میں نے پڑھی تو آپ ؒ نے اس کی تائید کی۔

میں آپ ؒ کے پہلو میں سوتا تھا۔ جب آپ ؒ کو کوئی ضرورت ہوتی تو مجھے حرکت دیتے تھے۔ میں آپ ؒ کو وہ چیز دے دیتا تھا اور آپ ؒ کے کراہنے کی آواز نہ آئی مگر اس رات جس میں آپ ؒ فوت ہوئے آپ ؒ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے رہے۔ میں رکوع اور سجدے کی حالت میں آپ ؒ کو تھامے رہتا تھا اور آپ ؒ کو رکوع سے اٹھاتا تھا۔

حضرت صالح ؒ نے بتایا کہ قبض اور دیگر بیماریوں کے دردوں نے آپ ؒ کو گھیر لیا لیکن ہوش وحواس قائم رہے۔ جب بارہ ربیع الاول جمعہ کا دن ہوا تو دن کی دو گھڑی گزرنے کے بعد آپ ؒ کی وفات ہوگئی۔

جب لوگوں کو اطلاع ہوئی تو وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور رونے کی آواز بلند ہوگئی۔ ایسے معلوم ہوا کہ ساری دنیا گونج رہی ہے گلیاں اور راستے بھر گئے۔ ابوعقیل قزوینیؒ کے بھائی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو قزوین میں فوت ہوا تھا۔ میں نے پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا بخش دیا ہے۔ میں نے کہا تمہیں بخش دیا ہے؟ کہا ہاں! تو میں حیران ہو گیا پھر اور کئی لوگوں کا پوچھا اور میں نے کہا کیا بات ہے تم جلدی میں ہو؟ کہا ہاں! کیونکہ تمام آسمانوں والے امام احمد ؒ کے

استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ میں بھی ان کے استقبال کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ امام احمدؒ کی بھی انہیں دنوں وفات ہوئی تھی۔

شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک باخرزی سے سنا یہ باخرز نیشا پور کے نواح میں ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور ایک آدمی ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہے جس کے حسن کو اللہ ہی خوب جانتا ہے اور ایک منادی ندا کر رہا ہے۔ خبردار! آج کوئی بھی ان کے آگے نہ چلے' میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا امام احمد بن حنبل۔ (۱۳۱)۔

---

(۱۳۱) "سیر اعلام النبلاء" (۱۱/۳۳۹).

حضرت امام اوزاعیؒ

حضرت محمد بن عبید تنافسیؒ فرماتے ہیں: میں حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس حاضر تھا۔ آپؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مغرب کے ملک سے ایک پھول اٹھالیا گیا ہے۔ فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو امام اوزاعیؒ فوت ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس تعبیر اور تاریخ کو لکھ لیا۔ اسی دن امام اوزاعیؒ کی وفات ہوئی تھی۔ (۱۳۲)۔

(۱۳۲) "سیر اعلام النبلاء" (۸/۱۲۶).

حضرت قاری جعفر بن حسنؒ

حضرت جعفر بن حسن درزیجانیؒ خوب نیکی کا حکم کرنے والے تھے۔ اس معاملہ میں بڑے مشہور مقامات کے مالک تھے۔ بادشاہوں کے سامنے ایمان ویقین کے نور کے ساتھ ساتھ بڑی ہیبت رکھتے تھے۔ قاضی ابویعلی کے شاگرد تھے۔ انہی سے فقہ سیکھی تھی۔

نماز میں حالت سجدہ میں وفات پائی۔ (۱۳۳)۔

(۱۳۳) "المقصد الأرشد" (۱/۲۹۷)، و"شذرات الذهب" (۴/۱۵).

شیخ الحنابلہ امام ابویعلی

حضرت محمد بن الحسین بن الفراءؒ

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: مذہب امام احمد بن حنبلؒ کی انتہاء آپؒ پر تھی۔ آپؒ بہترین عبادت گزار اور اللہ کے فرمانبردار تھے۔ جب آپؒ کی موت کے ایام قریب تھے تو آپؒ نے اپنا کفن خود بُنا اور وصیت فرمائی کہ اس کے علاوہ میں ان کو کفن نہ دیا جائے اور صدمہ سے رونے والے اپنے کپڑے نہ پھاڑیں اور نہ ہی تعزیت کے لئے بیٹھیں۔ (۱۳۴)۔

---

(۱۳۴) "الثبات عندالممات" ص (۱۷٦).

حضرت ابوحکیم الخبریؒ

ان کا نام ابوحکیم عبداللہ بن ابراہیم خبریؒ ہے۔شافعی فقیہ تھے۔

امام ابن جوزیؒ نے فرمایا: مجھے ابو الفضل بن ناصر نے اپنے دادا حضرت ابوحکیم الخُبر یؒ کے متعلق بیان کیا کہ آپؒ بیٹھ کر لکھ رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے قلم گر پڑا اور فرمایا: اگر موت ایسی ہی ہے تو اللہ کی قسم! یہ بہت پاکیزہ موت ہے، پھر اسی وقت فوت ہو گئے۔(١٣٥)۔

(١٣٥) "الثبات عندالممات" ص (١٧٦).

امام الحنابلہ

حضرت ابوالخطاب الکلوذانیؒ

نام محفوظ بن احمد بن حسن کلوذانیؒ ہے۔

شافعی فقیہ امام کیا ہراسیؒ جب آپؒ کو آتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے تھے: فقہ آ گئی۔

امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر بن ہدیہ الصواف نے بیان کیا کہ جس رات حضرت ابوالخطابؒ فوت ہوئے میں آپ کے پاس ہی تھا، وہ موت کی آمد سے ہشاش بشاش تھے۔ میں نے ان کو مہندی لگائی، اس کے بعد آپؒ فوت ہو گئے۔ (۱۳۶)۔

---

(۱۳۶) "الثبات عند الممات" ص (۱۷۷).

شیخ الشافعیہ ابن اسماعیلی
حضرت اسماعیل بن احمد بن ابراہیمؒ

مؤرخ سہمی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ آپؒ اپنے زمانہ کے امام تھے۔

۳۹۶ھ میں فوت ہوئے مغرب کی نماز کا وقت تھا اور آپؒ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. پڑھ رہے تھے کہ آپؒ کی روح پرواز کر گئی۔(۱۳۷)۔

(۱۳۷) "سیر اعلام النبلاء" (۸۸/۱۷).

مصنف ''تاریخ الاندلسیین''
حافظ ابوالولید ابن الفرضیؒ

ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: آپؒ فقیہ حافظ عالم تھے۔ حدیث اور رجال کے تمام علوم وفنون کے مالک تھے۔ میں نے ان کے ساتھ سفر کر کے اپنے اکثر شیوخ سے علم حاصل کیا۔ اچھی صحبت اور معاشرت کے مالک تھے۔ ان کو بربریوں نے قتل کیا تھا اور تین دن تک یہ اپنے گھر میں پڑے رہے۔(۱۳۸) ان کو بغیر غسل، کفن اور بغیر نماز جنازہ کے گڑھے میں ڈال کر لاش کو چھپا دیا گیا تھا۔

علی بن احمد الحافظؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالولید ابن الفرضی نے بیان کیا کہ میں نے کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر اللہ تعالی سے شہادت کی دعا کی تھی، پھر میں قتل کی ہولنا کی کو سوچ کر شرمندہ ہوا اور خیال کیا کہ لوٹ کر اللہ سے اس دعا کی تبدیلی کا عرض کروں لیکن مجھے حیا مانع آ گئی۔

علی بن احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ابن الفرضیؒ کو شہداء میں دیکھا اس نے مجھے خبر دی کہ وہ ان کے قریب ہوا اور ان سے ہلکی آواز سے سنا۔

لا يكلم أحدٌ في سبيل الله والله أعلم بمن يكلم في سبيله إلا جاء يوم القيامة وجرحه يشعب دماً اللون لون الدم والريح ريح المسک .(رواه الترمذي والنسائي: کنز العمال حديث نمبر: ۱۰۵۴۰).

ترجمہ: جو شخص بھی جہاد میں زخمی کیا جائے گا اور اللہ کو معلوم ہے کہ اس

---

(۱۳۸) ''سیر اعلام النبلاء'' (۱۷/۱۷۷. ۱۸۰).

کے راستے میں کون زخمی ہوتا ہے' وہ قیامت کے دن جب حاضر ہوگا تو اس کا زخم خون بہار ہا ہوگا' رنگ تو اس کا خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔

گویا کہ امام ابن فرضیؒ اپنے سامنے اس حدیث کا اعادہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد ہی آپؒ کی وفات ہوگئی۔

امام محی الدین
حضرت ابوسعد محمد بن یحییٰ نیشاپوری شافعیؒ

یہ امام غزالیؒ کے فقہ میں شاگرد ہیں، نیشاپور کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ رمضان شریف میں ۵۴۸ھ میں شہید ہوکر فوت ہوئے۔ آپؒ کو (ترکیوں کی ایک قوم) ''غز،، نے مارا تھا۔ جبکہ یہ سلطان سنجر سلجوکی کیساتھ لڑتے لڑتے نیشاپور پر غالب آگئے تو ان کو پکڑ کر ان کے منہ میں مٹی بھردی، یہاں تک کہ آپؒ شہید ہوگئے۔

مصنف ''الحجة علی تارک المحجة''
حضرت شیخ الاسلام نصر بن ابراہیمؒ

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: آپ فقیہ، امام، زاہد، عامل شخص تھے۔ دمشق میں آپؒ نے کسی سے کوئی صلہ قبول نہیں کیا بلکہ ''نابلس'' کی زمین سے خود غلہ لاکر بیچتے تھے اور روزی کماتے تھے۔ اسی سے روزانہ ان کی ایک روٹی کی ٹکیہ انگیٹھی کے ایک کونے پر پکتی تھی۔ ہمیں آپؒ کے خادم ناصر بڑھئی نے آپؒ کے زہد اور ترک شہوات میں عجیب وغریب باتیں بیان کی تھیں۔

فقیہ نصر اللہ مسیسی نے اپنے شیخ نصر بن ابراہیم کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے آپؒ کی موت سے ایک لحظہ پہلے آپؒ سے یہ کہتے ہوئے سنا: یا سیدی أملونی انا مأمور وانتم مأمورون. (اے میرے سردار! مجھے تھوڑی دیر مہلت دیدو، میں بھی مامور ہوں اور تم بھی مامور ہو) پھر موذن سے عصر کی اذان سنی تو میں نے کہا: اے میرے سردار! موذن اذان دے رہا ہے۔ فرمایا: مجھے بٹھا دو تو میں نے آپؒ کو بٹھا دیا تو آپؒ نے نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کہی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور نماز شروع کردی اور اسی وقت وفات ہوگئی۔ (۱۳۹)۔

---

(۱۳۹) ''سیر اعلام النبلاء'' (۱۹/۱۴۳).

حضرت ابوبکر احمد بن علی ابن احمد العلبیؒ

آپؒ نے حدیث قاضی ابویعلیٰ سے پڑھی تھی اور فقہ حنبلی بھی انہی سے سیکھی تھی۔ دیواروں کو پختہ کرنے کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، پھر یہ چھوڑ کر مسجد کے ہو رہے، تاکہ قرآن پڑھائیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بہت بچتے تھے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ بذات خود ہر رات دریائے دجلہ کی طرف جاتے اور اپنے کوزہ مین پانی بھر کر اس سے افطار کرتے تھے اور اپنے کام کے لئے خود نکلتے تھے کسی سے مدد نہیں لیتے تھے۔

جب آپؒ حج کو نکلتے تو مکہ معظّمہ میں قبور کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور حضرت فضیل بن عیاض کی قبر کے پاس حاضر ہوتے اور اپنے عصا سے لکیر کھینچتے اور فرماتے: اے رب! یہاں (میری قبر) بنانا۔ اے رب! یہاں (میری قبر) بنانا، چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ آپ ۵۰۳ھ میں حج کے لئے نکلے اور دو دفعہ راستہ میں اونٹ سے گر پڑے، پھر حالت احرام میں ۹ ذی الحجہ کو عرفات میں پہنچے اور اسی دن کی شام کو عرفات کی زمین میں وفات پائی، تو لوگ ان کو مکہ کی طرف لے آئے اور بیت اللہ کا طواف کرایا گیا اور ۱۰ ذی الحج کو حضرت فضیل بن عیاض کی قبر کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے۔ (۱۴۰)۔

---

(۱۴۰) "مناقب الامام احمد" ص (۶۳۶،۶۳۴).

حضرت امام قاضی عبدالرحیم بیسانیؒ

عماد المقدسیؒ لکھتے ہیں کہ آپ نے ساری زندگی سعادت کی حالت میں گزاری، کوئی نیک عمل ان سے نہیں چھوٹا اور نہ ہی کوئی جنت کا عمل چھوٹا، مگر اس کو وہ کرگزرے اور کوئی نیکی کا معاملہ ایسا نہیں تھا جس کو انہوں نے پورا نہیں کیا۔ غلام آزاد کرنے میں ان کی بڑی مساعی تھیں۔ اوقاف حساب سے زائد تھے، خصوصا: قیدیوں کی رہائی کے اوقاف بہت تھے۔ مالکیہ اور شافعیہ کی مدارس کی صورت میں بڑی اعانت کی' یتیموں کو حکومت میں کارندوں کے طور پر لگایا، حقوق پورے کرتے تھے' حقائق کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، بادشاہ بھی ان کا فرمانبردار تھا۔ اس نے انہی کی آراء سے ممالک فتح کیے تھے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ آپ دیندار، پاک دامن، متقی اور رات کے پابند روزہ اور تلاوت کے پابند تھے۔ لذت اندوزی میں بہت کم پڑتے تھے۔ نیک کام بہت کرتے تھے' ہمیشہ تہجد گذار رہے، کثرت سے جنازوں کے ساتھ چلتے تھے' مریضوں کی عیادت کرتے تھے' وہ ظاہر اور باطن ہر حالت میں نیک کاموں میں مصروف تھے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ آپ اچانک فوت ہوئے۔ (۱۴۱)۔

---

(۱۴۱) "سیر اعلام النبلاء" (۲۱/۳۳۸، ۳۴۴).

شیخ الاسلام
حضرت موفق الدین ابن قدامہؒ

فقہ حنبلی کی مشہور ومعروف کتاب ''مغنی ابن قدامہ،، انہی کی تالیف ہے۔ جامع مسجد دمشق میں یہ حنبلیوں کے امام تھے۔ آپ کی بات سننے سے پہلے ہی آدمی کو ان کی زیارت سے نفع حاصل ہو جاتا تھا۔ آپ تفسیر، حدیث ، فقہ میں یکتائے روزگار تھے۔ مجتہدین کے اختلافی اقوال کے حافظ تھے۔

ابوشامہ فرماتے ہیں: کہ آپ علم وعمل میں امام تھے۔(۱۴۲)۔

ابن قدامہ جو دعا بھی سنتے تھے اس کو یاد کرتے تھے اور وہ دعا مانگتے تھے اور جس نماز کا سنتے اس کو ادا کرتے اور جس حدیث کا سنتے اس پر عمل کرتے، اپنے بڑھاپے کے وقت میں بھی تہجد کو نہیں چھوڑتے تھے۔ اپنی موت سے پہلے بیماری میں کھانا کم کر دیا تھا، حتیٰ کہ لکڑی کی طرح ہو گئے تھے اور جب فوت ہوئے تو انگلیوں سے تسبیح شمار کر رہے تھے۔(۱۴۳)۔

ابن رجب حنبلیؒ نے ذیل جلد ۲ صفحہ ۱۴۲۔۴۲ میں لکھا ہے کہ آپ ہفتہ کے دن عید الفطر کے یوم میں ۶۲۰ھ میں اپنے گھر میں دمشق شہر میں فوت ہوئے، صبح کے وقت ان کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور ''جبل قاسیون،، کے دامن میں دفن کیے گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن محمد علویؒ فرماتے ہیں: میں نے گویا کہ حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں اور ان کی قبر شریف عید الفطر کے

---

(۱۴۲) ''سیر اعلام النبلاء'' (۱۷۳.۱۶۵/۲۲).

(۱۴۳) ''شذرات الذھب'' لابن عماد حنبلی (۲۸/۵).

دن قاسیون میں بنائی گئی ہے۔ ہم کوہِ ہلال پر تھے کہ ہم نے کوہِ قاسیون پر عید کی رات ایک تیز روشنی دیکھی، ہم نے سمجھا کہ دمشق جل گیا، بستی والے سب اس کو دیکھنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تو ہمیں عید کے دن حضرت موفق کی وفات کی خبر پہنچی۔

حضرت شیخ نجم بن عبدالوہاب بن عبدالوحد شیرازیؒ

آپ ملک شام میں حنابلہ کے اپنے وقت کے شیخ تھے۔ جب شیخ موفق الدین ابن قدامہ اوران کے بھائی ابوعمرابن قدامہ کوکوئی مشکل مسئلہ پیش آتاتو وہ ان سے رجوع کرتے تھے۔

آپ کے صاحبزادہ ناصح الدین عبدالرحمٰنؒ بیان کرتے ہیں: جب آپ مرض الموت میں مبتلا تھےتو آپ نے مجھے روتے ہوئے دیکھاتو پوچھا تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا: خیر ہے۔ فرمایا: مجھ پرغم نہ کھاؤ نہ میں نے قضا کو قبول کیا ہے نہ......کو نہ کسی کو قید کیا ہے، نہ کسی کو مارا ہے، نہ لوگوں کے درمیان مداخلت کی ہے اور نہ کسی پر ظلم کیا ہے۔ اگر میرے کچھ گناہ ہیں تو میرے اور اللہ کے درمیان ہیں میں نے ساٹھ سال لوگوں کوفتوىٰ دیا ہے، خدا کی قسم! اللہ کے دین میں میں نے کسی کی رعایت نہیں کی۔

آپ کے صاحبزادہ بیان کرتے ہیں: کہ آپ نے مجھے اپنی موت سے ایک سال پہلے فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے نجم! کیا میں نے تجھے تعلیم نہیں دی جبکہ تو جاہل تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے رب!، فرمایا: کیا میں نے تیرے سوا سب کوسلایا اور تجھے جگایا نہیں؟ اوراسی طرح اللہ تعالیٰ نعمتیں گنتے رہے، پھر فرمایا: میں نے تجھے وہ دیا ہے جو موسیٰ بن عمران کو دیا تھا۔ (۱۴۴)

---

(۱۴۴) ”الذیل علی طبقات الحنابلة“ (١/٣٦٨، ٣٦٩).

حضرت فقیہ سعد بن عثمان بن مرزوق القرشیؒ

حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بغداد میں نبی کریم ﷺ کو (خواب میں) دیکھا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: اگر شیخ سعد نہ ہوتے تو تم پر بلا نازل ہو جاتی۔

شیخ سعد جب جمعہ کی نماز کیلئے پہنچے تو ان کو اس خواب کا علم نہیں تھا لیکن لوگ ان کو لپیٹ گئے اور برکت حاصل کرنے لگ گئے اور رش کر دیا اور کئی دفعہ گرا دیا اور ایک منادی لوگوں کے دلوں میں گویا کہ ندا کر رہا تھا اور آپ یہ دعا کر رہے تھے:

اعوذ باللہ من الفتنۃ.

ترجمہ: میں اس آزمائش میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔

مجھے کیا ہو گیا اور لوگوں کو کیا ہو گیا؟ حتیٰ کہ آپ نے لوگوں کو مارنا شروع کر دیا اور ان سے جان چھڑائی۔

علامہ قادسیؒ فرماتے ہیں کہ آپ زہاد، ابدال اور اوتاد میں سے تھے۔ آپ منگل کے دن سجدہ کی حالت میں فوت ہوئے۔

مؤرخ ابن نجارؒ لکھتے ہیں کہ جس نماز میں آپ فوت ہوئے تھے اس میں یہ آیات پڑھی تھیں۔

فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ.
(الواقعہ: ۸۸. ۸۹). (۱۴۵).

---

(۱۴۵) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱/۳۸۴. ۳۸۶).

حضرت ابو جعفر عبدالخالق بن عیسیٰ بن احمد العباسیؒ

ابن السمعانیؒ فرماتے ہیں: بلا اختلاف آپ اپنے زمانہ کے حنبلیوں کے امام تھے۔

ابن خیرونؒ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ میں شرف، علم اور زہد میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ خمیس کی رات کو سحری کے وقت فوت ہوئے۔ ان کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو میں نے سفید موتیوں کا ایک قبہ دیکھا، جس میں تین دروازے تھے اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا یہ آپ کا ہے، جس دروازہ سے چاہیں داخل ہو جائیں۔

حضرت علی بن عمرو الحرانی

ابوالحسن ابن ضریرؒ

حضرت ابوالحسن حرانیؒ قاضی ابویعلی کی صحبت میں رہے اور ان سے فقہ پڑھی تھی اور آپ اکابر شیوخِ حران میں سے تھے۔ آپ کی وفات شعبان ۴۸۸ھ میں سروج میں ہوئی تھی۔

ابوالحسین نے ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ نیک اور پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے اور فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے صاحبزادہ خلیفہ نے فرمایا کہ مجھے سروج کے نیک لوگوں میں سے ایک شخص نے بتایا کہ انہوں نے ان کی وفات کی رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آپ کو کہہ رہا ہے: اے فلاں کب تک سوؤ گے؟ اٹھو! چوتھائی اسلام منہدم ہو چکا ہے۔ میں بیدار ہوا اور جھرجھری پیدا ہوئی پھر لوٹ کے سو گیا، پھر کہنے والے کو دیکھا کہہ رہا تھا کب تک سوؤ گے؟ چوتھائی اسلام منہدم ہو گیا ہے۔ فرمایا: کہ میں اٹھ بیٹھا اور اللہ سے استغفار کیا کہ یہ کیا ہے پھر سو گیا، پھر اس نے مجھے کہا: اے فلاں! چوتھائی اسلام گر چکا ہے علی بن عمروؒ کا انتقال ہو گیا ہے، جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپؒ کا انتقال ہو گیا ہے۔ (۱۴۶)۔

---

(۱۴۶) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱/۸۶.۸۷).

حضرت شیخ ابوالحسین یحییٰ بن ابی الخیر العمرانی الیمانیؒ

ملکِ یمن کے شافعی مسلک کے حضرات کے شیخ تھے، بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہوئے، اپنے وقت کے امام، زاہد، متقی، عالم اور بہترین شخصیت تھے۔ نام اور شخصیت کا بڑا شہرہ تھا۔ حضرت ابواسحٰق شیرازیؒ کی تصانیف کو باقی حضرات سے زیادہ جاننے والے تھے۔ فقہ شافعیہ کی مشہور کتاب المہذب ان کو زبانی یاد تھی۔

ابن سمرہؒ فرماتے ہیں: رات بھر میں سو رکعات سے زیادہ نوافل پڑھنے کا وظیفہ تھا۔ جس میں قرآن کی ایک منزل پڑھا کرتے تھے۔ ۵۵۸ھ کی اتوار کی رات میں ربیع الثانی میں فجر سے پہلے پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوکر فوت ہوئے۔ اپنی اس مرض الموت میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ ایک دن دو رات حالتِ نزع میں رہے، ہر نماز کیلئے وقت پوچھتے رہے اور اشارے سے نماز پڑھتے رہے۔ (۱۴۷)۔

---

(۱۴۷) "طبقات الشافعیة" (۲۸۱/۴).

حضرت امام عبدالعزیز بن ابی حازم الاعرجؒ

یہ امام مالکؒ کے ساتھ حضرت ابن ہرمزؒ کے پاس فقہ کا علم سیکھتے رہے۔ حدیث میں اپنے والد اور زید بن اسلمؒ اور امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔

ان سے محدث ابن وہب اور امام عبدالرحمٰن ابن مہدیؒ اور ایک جماعت محدثین نے حدیث روایت کی ہے۔

امام مالکؒ کے بعد یہ لوگوں کے امام تھے۔ امام مالکؒ نے ان کے متعلق فرمایا: إنه لفقيه. (یہ فقیہ شخص ہے)۔

مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن سجدہ کی حالت میں روضۂ رسول اللہ میں اچانک فوت ہوگئے۔ آپ کا سن وفات ١٨٤ھ ہے۔ (١٤٨)۔

(١٤٨) "الذيباج المذهب" (٢/٢٣).

شیخ الفقہاء، استاذ الاولیاء
حضرت علی بن عطیہ بن علوان شافعیؒ

یہ ان حضرات میں سے تھے جن کی جلالت اور تقدم اور جمع بین العلم والعمل پر لوگوں کا اتفاق تھا۔ ان سے اور ان کی کتابوں سے لوگوں کو بڑا نفع ہوا۔ ان کے متعلق محدث حلب زین الدین ابن شماع حلبیؒ فرماتے ہیں: میں شیخ الوقت سیدی علوان الشافعیؒ کے پاس رہا تو انہوں نے میرا اکرام کیا اور اپنی خلوت میں مجھے جگہ دی۔ میں نے ان سے علم کی کئی چیزیں سنی۔ مجھے ان کے حال نے حضرت علی بن فضیل بن عیاضؒ کا وہ قول یاد دلا دیا جو انہوں نے اپنے ابا سے عرض کیا تھا۔

یا ابتِ ما احلٰی کلام اصحاب محمد ﷺ قال یا بنی وتدری لِمَ حَلِیَ قال لا ، قال لانهم أرادوبه الله تعالیٰ.

ترجمہ: اے ابا جان! حضور ﷺ کے صحابہ کا کلام کتنا شیریں ہے، فرمایا: اے بیٹے! جانتے ہو کیوں شیریں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اس لئے کہ انہوں نے اس کلام سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے میں یہی بات سیدی علوانؒ کے بارے میں کہوں گا۔

آپؒ کی وفات ۹۳۶ھ میں حماۃ میں ہوئی۔

موت کے دن آپؒ نے تیمم کیا، پھر نماز میں داخل ہوئے جب وہ **ایاک نعبد وایاک نستعین** تک پہنچے تو اچانک ان کی روح نکل گئی، یا غرغرہ تک پہنچی، وفات کے وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ جامع اموی میں جب خطیب جلال بصری نے آپؒ کی وفات کی اطلاع فرمائی تو لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔(۱۴۹)۔

---

(۱۴۹). "الکواکب السائرة" (۲/۲۰۶. ۲۱۳).

حصہ پنجم
قاضیان اسلام

قاضی مدینہ ابوطوالہؒ
حضرت عبدالرحمٰن بن حزم الانصاری

حضرت ابوعبدالرحمٰن العمریؒ بڑے عابد وزاہد حضرات میں سے تھے۔
یہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطوالہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن معمر بن حزم الانصاری نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو جمع کیا اور فرمایا: اے بچو! اللہ سے ڈرنا' اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو تم میرے سینہ پر ہو' اگر تم اللہ سے نہ ڈرے تو مجھے کوئی فکر نہیں ہوگی کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔(۱۵۰)۔

(۱۵۰) "کتاب المحتضرين" ص(۱۵٦).

قاضیٔ بصرہ
حضرت زرارہ بن اوفیؒ

حضرت بہز بن حکیمؒ فرماتے ہیں: حضرت زرارہ بن اوفیؒ نے ہمیں مسجد بنی قشیر میں نماز پڑھائی۔ آپؒ نے سورۃ مدثر کی قراءت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے:

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ. (المدثر: ۸).

ترجمہ: پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا۔

تو آپؒ مردہ ہو کر گر پڑے۔ حضرت بہز فرماتے ہیں: میں بھی ان کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھا۔ (۱۵۱)

---

(۱۵۱) أخرجه احمد فی "الزهد" وابن سعد فی "الطبقات" والحاكم فی "المستدرك" وابو نعيم فی "الحلية وابن الجوزی فی "صفة الصفوة" والذهبی فی "السير" (۵۱۶/۴).

قاضیٔ مارستان
حضرت محمد بن عبدالباقی الکعبی البغدادیؒ

آپؒ فرماتے ہیں: میں نے اپنی عمر کی ایک گھڑی بھی لہو ولعب میں نہیں صرف کی۔ علو اسناد حدیث میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں، بیمار ہوئے۔ موت سے تین دن پہلے تک متواتر قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے اور یہ وصیت فرمائی کہ ان کی قبر پر یہ آیات لکھ دی جائیں۔

قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ. (صٓ: ٦٧. ٦٨). (۱۵۲).

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے۔ جس سے تم (بالکل ہی) بے پرواہ ہو رہے ہو۔

---

(۱۵۲) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱۹۲۱. ۱۹۵).

حصہ ششم

قرآءقرآن

زین القرآن
حضرت محمد بن واسعؒ

یہ اپنے زمانہ کے اکابرین میں سے تھے۔ فقیہ پرہیزگار اور زاہد تھے۔
حضرت یونس بن عبید فرماتے ہیں: ہم حضرت محمد بن واسعؒ کے پاس ان کی عیادت کیلئے گئے تو انہوں نے فرمایا: مجھے لوگوں کی تعریفیں نہیں بچا سکیں گی۔ جب میرے ہاتھوں اور پیروں سے پکڑ کر مجھے جہنم میں پھینکا جائے گا (آپ نے یہ بات خوف خداوندی کے لحاظ سے کہی تھی)۔(۱۵۳)۔

حضرت فضالہ بن دینار فرماتے ہیں: کہ میں حضرت محمد بن واسعؒ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ موت کے لئے تیار تھے۔ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا: میرے پروردگار کے فرشتوں کو خوش آمدید! کوئی قوت و طاقت نہیں مگر اللہ کے پاس' یہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک پاکیزہ خوشبو سونگھی کہ ویسی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی' پھر انہوں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف ٹکا دی اور فوت ہو گئے۔(۱۵۴)۔

---

(۱۵۳) "تهذيب الكمال" (۸۴/۳۰)' و "التاريخ الكبير" للبخاري' (۲۱۹/۸)' و "كتاب المحتضرين" ص (۱۷۳).
(۱۵۴) "كتاب المحتضرين" ص (۱۵۰).

حضرت ابوجعفر القاریؒ

آپ دس قراءتوں کے ائمہ میں سے ہیں، ان کا نام یزید بن قعقاعؒ ہے۔

حضرت سلیمان بن مسلمؒ فرماتے ہیں: کہ میں حضرت ابوجعفر کے پاس بوقت وفات حاضر ہوا ان کے پاس حضرت ابوحازمؒ اور دیگر مشائخ تشریف لائے اور ان کے گرد گھیرا ڈال لیا اور ان کو زور سے بلانے لگے لیکن آپؒ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔

آپؒ کے داماد حضرت شیبہؒ نے حاضرین و اکابرین سے فرمایا: کہ کیا میں آپؒ کو حضرت امام ابوجعفرؒ کی ایک عجیب کرامت نہ دکھاؤں۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں تو حضرت شیبہؒ نے آپؒ کے سینہ سے کپڑا ہٹایا تو وہاں دودھ کی شکل میں ایک گول دائرہ بنا ہوا تھا تو حضرت ابوحازم اور دیگر مشائخ کہنے لگے خدا کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔

حضرت سلیمان فرماتے ہیں: کہ آپؒ کی ام ولد نے بتایا کہ جب آپ رحلت فرما گئے تو وہ سفیدی آپؒ کی آنکھوں کے درمیان (ماتھے پر) منتقل ہو گئی تھی۔

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں: کہ جب حضرت ابوجعفر القاری رحمہ اللہ کو غسل دیا گیا تو انہوں نے آپؒ کے سینہ سے لے کر آپؒ کے دل تک قرآن کریم کے ایک ورق کی مثل کچھ دیکھا تو حاضرین میں سے کسی نے شک نہ کیا کہ یہ قرآن کا نور ہی ہو سکتا ہے۔ (۱۵۵)۔

---

(۱۵۵) "معرفة القراء الكبار على الطبقات والاعصار" للذهبی (۱/۸۵.۸۶)

حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی قاریٔ کوفہؒ

حضرت عطاء بن سائبؒ فرماتے ہیں: کہ ہم حضرت ابوعبدالرحمٰنؒ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو بعض حاضرین ان کو امید دلانے لگے تو آپؒ نے فرمایا: مجھے اپنے رب سے امید ہے میں نے اس کی رضا کے لئے اسی (۸۰) رمضان کے روزے رکھے ہیں۔ (۱۵۶) حضرت عطاء بن سائبؒ سے ہی مروی ہے کہ ہم حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ مسجد میں اونگھ رہے تھے۔ہم نے ان سے عرض کیا کیا بہتر ہوتا کہ آپؒ بستر پر چلے جاتے اور آرام کر لیتے تو فرمایا: مجھے فلاں شخص نے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یزال احدکم فی صلوٰۃ مادام فی مصلاہ ینتظر الصلوٰۃ.

وفی روایۃ ابن سعد:

والملائکۃ تقول اللّٰھمّ اغفرلہ اللّٰھمّ ارحمہ.

ترجمہ: آدمی نماز میں ہی رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر (اگلی) نماز کے انتظار میں رہے۔

اور ابن سعد کی روایت میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخش دے اے اللہ اس پر رحمت فرما۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن سُلمیؒ نے یہ حدیث بیان کر کے فرمایا: کہ میری موت جب آئے تو میں مسجد میں ہوں۔ (۱۵۷)۔

---

(۱۵۶) "معرفة القراء الكبار" (۱/۵۷).

(۱۵۷) "الزهد" لابن المبارك (۱۴۱، ۱۴۲) و "طبقات ابن سعد" (۶/۱۷۴، ۱۷۵).

حضرت عاصم بن ابی النجودؒ

یہ سات متواتر قراءتوں میں سے ایک قراءۃ کے امام ہیں' ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے' اپنے زمانہ میں کوفہ کے سب سے بڑے قاری تھے' ان کی قراءت کے راوی امام شعبہ المتوفی ۱۹۳ھ اور امام حفص المتوفی ۱۸۰ھ وغیرہ ہیں' تمام دنیا میں ان کی قراءت اور ان کے شاگرد امام حفص کی روایت پر قرآن لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

امام ابوبکر بن عیاشؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس حاضر ہوا جبکہ ان کا وفات کا وقت تھا۔ میں ان سے سن رہا تھا کہ وہ اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ گویا کہ وہ محراب میں اس کو پڑھ رہے ہیں۔ ثُمَّ رُدُّوا الی اللہ مولا ھم الحق الا لہ الحکم وھوا سرعُ الحاسبین. (الانعام: ۶۲). (اس کے بعد ان کو اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا' جو ان کا مولائے برحق ہے۔ سن لو فیصلہ کا مالک وہی ہے اور وہ حساب لینے والوں میں سے تیز تر حساب لینے والا ہے)۔(۱۵۸)۔

(۱۵۸) "کتاب المحتضرین" ص(۱۵۵)' و "تھذیب الکمال" (۴۰۷/۱۹)' (۴۷۹/۱۳).

امام اعمشؒ

یہ بھی قرآن کے بڑے قراء میں سے ہیں' ان کی بھی ایک قراءت ہے' امام ابوحنیفہؒ کے استاد تھے۔

حضرت امام ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں امام اعمشؒ کے پاس حاضر ہوا' جبکہ وہ موت کی حالت میں تھے۔ فرمایا: کہ میری وجہ سے کسی کو ہرگز تکلیف نہ دینا بلکہ جب صبح ہو تو مجھے قبرستان کی طرف لے چلنا اور وہاں پھینک دینا' پھر آپؒ رو پڑے۔(۱۵۹)۔

حضرت جابر بن نوحؒ فرماتے ہیں: حضرت امام اعمشؒ موت کے وقت رو پڑے۔ تو ان سے کہا گیا اے ابومحمد! آپؒ بھی موت کے وقت رو رہے ہیں' فرمایا: مجھے رونے سے کون روک سکتا ہے۔ میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں۔

آپ کتنے بڑے محدث اور قاری تھے۔ ان کی ستر سال سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی تھی۔ یہ قرآن کے سب سے بڑے قاری اور حافظ تھے۔

---

(۱۵۹) "کتاب المحتضرین" ص (۱۵۶) و "حلیة الاولیاء" (۵/۵۱)' وصفة الصفوة" (۳/۱۱۸).

شیخ القراء
حضرت ابوبکر النقاشؒ

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: میں نے ابن الفضل القطان سے سنا کہ میں حضرت نقاش کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ ۳۵۱ھ ۳ شوال میں موت کی حالت میں تھے۔ آپؒ نے اونچی آواز سے یہ آیت پڑھی۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ. (الصافات: ۶۱).

ترجمہ: عمل کرنے والوں کو ایسے ہی (خوبصورت) عمل کرنے چاہئیں (تاکہ موت کے وقت ان کو راحت وعزت حاصل ہو)۔

آپؒ نے تین مرتبہ یہ آیت دہرائی' پھر آپؒ کی روح پرواز کر گئی۔(۱۶۰)۔

(۱۶۰) "سیر اعلام النبلاء" (۱۵/۵۷۶).

حضرت قاری علی بن عثمان بن وجوہیؒ

ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں: مجھے ظہیر ابن الکازرونی کی سند سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے میرے شیخ رشید الدین بن ابی القاسم نے بیان کیا کہ محبّ الدین مصدق نے ان سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن الوجوہی کو ان کی وفات کے بعد (خواب میں) دیکھا اور پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا کہ قبر کے دو فرشتے میرے پاس اترے، مجھے بٹھایا اور سوال کئے، میں نے کہا کیا ابن الوجوہی جیسے لوگوں سے بھی ایسے سوال کئے جائیں گے؟ تو انہوں نے مجھے سلا دیا اور چلے گئے۔(١٦١)۔

---

(١٦١) "الذيل على طبقات الحنابلة" (٢/٢٨٤.٢٥٥).

حصہ ہفتم
محدثین عظام

امام التعبیر
حضرت محمد بن سیرینؒ

حضرت حسن بن دینارؒ سے مروی ہے کہ حضرت محمد بن سیرینؒ وفات کے وقت یہ فرما رہے تھے: میری جان اللہ کے راستہ میں قربان ہے جو کہ میرے نزدیک، مجھے تمام نفوس سے زیادہ عزیز ہے۔(۱۶۲)۔

(۱۶۲) "الثبات عند الممات" ص(۱۳۷)،و "کتاب المحتضرین" ص(۱۸۸).

حضرت امام یونس بن عبیدؒ

حضرت حسان الغلابیؒ فرماتے ہیں: حضرت یونس بن عبیدؒ نے اپنی موت کے وقت اپنے قدموں کی طرف دیکھا اور رونے لگے تو پوچھا گیا آپؒ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے یہ یاد کیا ہے کہ یہ دونوں پاؤں جہاد میں غبار آلود نہیں ہوئے۔ (اس لئے رو پڑا)۔ (۱۶۳)۔

(۱٦۳) "سیر اعلام النبلاء" (۲۹۱/٦) و "کتاب المحتضرین" ص (۱۷۲).

حضرت حمید الطویلؒ

آپؒ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، اسی حالت میں آپؒ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابن عونؒ کے سامنے کچھ لوگوں نے آپؒ کا یہ واقعہ بیان کیا اور اس کو ان کی فضیلت جانا تو حضرت ابن عونؒ نے فرمایا: حمید نے جو کچھ نیک اعمال کئے تھے ان کے وہ زیادہ محتاج تھے۔ (١٦٤)۔

(١٦٤) "تذكرة الحفاظ" (١/ ١٥٢).

شیخ الاسلام
حضرت ابوبکر بن عیاشؒ

حضرت ابوعیسیٰ النخعی فرماتے ہیں کہ ان کیلئے پچاس سال تک بستر نہیں بچھایا گیا۔

حضرت حمانیؒ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوبکر بن عیاشؒ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بہن رو پڑیں۔ آپؒ نے فرمایا: مت رو اس گھر کے کونہ کی طرف دیکھو تمہارے بھائی نے اس کونہ میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔(۱۶۵)۔

حضرت ابراہیم بن ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں: جب ابا جان کی وفات کا وقت ہوا میں رو پڑا فرمایا: کیوں روتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے باپ کے چالیس سال ضائع کر دے گا۔ جس میں اس نے ہر رات قرآن کریم کا ایک ختم کیا ہے۔(۱۶۶)۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاشؒ کے چالیس سال کی ہر رات میں جو قرآن ختم ہوئے وہ چودہ ہزار چار سو تھے۔ دن میں بھی کئی ختم کئے ہوں گے اور ان چالیس سال سے پہلے بھی کئی ختم کئے ہوں گے۔ جن کی تعداد کو اللہ جانتا ہے' اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(۱۶۵) "حلیة الاولیاء" (۸/۳۰۴)' و "تاریخ بغداد" للخطیب (۱۴/۳۸۳)' و "صفة الصفوة" (۳/۱۶۲)'و "الثبات عندالممات" ص(۱۵۵).

(۱۶۶) "تاریخ بغداد".

حضرت ابوبکر بن عیاشؒ اپنے وقت کے بڑے محدث بھی تھے‘ امام بخاری وغیرہ نے بھی ان سے اپنی تصحیح میں بہت سی روایات لی ہیں۔

امام سفیان ثوریؒ

جب حضرت امام سفیان ثوریؒ کا اخیر وقت آیا تو رونے لگے عرض کیا گیا اے ابو عبداللہ اپنے اوپر امید کے پہلو کو غالب رکھو کیونکہ اللہ کا درگذر تمہارے گناہوں سے بہت زیادہ ہے تو فرمایا: کیا میں اپنے گناہوں پر رو رہا ہوں؟ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں توحید کی حالت میں مر رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ میں اللہ سے ملاقات کروں جبکہ میری خطائیں پہاڑوں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری کی وفات میرے ہاں ہوئی۔ جب ان کو موت کی شدت ہوئی تو رونے لگے۔ ان سے ایک شخص نے عرض کیا: اے ابو عبداللہ میرا خیال ہے آپؒ کے گناہ بہت ہیں؟ تو آپؒ نے زمین میں سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا: خدا کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ معمولی ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ موت کے وقت میرا ایمان نہ سلب ہو جائے۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے ہم بڑا زمانہ گناہوں پر روئے اب ہم اسلام پر رو رہے ہیں (کہ ہم موت کے وقت اسلام سے نہ محروم ہو جائیں)۔

حضرت سفیان ثوریؒ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ اس رات انہوں نے ساٹھ مرتبہ وضو کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے جب موت کا یقین کر لیا تو اپنے بستر سے اتر گئے اور اپنا رخسار زمین پر رکھا اور فرمایا: اے عبدالرحمٰن موت کتنا سخت ہے پھر جب آپؒ فوت ہوئے تو میں نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور لوگ رات کے وقت سے ہی حاضر ہونے لگے اور ان کو پتہ چل گیا۔

محدث عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں: حضرت سفیان ثوریؒ موت کی تمنا کرتے تھے تاکہ وہ بعض لوگوں سے محفوظ ہو جائیں۔ جب بیمار ہوئے تو موت کو پسند نہ کیا بلکہ مجھے فرمایا: میرے اوپر سورۃ یٰسٓ پڑھو کیونکہ مشہور ہے کہ اس سے مریض کو تخفیف ہوتی ہے۔ میں نے پڑھی میں ابھی سورۃ یٰسٓ پڑھنے سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔ (۱۶۷)۔

کہا جاتا ہے کہ ان کا جنازہ اچانک بصرہ والوں کے لئے گھر سے نکالا گیا۔ بہت سی مخلوق جمع ہوئی' آپؒ کی نماز جنازہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن الجبر کوفیؒ نے پڑھائی کیونکہ حضرت سفیان ثوریؒ نے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق اس کی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت قبیصہؒ فرماتے ہیں: میں جب بھی حضرت سفیانؒ کی مجلس میں بیٹھا میں نے موت کو یاد کیا۔ میں نے حضرت سفیانؒ سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت ابونعیمؒ فرماتے ہیں: جب سے حضرت سفیانؒ نے موت کو یاد کرنا شروع کیا تو تھوڑے ہی دنوں میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کے بارے میں ان سے پوچھا جاتا تو فرماتے: مجھے معلوم نہیں' مجھے معلوم نہیں۔

حضرت ابواسامہؒ فرماتے ہیں: جب حضرت سفیان ثوریؒ کا انتقال ہوا تو میں بصرہ میں تھا۔ میں یزید بن ابراہیم تستری سے ملا تو انہوں نے مجھے بیان کیا کہ مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ آج رات امیر المؤمنین کا انتقال ہو گیا۔ جس نے مجھے خواب میں بتایا۔ میں نے اسے کہا کیا سفیان ثوریؒ کی وفات ہو گئی ہے؟ حضرت ابوسامہؒ فرماتے ہیں کہ وہ اسی رات فوت ہوئے

---

(۱۶۷) "سیر اعلام النبلاء" ترجمة سفیان الثوری (۷/۲۲۹. ۲۷۹).

تھے۔

حضرت ابراہیم بن اعین بجلیؒ فرماتے ہیں: یہ بڑے لوگوں میں سے تھے۔فرمایا: کہ میں نے حضرت سفیان ثوریؒ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ میں آپؒ پر قربان جاؤں۔آپؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا: میں سَفَرَۃ کے پاس ہوں۔میں نے کہا سَفَرَۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: بڑی شان والے نیکوکار (فرشتے)۔(۱۶۸)۔

حضرت امام ابن عیینہؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سفیانِ ثوریؒ کو خواب میں دیکھا جبکہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔جیسا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے کھجور کی طرف اور کھجور سے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ پڑھ رہے ہیں۔

لمثل هذا فليعمل العاملون.(الصّٰفّٰت: ۶۱)

ترجمہ: ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

میں نے ان سے پوچھا: آپ کو کس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کیا گیا؟ فرمایا: پرہیزگاری کی وجہ سے پرہیزگاری کی وجہ سے۔(۱۶۹)۔

---

(۱۶۸) مقدمہ "الجرح والتعدیل" (۱/۱۲۰).

(۱۶۹) "العاقبة" لعبد الحق الأشبيلي الأزدي ص(۱۳۱).

حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ

(حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ کے استاد) امام سفیان ثوریؒ نے فرمایا: میں اپنی تمام عمر میں خواہش رکھتا ہوں کہ ایک سال مجھے عبداللہ بن مبارکؒ جیسا مل جائے لیکن میں ویسا نہ بن سکا اور نہ ہی مجھے ان کے جیسے تین دن ملے۔(۱۷۰)۔

امام ذہبیؒ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ان سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور میں ان سے محبت کی وجہ سے خیر کا امیدوار ہوں۔(۱۷۱)۔

حضرت احمد بن عبداللہ العجلیؒ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن مبارک کی وفات کا وقت ہوا تو ایک شخص ان کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے لگا اور کثرت سے ان کو تلقین کی تو آپؒ نے اس سے فرمایا: تجھے صحیح طریقہ نہیں آ رہا' مجھے ڈر ہے کہ تو میرے بعد بھی کسی مسلمان کو اذیت میں مبتلا کرے گا۔ جب تو نے مجھے تلقین کر دی اور میں نے لا الہ الا اللہ پڑھ دیا۔ اس کے بعد میں نے اور کوئی بات نہیں کی تو مجھے معاف کر دے پھر جب میں کوئی بات کروں تو اس وقت مجھے کلمہ کی تلقین کرنا' حتیٰ کہ یہ میرا آخری کلام ہو جائے۔

کہا جاتا ہے کہ وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ہنس پڑے اور فرمایا: لمثل ھذا فلیعمل العاملون. (الصافات: ۶۱). (ایسی چیزوں کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے)۔

---

(۱۷۰) "تاریخ بغداد" (۱۰/۱۶۲).

(۱۷۱) "تذکرہ الحفاظ" (۱/۲۷۵).

علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں: جب حضرت ابن مبارکؒ کی وفات کا وقت ہوا تو آپؒ نے اپنے غلام نصر کو فرمایا: میرا سر مٹی پر رکھ دو تو حضرت نصرؒ رو پڑے تو آپؒ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کیا کہ میں نے آپؒ کی خوشحالی کے ایام کو یاد کر لیا تھا۔ اب آپؒ یہاں فقیر اور بے وطن ہو کر فوت ہو رہے ہیں تو آپؒ نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھنا اور فقراء کی موت عطا فرمانا۔(۱۷۲)۔

حضرت عبدالوہاب بن حکمؒ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن مبارکؒ کی وفات ہوئی تو مجھے یہ بات پہنچی کہ امیر المومنین ہارون الرشید نے فرمایا: مات سید العلماء (علماء کا سردار فوت ہو گیا)۔(۱۷۳)۔

حضرت عباس بن محمد نسفیؒ فرماتے ہیں: میں نے ابو حاتم فربلیؒ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن مبارکؒ کو خواب میں جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہاتھ میں چابی اٹھائے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا آپؒ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا: یہ جنت کی چابی ہے۔ جناب رسول ﷺ نے مجھے عطاء کی اور فرمایا ہے میں پروردگار کی زیارت کر کے آتا ہوں تم میرے آسمان میں بھی امین ہو جیسا کہ تم زمین میں میرے امین تھے۔(۱۷۴)۔

---

(۱۷۲) "العاقبة" ص (۱۴۵).

(۱۷۳) "سیر اعلام النبلاء" (۸/۳۹۰).

(۱۷۴) "سیر اعلام النبلاء" (۸/۳۹۰).

حضرت آدم بن ابی ایاس العسقلانیؒ

حضرت آدم بن ابی ایاسؒ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے۔ سنت کے سختی سے پابند تھے۔ امام بخاریؒ امام ابو حاتم رازیؒ اور امام ابوزرعہ رازیؒ جیسے آئمہ حدیث آپؒ کے شاگرد ہیں۔

حضرت ابو علی المقدسیؒ فرماتے ہیں: جب حضرت آدم بن ابی ایاسؒ کی وفات کا وقت آیا تو آپؒ نے قرآن کریم کا ختم فرمایا جبکہ مردے کی طرح سفید چادر لپیٹ کر سوئے ہوئے تھے' پھر یہ دعا فرمائی۔ آپ سے جو مجھے محبت ہے اس کی قسم آپ اس موت وحیات کی کشمکش میں میرے ساتھ نرمی فرمائیں۔ میں اس دن کے لئے آپ سے پر امید رہا ہوں' پھر اس کے بعد **لا الہ الا اللہ** پڑھا اور انتقال فرما گئے۔ (۱۷۵)۔

---

(۱۷۵) "تاریخ بغداد" (۲۹/۷)' و "صفة الصفوة" (۳۰۸/۴)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۵۹).

حضرت امام محدث زکریا بن عدیؒ

جب آپؒ کی وفات کا وقت آیا تو آپؒ نے یہ کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِلَیْکَ مُشْتَاقٌ.

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے پاس آنے کا اشتیاق رکھتا ہوں۔

حضرت بشرؒ فرماتے ہیں: جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے، وہ موت سے محبت نہیں کرتا اور جو دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے وہ اپنے مولیٰ کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔(۱۷۶)۔

(۱۷۶) "سیر اعلام النبلاء" انظر: الترجمة (۱۰/۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۵)۔

حضرت امام ابوزرعہ رازیؒ

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو زرعہؒ ہمارے پاس آئے تو ہمارے مہمان ٹھہرے۔ ابا جان نے مجھے فرمایا: اے بیٹے! میں نوافل کے بدلہ میں اس شیخ سے مذاکرہ کررہا ہوں۔

محدث اسحاق بن راہو یہ فرماتے ہیں ہر وہ حدیث جس کو امام ابوزرعہؒ نہ جانیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

حضرت ابو جعفر تستریؒ فرماتے ہیں: ہم رے کے شہر ''ماشہران'' میں امام ابوزرعہ رازیؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؒ پر اس وقت موت طاری ہو رہی تھی۔ آپؒ کے پاس محدث ابو حاتم، محدث محمد بن مسلم، محدث منظور بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان کو حدیثِ تلقین اور حضور ﷺ کا ارشاد لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ یاد آیا لیکن ان حضرات کو امام ابوزرعہؒ کو تلقین کرنے سے شرم آئی اور آپؒ کو تلقین کرنے کے لئے ہیبت چھا گئی تو کہنے لگے۔ آؤ ہم اس حدیث کو ان کے سامنے بطور مذاکرہ کے پڑھتے ہیں چنانچہ امام محمد بن مسلمؒ نے اس حدیث کی یوں سند پڑھی: حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر عن صالح اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے تو امام ابو حاتم نے اس حدیث کے لئے اپنی سند پڑھی۔ حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم عند عبدالحمید بن جعفر عن صالح اور یہ کہہ کر رک گئے اور باقی محدثین خاموش تھے تو حضرت ابو زرعہؒ نے اپنی موت کی اس کشمکش میں اپنی سند سے اس حدیث کو پڑھا۔ حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن

صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ من کان اٰخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة. (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا آخری کلام لا اله الا الله ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا) یہ کلمات کہتے ہی آپؒ کی وفات ہوگئی۔(۱۷۷)۔

حفص بن عبداللہ باردبیل فرماتے ہیں: میری خواہش ہوئی کہ میں سفر کر کے حضرت ابوزرعہ رازیؒ کے پاس حاضر ہوں تو مجھ سے نہ ہوسکا۔ آپؒ کی وفات کے بعد میں آپؒ کے شہر ''رے'' میں داخل ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپؒ پہلے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپؒ عبیداللہ بن عبدالکریم ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: آپؒ اس درجہ تک کیسے پہنچے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں میں حضور ﷺ کے نام کے ساتھ ﷺ لکھتا تھا اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ عَشْرًا. (جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتے ہیں)۔(۱۷۸)۔

---

(۱۷۷) ''سیر اعلام النبلاء''(۷۶/۱۳)'وتاریخ بغداد''(۳۳۵/۱۰)'
''الثبات عندالممات''(۱۶۲).

(۱۷۸) ''تاریخ بغداد'' (۳۳۶/۱۰).

حضرت امام ابوحاتم رازیؒ

امام ابن ابی حاتم رازیؒ فرماتے ہیں: میں ابا جان کے پاس حاضر ہوا' جبکہ آپؒ نزع کی حالت میں تھے۔ مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے آپؒ سے پوچھا: عقبہ بن عبدالغافر حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کیا یہ صحابی ہیں؟ تو آپؒ نے سر کے اشارے سے فرمایا: نہیں' میں نے اس جواب پر قناعت نہ کی بلکہ یہ بھی کہہ ڈالا کہ میرا خیال ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ فرمایا کہ یہ تابعی ہیں یہ بات نقل کر کے امام ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ کا سب سے بڑا عمل معرفت حدیث اور معرفت ناقلین حدیث تھا۔ ساری عمر وہ اسی عمل میں مصروف رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے وقت بھی یہی چاہا کہ ان کی وفات کے وقت بھی وہی علم ظاہر کرے' جس پر انہوں نے اپنی زندگی گزاری تھی۔ (۱۷۹)۔

---

(۱۷۹) مقدمة "الجرح والتعديل" (۱/۱۲۷ تا ۱۲۸).

حافظ الحدیث

محمد بن اسحاق ابن مندہؒ

ان کے بارے میں ابو نُعیم اصبہانی لکھتے ہیں: پہاڑوں میں سے ایک (علم کا) پہاڑ تھے۔ باطر قانی فرماتے ہیں: میں ابو عبداللہ کے پاس تھا۔ اس رات میں جس میں آپؒ فوت ہوئے۔ ان کے آخری وقت میں ہم میں سے کسی ایک نے ان کو تلقین کرتے ہوئے کہا: لا الٰہ الا اللہ تو آپؒ نے اپنے ہاتھ سے اس کو دو تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔ مجھے ایسی بات کہی جارہی ہے؟۔(۱۸۰)۔

نوٹ: علامہ زاہد الکوثریؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ بہت سے عقائد کے مسائل میں ان کی رائے فرقہ مشبہہ اور فرقہ مجسمہ جیسی تھی۔ انہوں نے عقائد پر کتاب الایمان کئی جلدوں میں لکھی ہے۔ اس میں کثرت سے ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔

---

(۱۸۰) "سیر اعلام النبلاء".

حضرت حافظ عبدالوہاب انماطیؒ

اپنے زمانہ میں بغداد کے محدث تھے۔ پورا نام عبدالوہاب بن مبارک بن احمدؒ ہے۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ سلف کے طریقہ پر چلتے تھے، آپؒ کی مجلس میں کوئی غیبت نہیں سنی گئی اور نہ ہی آپؒ حدیث سنانے پر اجرت لیتے تھے۔

ابن جوزیؒ ان کے بارے میں مزید لکھتے ہیں، دن بھر کے لئے آپؒ نے اپنے آپؒ کو حدیث سننے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ میں حدیث پڑھتا تھا اور آپؒ روتے تھے۔ ان کے آثار کی روایت کے استفادہ کے مقابلہ میں، میں نے ان کے رونے سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: کہ میں ان کی بیماری کے وقت ان کے پاس حاضر ہوا جبکہ جسم لاغر ہو چکا تھا اور خود صبر اور سکون کی حالت میں تھے۔ آپؒ نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس کے فیصلے میں متہم نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۸۱) (یعنی اس کے تمام فیصلے ہمارے متعلق اچھے ہیں)۔

---

(۱۸۱) "الثبات عندالممات" ص (۱۸۰).

حضرت علامہ خطیب بغدادیؒ

آپؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے تمام کپڑوں کو صدقہ کر دیا جائے۔

ابوالبرکات اسماعیل بن ابوسعد صوفیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوبکر بن زہراء صوفی ہماری رباط میں رہتے تھے۔ آپؒ نے اپنے لئے ایک قبر حضرت بشر حافی کے پہلو میں تیار کر رکھی تھی۔ آپؒ ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہاں جاتے، اس میں سوتے اور اس میں پورے قرآن کی تلاوت کرتے، جب علامہ خطیب بغدادی فوت ہوئے اور وہ وصیت کر چکے تھے کہ حضرت بشر حافی کی قبر کے پہلو میں ان کو دفن کیا جائے تو محدثین ابن زہراء کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ وہ حضرت خطیب بغدادی کو آپؒ کی قبر میں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ آپؒ اپنی قبر کی ان کے لئے قربانی دیدیں تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نہیں ہوسکتا اور فرمایا: یہ جگہ میں نے اپنے لئے تیار کی تھی۔ جو مجھ سے چھینی جا رہی ہے، پھر وہ حضرت ابن الزہراء کے والد کے پاس گئے اور ان کے سامنے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے ابن الزہراء کو بلایا ان کا نام ابوبکر احمد بن علی طُریثیثی تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں آپؒ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قبر ان کو دیدیں بلکہ میں آپؒ کو یوں کہوں گا کہ اگر حضرت بشر حافی زندہ ہوتے اور آپؒ ان کے پہلو میں بیٹھے ہوتے پھر حضرت ابوبکر خطیب بغدادی تشریف لاتے تو وہ آپؒ کو ان سے پیچھے بٹھاتے کیا یہ آپ کو زیب دے گا کہ آپؒ ان سے آگے بیٹھیں، فرمایا: نہیں بلکہ میں اپنی جگہ پر بیٹھوں گا تو فرمایا: اب اس وقت بھی ایسا ہی مناسب ہے تو ان کا دل خوش ہو گیا اور اجازت دے دی۔ (۱۸۲)۔

---

(۱۸۲) "سیر اعلام النبلاء" (۱۸/۲۷۰،۲۹۷).

حضرت ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰؒ

یہ بڑے محدث تھے اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ ان کے متعلق فرماتے تھے: هذا رجل صالح. (یہ نیک آدمی ہے)۔

یہ حضرت ابو یحییٰ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک حور چار ہزار قرآن ختم کر کے خریدی ہے۔ جب آخری ختم پورا کیا تو حور سے سنا جو کہہ رہی تھی: آپؒ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے۔ میں وہ ہوں جس کو آپؒ نے خریدا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد آپؒ فوت ہو گئے۔ (۱۸۳)۔

---

(۱۸۳) "مناقب الإمام أحمد" لابن الجوزی ص(۲۱۶).

محدث

حضرت ابوبکر غلام الخلال عبدالعزیز بن جعفر بن احمدؒ

ان کی خوبصورت اور بڑی تصنیفات ہیں۔ ابو یعلیٰ محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبدالعزیز بن جعفرؒ نے اپنی بیماری کے دنوں میں فرمایا تھا کہ میں تمہارے پاس جمعہ کے دن تک ہوں۔ ان سے کہا گیا: اللہ تعالیٰ آپؒ کو عافیت دے گا تو آپؒ نے فرمایا: کہ میں نے حضرت ابوبکر خلال سے سنا تھا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر مروزی سے سنا تھا وہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن کیے گئے اور حضرت ابوبکر مروزی بھی ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور جمعہ کی نماز کے بعد دفن کیا گیا اور حضرت ابوبکر خلال بھی ۷۸ سال زندہ رہے اور جمعہ کے دن فوت ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن کیے گئے اور میں بھی تمہارے پاس جمعہ کے دن تک ہوں میری بھی عمر ۷۸ سال ہے، چنانچہ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپؒ فوت ہوگئے اور نماز جمعہ کے بعد دفن ہوئے۔(۱۸۴)۔

---

(۱۸۴) "مناقب الامام احمد" ص (۲۶۳.۲۹۲)

امام حافظ

ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسیؒ

یہ اپنے زمانہ میں امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔
ضیاء فرماتے ہیں میں نے ابو موسیٰؒ سے سنا کہ میرے والد ربیع الاول میں شدید بیمار ہوئے۔ اٹھنا اور بات کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا اور سولہ دن شدت سے بیمار رہے۔ میں آپؒ سے اکثر پوچھتا تھا آپؒ کو کس چیز کی خواہش ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے، پھر میں آپؒ کے پاس گرم پانی لایا، آپؒ نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور میں نے ان کو فجر کے وقت وضو کرایا، پھر آپؒ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اٹھ ہمیں نماز پڑھا، لیکن ہلکی نماز پڑھانا تو میں نے جماعت سے نماز پڑھائی اور آپؒ نے بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر میں آپ کے سرہانے بیٹھ گیا تو آپؒ نے فرمایا: سورۃ یٰسین پڑھو۔ میں نے پڑھ دی تو آپؒ نے دعا کرنا شروع کر دی اور میں آمین کہتا رہا۔ میں نے کہا: یہاں دوا رکھی ہے آپؒ اس کو پی لیں: فرمایا اے بیٹے! موت کے سوا اب کچھ نہیں رہا۔ میں نے پوچھا: آپؒ کی کوئی خواہش؟ فرمایا: میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے چہرہ کو دیکھنے کی تڑپ رکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا آپؒ مجھ سے راضی نہیں ہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں؟ میں نے کہا: آپؒ مجھے کس چیز کی وصیت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرا کسی پر کوئی حق اور قرضہ نہیں اور نہ کسی کا مجھ پر حق اور قرضہ ہے۔ میں نے کہا: آپؒ مجھے کوئی وصیت کریں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی کہ تم اس کی فرمانبرداری کا خیال رکھنا، پھر آپؒ کے پاس کچھ لوگ عیادت کے لئے

آئے اور سلام کہا تو آپ نے ان کو سلام کا جواب دیا پھر وہ آپس میں باتیں کرنے لگ گئے تو آپؒ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اللہ کو یاد کرو اور **لا الہ الا اللہ** پڑھو۔ جب وہ اٹھ گئے تو آپؒ اپنے ہونٹوں سے اللہ کو یاد کرتے رہے اور اپنی آنکھوں سے اشارہ کرتے رہے، پھر میں اٹھ کر ایک شخص کو مسجد کے کونے میں ایک کتاب دینے چلا گیا جب لوٹا تو آپؒ کی روح نکل چکی تھی اور یہ ۶۰۰ھ ۲۳ ربیع الاول سوموار کا واقعہ ہے۔ آپؒ منگل کی رات کو مسجد میں رکھے رہے، صبح کو مخلوق جمع ہوئی تو ہم نے آپؒ کو ''قرافہ،، میں دفن کر دیا۔(۱۸۵)۔

وفات کے بعد کے آپؒ کے متعلق خواب

ضیاءؒ فرماتے ہیں: میں نے فقیہ بن احمد بن عبد الغنیؒ سے ۶۱۲ھ میں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے گذشتہ رات تمہارے بھائی کمال عبدالرحیم کو خواب میں دیکھا جبکہ وہ اسی سال میں فوت ہوئے تھے اور میں نے کہا اے فلاں! تم کہاں ہو؟ فرمایا: جنت عدن میں، میں نے پوچھا کون افضل ہے؟ حافظ یا شیخ ابوعمر؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں، لیکن حافظ کیلئے ہر شب جمعہ کو عرش کے نیچے ایک کرسی لگائی جاتی ہے۔ وہ میرے سامنے حدیث پڑھتے ہیں اور آپؒ پر درو جواہر کی بارش ہوتی ہے، پھر اپنی آستین میں کوئی چیز دکھائی اور فرمایا: یہ ان سے میرا حصہ ہے۔(۱۸۶)۔

---

(۱۸۵) ''سیر اعلام النبلاء'' (۲۱/۴۶۹).
(۱۸۶) ''سیر اعلام النبلاء'' (۲۱/۴۷۰).

محدث شام شیخ الاسلام

حضرت امام ابن عساکرؒ

آپ ہر جمعہ ایک قرآن ختم کرتے اور رمضان میں ہر دن ایک ختم کرتے تھے۔ آپ تاریخ دمشق کے مصنف ہیں۔ اپنے زمانہ میں بے نظیر انسان تھے۔ علم وعمل کے امام تھے۔ آپ کی کتاب تاریخ دمشق کی اسی ضخیم جلدیں چھپ چکی ہیں۔ امام ذہبیؒ نے ان کی تاریخ کی آٹھ صد جلدیں ذکر کی ہیں۔

حضرت ابوشامہؒ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص نے بیان کیا جو آپ کے پاس موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز کے وقت کے متعلق پوچھتے تھے۔ وضو کیا بیٹھے بیٹھے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا:

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَباً وَ بِالْاِسْلامِ دِیْناً وَمُحمد نَبِیًّا.

ترجمہ: (اللہ کے ساتھ میں رب ہونے پر راضی ہوا اور اسلام کے ساتھ دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ نبی ہونے پر راضی ہوا) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حجت کی تلقین کی ہے اور میری لغزش کو معاف کیا ہے اور میری تنہائی پر رحم فرمایا ہے، پھر کہا: **وعلیکم السلام** تو ہمیں معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے آ چکے ہیں، اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ (۱۸۷)۔

---

(۱۸۷) "سیر اعلام النبلاء".

حضرت شیخ الاسلام محدث ابو طاہر سِلفیؒ

امام ابو شامہؒ فرماتے ہیں: میں نے شیخ علم الدین سخاوی سے سنا۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے محدث ابو طاہر سلفی سے سنا جبکہ انہوں نے اپنے متعلق یہ شعر کہے تھے:

أنا من أهل الحديث وهم خير فئة

جزت تسعين وأرجو أن أجوزن المئة

ترجمہ: ۱۔ میں محدثین میں سے ہوں اور یہ بہترین گروہ ہے۔

۲۔ میں نوے سال کی عمر سے گزر چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں سو سے بھی ضرور گزروں گا۔

ان سے کہا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امید کو پورا کیا ہے چنانچہ ان کی عمر ایک سو سال سے بھی اوپر ہوئی۔

سِلفی کی وجہ تسمیہ

سِلفہ آپ کے دادا کے دادا ابراہیم کا لقب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے دادا کا لقب ہے یہ عجمی لفظ ہے، اس کا معنی ہے تین ہونٹ والا کیونکہ ان کا ایک ہونٹ پھٹ کر دو ہونٹوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کی اصل سِلبہ ہے پھر با کو فا سے بدل دیا گیا ہے۔ اسی کی وجہ سے ان کو سِلفی کہتے ہیں۔ آپ اصبہان کے رہنے والے تھے، اسی سال سے زائد عرصہ تک حدیث پڑھاتے رہے۔ (سلفی کی آج کل کی مشہور نسبت مراد نہیں ہے)۔

حافظ ابو طاہر سلفی جمعہ کے دن ۵۷۶ھ میں فوت ہوئے، آپ کے

سامنے خمیس کے دن غروب آفتاب تک جس رات میں آپ کی وفات ہوئی تھی حدیث پڑھی جاتی رہی، آپ حدیث پڑھنے والے کی ہلکی ہلکی غلطی کو بھی پکڑ رہے تھے، جمعہ کے دن صبح کی نماز پڑھی اوراس کے بعد اچانک فوت ہو گئے (۱۸۸) اور جمعہ کے دن کی موت کی فضیلت حاصل کرلی۔

(۱۸۸) "سیر اعلام النبلاء" (۲۱/۳۹۰،۵).

حضرت حافظ ابوموسیٰ المدینیؒ

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: آپ اپنے زمانہ میں مشرق کے محدث تھے۔
علامہ ابن تیمیہؒ حافظ ابوموسیٰ کی تعریف کرتے تھے اوران کوان کی تصانیف اورفوائد کے اعتبار سے حافظ ابن عساکرؒ سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔
ابومسعودؒ کوتازہ فرماتے تھے کہ ابوموسیٰ چھپا ہوا خزانہ ہیں۔
حسین بن یوحن باوریؒ فرماتے ہیں: میں مدینۃ الخان میں تھا۔ (یہ اصبہان میں ایک جگہ کا نام ہے) مجھ سے ایک شخص نے خواب کی تعبیر پوچھی کہ میں نے دیکھا گویا کہ حضور ﷺ کی وفات ہوگئی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تیرا خواب سچا ہے تو کوئی ایسا امام فوت ہوا ہے جس کی زمانہ میں کوئی مثال نہیں ہے کیونکہ اس طرح کا خواب امام شافعیؒ، امام ثوریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کے وقت دیکھا گیا تھا، چنانچہ جب شام ہوئی تو ہمیں حافظ ابوموسیٰ المدینیؒ کی وفات کی اطلاع پہنچی۔
حضرت عبداللہ بن محمد الخجندیؒ فرماتے ہیں: جب حضرت ابوموسیٰؒ کی وفات ہوئی، ابھی وہ ان (کے دفنانے) سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ سخت گرمی میں زبردست بارش ہوئی، جبکہ اصبہان میں پانی بہت کم تھا لیکن لوگوں کے رش کی وجہ سے بہت کم لوگ ہی اپنی جگہ سے ہٹ سکے تھے، جبکہ حافظ ابوموسیٰ المدینیؒ نے اپنے آخری املاء میں یہ بات لکھوائی تھی کہ جب کوئی ایسا شخص فوت ہوتا ہے جس کی اللہ کے ہاں شان ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی موت کے دن اس کی مغفرت اور اس کے جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کی علامت کے طور پر ایک بادل بھیجتے ہیں۔ (۱۸۹)۔

---

(۱۸۹) "سیر اعلام النبلاء" (۱۵۹.۱۵۲/۲۱).

حضرت امام نوویؒ

انہوں نے دعا کی تھی کہ ان کو فلسطین کی زمین میں موت آئے تو اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا: صحیح مسلم کی بہترین شرح لکھی۔

حدیث کی معروف کتاب "ریاض الصالحین" انہی کی تالیف ہے۔ فقہ شافعیہ کے مسائل کو شاندار کتابوں کی شکل میں جمع کیا۔

جب آپ فوت ہوئے اور ان کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں نے آپ کی قبر پر قبہ بنانا چاہا تو آپ اپنے رشتہ داروں میں بڑی عمر کی خاتون (اپنی پھوپھی) سے خواب میں ملے اور ان سے فرمایا: میرے بھائی کو اور دیگر لوگوں کو کہنا کہ جس تعمیر کا انہوں نے ارادہ کر رکھا ہے اس سے باز آ جائیں جو تعمیر بھی کریں گے وہ گر جائے گی۔

تو یہ خاتون گھبرا کر بیدار ہوئیں اور ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو وہ قبہ تعمیر کرنے سے رک گئے لیکن ان کی قبر کے اردگرد پتھروں کی دیوار لگا دی، تاکہ جانوروں وغیرہ کے روندنے سے قبر محفوظ رہے۔ (۱۹۰)۔

---

(۱۹۰) "تحفة الطالبين في ترجمة الإمام محي الدين" ص (۱۹۷).

حضرت امام محمد بن ناصر بن محمد السلامی
الفارسی البغدادیؒ

امام ابوموسیٰ المدینیؒ فرماتے ہیں کہ آپ محدثین میں بغداد میں اپنے وقت کے پیشوا تھے۔

حافظ ابومحمد بن اخضرؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہر اچھی صفت میں خوبصورت سیرت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت میں بڑا وقار تھا، ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: مجھے ابوبکر خضریؒ الفقیہ نے بیان کیا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور کہا: اے میرے سردار! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو کہا: اس نے مجھے بخش دیا ہے اور فرمایا کہ میں نے تیرے زمانہ کے دس حدیث پڑھنے والوں کو بھی بخشا ہے کیونکہ تو ان کا رئیس اور سردار تھا۔(۱۹۱)۔

---

(۱۹۱) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱/۲۲۷. ۲۲۸).

حضرت امام اسحٰق بن راہویہؒ

امام احمد بن حنبلؒ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں عراق میں ان کی مثل کے آدمی نہیں دیکھتا۔

محمد بن اسلم طوسی فرماتے ہیں کہ اگر (امام سفیان) ثوری حیات ہوتے تو وہ بھی حضرت اسحٰق (بن راہویہ) کے (علم روایت حدیث میں) محتاج ہوتے۔

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اسحٰق تابعین میں ہوتے تو وہ بھی ان کے علم، یادداشت اور فقاہت کا اقرار کرتے

اور محمد بن اسلم طوسیؒ ہی فرماتے ہیں جبکہ حضرت اسحٰق بن راہویہؒ کا انتقال ہوگیا تھا۔ میں کسی کو حضرت اسحٰق بن راہویہؒ سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء.** (اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں)۔

حضرت ابوعمرو مستملی نیشاپوریؒ فرماتے ہیں: مجھے علی بن سلمہ الکرابیسیؒ نے بتایا کہ میں نے حضرت اسحٰق بن راہویہؒ کو اس رات خواب میں دیکھا جس میں آپ فوت ہوئے تھے گویا کہ ایک چاند ہے جو اسحٰق بن راہویہ کے دروازہ سے نکل کر زمین سے آسمان کی طرف چڑھ گیا ہے پھر اترا اور اس جگہ گرا جہاں حضرت اسحٰق بن راہویہ کو دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے ان کی وفات کا علم نہیں تھا جب صبح ہوئی تو میں نے ایک گورکن کو دیکھا جو حضرت اسحٰق کی قبر کو اسی جگہ کھود رہا تھا جہاں میں نے چاند کو گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ (۱۹۲)۔

---

(۱۹۲) "طبقات الشافعیة" للسبکی (۲/۸۸).

جمال الاسلام
حضرت ابوالحسن بن علی مسلم السلمیؒ

آپؒ شام کے مشائخِ صوفیہ میں شمار ہوتے تھے۔ حافظ ابن عساکرؒ اور حافظ سلفی کے استاد تھے۔ ایک زمانہ تک امام غزالیؒ کے پاس دمشق میں ان کے قیام کے دوران مستفید ہوتے رہے۔

امام غزالیؒ جب ملکِ شام سے واپس ہوئے تو فرمایا: کہ میں نے شام میں ایک نوجوان کو اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو اس کی بڑی شان ہوگی۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ امام غزالیؒ کا ان کے متعلق دعویٰ تھا۔ آپ ملک شام کے بڑے مفتیین میں سے تھے۔ کثرت سے مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور جنازوں میں شرکت کرتے تھے۔ وعظ ونصیحت کے لئے بھی مجلس منعقد کرتے تھے، سنت کی تبلیغ کرتے تھے اور مخالفین کی تردید کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بعد اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔

۵۳۳ھ کے ذی العقدہ میں فجر کی نماز میں حالتِ سجدہ میں فوت ہوئے۔ (۱۹۳)۔

---

(۱۹۳) "طبقات الشافعية" (۷/۲۳۵، ۲۳۶).

امام الجرح والتعدیل شیخ الاسلام
حضرت یحییٰ بن سعید القطانؒ

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے حضرت یحییٰ بن سعیدؒ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

حضرت علی بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کے پاس حاضر تھے۔ آپؒ نے ایک شخص سے فرمایا: تلاوت کرو تو اس نے سورۃ دخان کی تلاوت کی۔ جب اس نے پڑھنا شروع کیا تو میں نے حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کی طرف دیکھا کہ ان کی حالت بدلتی جارہی تھی۔ جب وہ (سورۃ دخان کی چالیسویں آیت) اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ. پر پہنچا تو حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کی چیخ نکل گئی اور غشی طاری ہوگئی اور اپنا سینہ زمین سے اٹھایا اور اچھل کر پلٹے، جس سے ان کی پشت کی ریڑھ کی ہڈی کو زخم آیا اور خون بہنے لگا اور عورتوں کے چیخنے کی آواز بلند ہوگئی تو ہم نکل کر دروازے کے پاس کھڑے ہوگئے۔ حتیٰ کہ ان کو کافی دیر کے بعد افاقہ ہوا، پھر جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؒ سو رہے تھے۔ یہی آیت پڑھ رہے تھے۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ. علی بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں: آپ کا یہ زخم بدستور باقی رہا، حتیٰ کہ آپؒ کا انتقال ہوگیا۔ (۱۹۴)۔

آپ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔

---

(۱۹۴) "صفة الصفوة" (۳/۳۶۶).

حضرت شیخ المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانیؒ

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: ان کی بیماری ذوالقعدہ ٨٥٢ھ میں شروع ہوئی، بعداس خواب کے بیان کرنے کے جوانہوں نے مجلس املاء میں ربیع الاول میں سنایا، جس میں آپؒ فوت ہوئے کہ بعض راویوں نے خواب میں دیکھا شاید کہ ان کا نام ابومصعب تھا کہ ان کے سامنے دسترخوان پر دس روٹیاں پیش کی گئیں، ان میں سے دسویں تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی تو بعض حاضرین نے اس کی تعبیر بطور تفاؤل کے دس سال بیان کی لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ دس ماہ سے کچھ کم عرصہ میں فوت ہوگئے۔ معدہ کا درد بڑھتا گیا (١٩٥) اور معدہ پہ کچھ ثقیل چیز محسوس کرتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ حَرَمْتَنِيْ عَافِيَتَكَ فَلَا تُحْرِمْنِيْ عَفْوَكَ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ نے مجھے اپنی عافیت سے محروم رکھا ہے، اپنی معافی سے محروم نہ کرنا۔

برہان التریؒ سے مروی ہے کہ آپؒ کی زوجہ اس رات کی صبح کو بیدار ہوئیں جس میں حافظ ابن حجر فوت ہوئے ان کو ابھی ان کی وفات کا علم نہیں ہوا تھا لیکن مرعوب تھیں، فرماتی ہیں میں نے ایک کہنے والے سے سنا جو کہہ رہا تھا:

اَلصَّلٰوةُ عَلٰى شَيْخٍ مِنْ آلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ.

ترجمہ: آل بیت نبوت کے شیخ پر رحمت کی دعا کی جائے یا جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

---

(١٩٥) "الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر" للسخاوي (١١٨٥/٣).

شیخ برہان الدین بن سابق ؒ منکوثمریہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اس میں امامت کررہے تھے۔ انہوں نے بیت المقدس میں قیام کے دوران حافظ ابن حجرؒ کو خواب میں دیکھا اور ان پر سفید ریشم کی پوشاک دیکھی۔ جس کا اَستر سونے کا تھا اور چمک رہا تھا اور ان کے سر پر سفید عمامہ تھا، ایسی شکل میں کہ اس سے زیادہ خوش منظر نہیں دیکھا گیا، انہوں نے ان کو کوئی چیز دی اور اپنے گھر والوں کو سلام پہنچانے کا حکم دیا۔ (۱۹۶)۔

---

(۱۹۶) "الجواهر والدرر فی ترجمة شیخ الاسلام ابن حجر" (۳/۱۲۰۰.۱۲۰۲).

حضرت امام الحفاظ ابوالحجاج المزیؒ
مصنفِ تہذیب الکمال

آپؒ نے ایک ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ریاض الصالحین کے مؤلف امام نوویؒ ان کے استاد ہیں۔ خود انہوں نے اسماء الرجال کی مشہور زمانہ کتاب تہذیب الکمال تصنیف فرمائی۔ امام ذہبیؒ آپ کو خاتمة الحفاظ ناقد الاسانید والالفاظ وهو صاحب معضلاتنا و موضح مشكلاتنا كان خيرا ذا ديانة و سلامة باطن وفيه حياء وحلم وسكينة کے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔

آپؒ کی وفات ۷۴۲ھ میں ہوئی، جبکہ آپؒ آیۃ الکرسی تلاوت فرما رہے تھے۔ ابن تیمیہؒ کے قریب مقابر صوفیہ میں آپؒ کو دفن کیا گیا۔(۱۹۷)۔

---

(۱۹۷) "الدرر الكامنة" (۵/۲۳۳، ۲۳۷).

شیخ الاسلام نجم الدین الغزیؒ

مؤلف الکواکب السائرۃ

آپؒ کا نام محمد بن محمد ہے، شام کے محدث اور مسند نشین تھے۔

دمشق کی مشہور و معروف مسجد جامع اموی میں قبۃ النسر کے نیچے ستائیس سال بیٹھ کر لوگوں کو حدیث پڑھاتے رہے۔

اپنی موت سے دو دن قبل اپنے دادا کے وقف کردہ باغات کی طرف دیکھا، کاشت کاروں کا حساب کتاب چکایا اور ان سے درگذر کا سوال کیا۔ دوسرے دن اپنے اہل خانہ بیٹی اور نواسی وغیرہ کے ہاں گئے اور ان سے ملاقات کی، پھر اپنے گھر لوٹ آئے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر اپنے اوراد کے لئے بیٹھ گئے اور عشاء کی اذان کے متعلق پوچھتے رہے اور قبلہ رخ ہو کر **لا الہ الا اللہ** کا ذکر کرتے رہے، پھر ان سے سنا گیا کہہ رہے تھے:

بالذی ارسلک ارفق بی.

”تجھے اس ذات کا واسطہ جس نے تجھے بھیجا ہے، میرے ساتھ نرمی اختیار کرو۔“

جب لوگ ان کے قریب گئے تو دیکھا کہ ان کی وفات ہو چکی تھی اور اپنے رب سے مل گئے تھے۔(۱۹۸)۔

---

(۱۹۸) ”خلاصۃ الأثر فی اعیان القرن الحادی عشر“(۱۸۹/۴، ۲۰۰).

حصہ ہشتم

حضرات مفسرین

مجاہدؒ مفسر

ابوالحجاج حضرت مجاہد بن جبر مخزومی، مکیؒ

یہ فرماتے ہیں: کہ میں نے قرآن کریم کو تین مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس سے فاتحہ سے لے کر آخر تک پڑھا۔ ہر ہر آیت پر میں آپ کے سامنے رکتا تھا اور اس کے بارے میں پوچھتا تھا۔

امام فضل بن دُکینؒ فرماتے ہیں: حضرت مجاہد فوت ہوئے جبکہ وہ حالت سجدہ میں تھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد.

ترجمہ: آدمی رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو۔

پس جو جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں اللہ سے ملاقات کرے گا اور اسی حالت میں اس کو قبر سے اٹھایا جائے گا۔ اس شخص کی موت ایسی ہی حالت میں ہونی چاہیے جس کے گوشت اور خون میں قرآن رچ بس گیا۔

علماء کے نزدیک تابعین میں قرآن کے سب سے بڑے مفسر حضرت مجاہدؒ تھے۔

حضرت ابوالشعثاء جابر بن زید الازدیؒ تابعی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر بصرہ کے لوگ ابو الشعثاء کے حلقہ میں بیٹھیں تو وہ ان کو کتاب اللہ کا وسیع علم بیان کر دے۔

حضرت جابر بن زیدؒ سے ان کی وفات کے وقت عرض کیا گیا: آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا: حضرت حسن بصریؒ کو ایک دفعہ دیکھنا چاہتا ہوں تو حضرت حسن بصریؒ تشریف لائے جب ان کے پاس پہنچے تو حضرت جابر سے عرض کیا گیا: حسن آ چکے ہیں تو انہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا: اے بھائی! اس وقت میں تم سے جدا ہو رہا ہوں، جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔

اللہ کے دوست موت کے وقت بھی صالحین کی زیارت کی تمنا کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں: جب حضرت جابر بن زیدؒ کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: مجھے بٹھا دو انہیں بٹھا دیا گیا تو فرمایا: مجھے لٹا دو، جب لٹا دیا گیا تو تین مرتبہ فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ. (۱۹۹).

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کے ساتھ جہنم سے اور برے حساب سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

(۱۹۹) "کتاب المحتضرین" ص (۱۱۸).

شیخ الاسلام

حضرت ابو قلابہ الجرمیؒ

ان کا نام حضرت عبداللہ بن زید بن عمروؒ ہے' ان کی وفات کا قصہ بڑا عبرت انگیز ہے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: ابو قلابہؒ ایسی شخصیت ہیں جن کی بدن اور دین میں آزمائش کی گئی تھی۔ ان کو حکومت نے قاضی بنانا چاہا تو یہ ملک شام کی طرف بھاگ گئے' مصر کے علاقہ میں ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں اور آنکھیں نہیں رہی تھیں۔ اس کے باوجود یہ حامد وشاکر تھے۔

ابن حبان نے اپنی سند سے آپؒ کے صبر جمیل کا قصہ اس طرح سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن محمدؒ فرماتے ہیں: میں ساحل سمندر پر چوکیداری کے لئے نکلا۔ ہم ان دنوں عریشِ مصر کی نگرانی کر رہے تھے۔ جب میں ساحل پر پہنچا تو میں ایک کشادہ نالہ پر پہنچا' اس میں ایک خیمہ تھا' جس میں ایک آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں ضائع ہو چکے تھے اور بصارت اور سماعت بھی کمزور پڑ چکی تھی۔ اس کا کوئی عضو کام کا نہیں رہا تھا۔ سوائے زبان کے' پھر بھی وہ یہ کہہ رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَحْمَدَکَ حَمْدًا اُکَافِیءُ شُکْرَ نِعْمَتِکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ وَفَضَّلْتَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقْتَ تَفْضِیْلاً.

ترجمہ: اے اللہ مجھے توفیق دے کہ میں تیری ایسی حمد کروں جو تیری اس نعمت کے شکر کو کفایت کرے جو تو نے مجھ پر فرمائی ہے اور تو نے جن

لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے بہتوں پر مجھے بہت ساری فضیلت دی ہے۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن محمدؒ نے فرمایا: میں نے کہا: خدا کی قسم! میں اس آدمی کے پاس ضرور جاؤں گا اور میں اسے ضرور پوچھوں گا کہ یہ کلام اس نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اپنی فہم سے یا علم سے یا الہام سے، چنانچہ میں اس آدمی کے پاس گیا اور سلام کیا اور کہا: میں نے آپؒ سے سنا ہے آپؒ یہ دعا۔ اَللّٰھُمَّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَحْمَدَکَ حَمْدًا اُکَافِیْءُ شُکْرَ نِعْمَتِکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ وَفَضَّلْتَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْتَ تَفْضِیْلاً۔ کر رہے تھے۔ آپؒ پر کون سی اللہ کی نعمتوں میں سے کوئی نعمت ہے۔ جس پر آپؒ اس کی حمد ادا کر رہے تھے اور کون سی فضیلت ہے جو اس نے آپؒ پر کی ہے اور آپؒ اس کا شکر ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: تم دیکھتے نہیں ہو۔ میرے رب نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ خدا کی قسم! اگر آسمان مجھ پر آگ برساتا اور آگ مجھے جلا دیتی اور پہاڑوں کو حکم ہوتا اور وہ مجھے پیس دیتے اور سمندروں کو حکم ہوتا اور وہ مجھے غرق کر دیتے اور زمین کو حکم ہوتا اور وہ مجھے نگل لیتی۔ تب بھی میرا اپنے پروردگار کے لئے شکر ہی بڑھتا۔ اس لئے کہ میرے رب نے میری اس زبان کی وجہ سے مجھ پر نعمت فرمائی ہے لیکن اے عبداللہ! جب تو میرے پاس آ گیا ہے تو مجھے تم سے ایک کام ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس حالت میں ہوں۔ میں اپنے بارے میں نہ نقصان پر قادر ہوں اور نہ نفع پر، میرے ساتھ میرا بیٹا تھا۔ وہ میری نماز کے وقت کا خیال رکھتا تھا۔ مجھے وضو کراتا تھا، جب مجھے بھوک لگتی تھی مجھے کھلاتا تھا۔ جب پیاس ہوتی تھی مجھے پانی پلاتا تھا۔ تین دن ہو گئے ہیں وہ میرے پاس نہیں آیا۔ اللہ تم پر رحمت فرمائے تو اس کو

میرے لئے ڈھونڈ دے۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! کوئی مخلوق کسی مخلوق کے کام میں تمہارے جیسے کی حاجت پوری کرنے میں چلنے سے زیادہ اللہ کے نزدیک بڑے اجر والی نہیں ہوگی' پھر میں اس لڑکے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا میں زیادہ دور نہیں گیا میں ریت کے ٹیلوں تک ہی پہنچا تھا کہ میں نے اس لڑکے کو دیکھا کہ اس کو درندے نے پھاڑ کر اس کا گوشت کھایا تھا۔ میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون. پڑھی اور کہا: میں اس شخص کے پاس کون سی ملائم توجیہ لے کر پہنچوں۔ اسی سوچ کو لے کر میں اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ میرے دل میں نبی حضرت ایوب علیہ السلام کا خیال آیا۔ چنانچہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے سلام کیا اور پوچھا۔ کیا تم میرے وہی ساتھی ہو؟ میں نے کہا: ہاں' پوچھا میرے کام کا کیا کیا؟ میں نے کہا: کیا اللہ کے نزدیک آپؒ زیادہ شان والے ہیں یا نبی حضرت ایوب علیہ السلام فرمایا بلکہ ایوب نبی' میں نے کہا: کیا آپؒ کو معلوم ہے کہ ان کے رب نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا؟ کیا ان کو ان کے مال اولاد اور رشتہ داروں کے غم میں مبتلا نہیں کیا۔ فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: پھر انہوں نے اپنے آپ کو کیسا پایا؟ فرمایا: انہوں نے اپنے آپ کو صابر شاکر اور حامد پایا' میں نے کہا: کہ اللہ تعالی اس پر بھی ان سے راضی نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ان سے ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی جدا کر دیا۔ فرمایا: ہاں' میں نے کہا: پھر ان کو ان کے رب نے کیسا پایا؟ فرمایا: ان کو صابر شاکر اور حامد پایا' میں نے کہا: اللہ تعالی ان سے اس پر بھی راضی نہ ہوا حتیٰ کہ ان کو ہر گزرنے والے کی بدکلامی کا نشانہ بنا دیا' کیا آپ جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے کہا: پھر ان کو ان کے رب نے کیسا پایا؟ فرمایا: صابر شاکر اور حمد ادا کرنے والے' اللہ تم پر رحم کرے۔ اب اپنی بات کو مختصر کرو۔ میں نے کہا: وہ لڑکا جس کی طلب میں آپؒ نے مجھ کو

بھیجا تھا۔ اس کو میں نے ریت کے ٹیلوں کے درمیان پایا ہے۔ جس کو ایک درندے نے پھاڑ دیا اور اس کا گوشت کھا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر دے اور صبر کی توفیق دے تو اس مبتلا نے کہا: تمام تعریفیں ہوں اللہ کے لئے جس نے میری اولاد میں سے اس مخلوق میں سے پیدا نہیں کیا جو اس کی نافرمانی کرتی اور خدا اس کو آگ کا عذاب دیتا۔ پھر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھی، پھر ایک زوردار چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔ میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون. میری مصیبت بڑھ گئی، اگر میں ایسے (لاچار) آدمی کو چھوڑ کر جاتا ہوں تو اس کو درندے کھا جائیں گے اور اگر یہاں بیٹھ جاتا ہوں تو نہ نقصان کی قدرت نہ نفع کی طاقت، میں نے اپنی پگڑی سے ان کو ڈھک دیا اور اس کے سر کے پاس روتا ہوا بیٹھ گیا۔ میں اسی طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک چار آدمی میرے سامنے نمودار ہوئے اور پوچھا: اے عبداللہ! تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا کیا قصہ ہے؟ میں نے ان کو اپنا اور میت کا سارا قصہ کہہ سنایا تو انہوں نے کہا: ہمارے سامنے اس میت کا چہرہ کھولو۔ ہوسکتا ہے ہم اس کو پہچان لیں۔ میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو لوگوں نے جب دیکھا تو کبھی اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے اور کبھی اس کے ہاتھ کو چومتے تھے اور کہتے تھے: اس آنکھ پر میرا باپ قربان جو عرصہ دراز سے اللہ کی حرام کردہ چیزیں دیکھنے سے بند رہی اور جسم پر میرا باپ قربان عرصہ دراز سے یہ رات کی عبادت میں مصروف ہوتا تھا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے تھے۔ میں نے کہا: اللہ تم پر رحمت کرے۔ یہ شخص کون ہے؟ فرمایا: کہ یہ حضرت ابو قلابہ الجرمیؒ ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد ہیں۔ یہ اللہ اور اللہ کے نبیؐ سے بڑی محبت کرنے والے تھے، پھر ہم نے ان کو غسل دیا اور کفن دیا اور ان کپڑوں میں

کفن دیا جو ہمارے پاس تھے اور ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کو دفن کر دیا پھر وہ لوگ بھی چلے گئے اور میں اپنی سرحدی چوکی پر واپس آ گیا۔ جب رات ہوئی میں نے سونے کے لئے اپنا سر رکھا تو خواب میں دیکھا جیسا کہ دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہیں اور ان پر جنت کی پوشاکوں میں سے دو پوشاکیں ہیں اور وہ یہ آیت پڑھ رہے ہیں۔

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار. (الرعد: ۲۴)

ترجمہ: تم پر سلام ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا۔ پس آخرت کا گھر کتنا ہی اچھا ہے۔ میں نے کہا: تم میرے وہی ساتھی نہیں۔ فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: یہ مقام اور اللہ کے پاس کچھ مقامات اور درجات ایسے ہیں کہ ان کو حاصل نہیں کیا جا سکتا' مگر مصیبت کے وقت صبر کے ساتھ اور خوشحالی کے وقت شکر کے ساتھ اللہ عزوجل کا خوف بھی ہو' ظاہری اور مخفی دونوں حالتوں میں۔ (۲۰۰)۔

---

(۲۰۰) "الثقات" لابن حبان (۵/۲.۵).

امام المفسرین
حضرت امام ابن جریر طبریؒ

آپؒ کی وفات کے وقت علماء کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ ان میں سے ایک حضرت ابوبکر ابن کاملؒ بھی تھے۔ آپؒ سے آپؒ کی روح کے نکلنے سے پہلے عرض کیا گیا: اے ابوجعفر! ہم جس دین پر عمل کرتے ہیں آپؒ ہمارے اور اللہ کے درمیان اس میں حجت ہیں' کوئی ایسی چیز ہے ہمارے دین کے متعلق جس کی آپؒ ہمیں وصیت کرنا چاہیں اور کوئی ایسی صورت ہے جس میں ہم آخرت میں سلامتی کی امید رکھیں؟ تو آپؒ نے فرمایا: جس طریقہ سے میں اللہ کے دین پر عمل کر رہا ہوں تمہیں بھی اس کی وصیت کرتا ہوں اور وہ' وہ ہے جو میری کتابوں میں موجود ہے۔ تم اس پر عمل کرنا' اس کے بعد کثرت سے کلمہ شہادت پڑھتے رہے اور اللہ کا ذکر کرتے رہے پھر اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کیں اور اپنا ہاتھ سیدھا کیا اور آپؒ کی روح دنیا سے جدا ہوگئی۔ (۲۰۱)۔

---

(۲۰۱) "سیر اعلام النبلاء" (۲۷۶/۱۴).

حصہ نہم
علماء اسلام

حضرت امام عبداللہ بن عونؒ

حضرت امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ عراق میں ابن عونؒ سے زیادہ سنت کا بڑا کوئی عالم نہیں تھا۔

حضرت خارجہ بن مصعبؒ فرماتے ہیں: کہ میں حضرت ابن عونؒ کی خدمت میں چوبیس سال رہا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ فرشتوں نے ان کی کوئی خطا لکھی ہو۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: جب امام ابن عونؒ اور امام ثوریؒ فوت ہوگئے تو اب لوگ برابر ہوگئے ہیں۔ (کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں رہی)۔

آپؒ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے، حضرت بکار بن محمد فرماتے ہیں: کہ ابن عونؒ تمنا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کریں لیکن آپؒ نے حضور ﷺ کی زیارت نہ کی، مگر موت سے کچھ وقت پہلے جس سے آپؒ کو بہت خوشی حاصل ہوئی، اسی خوشی میں وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف اتر رہے تھے کہ پاؤں میں چوٹ آئی اسی کے علاج معالجہ میں ہی وفات ہوگئی۔

حضرت بکار بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ ہر رات قرآن کریم کا ساتواں حصہ تلاوت کرتے تھے اگر وہ اس کو رات کو نہ پڑھ سکتے تو دن کو پورا کرتے تھے۔

حضرت بکار بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عونؒ گر پڑے اور ان کے پاؤں کو چوٹ لگ گئی۔ جس سے بیمار ہوئے اور فوت ہوگئے۔ میں ان کی وفات کے وقت حاضر ہوا، جب ان کی روح قبض ہو رہی تھی تو ان کا رخ

قبلہ کی طرف تھا اور یہ اللہ کو یاد کر رہے تھے' حتیٰ کہ غرغرہ کی کیفیت ظاہر ہوگئی۔ میری پھوپھی نے فرمایا: ان کے پاس سورۃ یٰس کی تلاوت کرو چنانچہ میں نے اس کی تلاوت کی اور سحری کے وقت آپؒ فوت ہوگئے۔ ہمیں قدرت نہ ہوئی کہ ہم ان پر جنازہ کی نماز پڑھیں۔ حتیٰ کہ ہم نے ان کی میت کو محراب میں رکھ دیا اور ہم پر غالب آ کر لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ (۲۰۲)۔

---

(۲۰۲) "سیر أعلام النبلاء" (۳۶۴/٦، ۳۷۵).

شیخ اہل شامؒ

حضرت خالد بن معدان

حضرت عبدہ بنت خالدؒ فرماتی ہیں: حضرت خالد اپنے بستر پر بہت کم ہی آرام کرتے تھے۔ ان کا شوق جناب رسول اکرم ﷺ اور ان کے مہاجر و انصار صحابہ کا ذکر کرنا ہوتا تھا' پھر فرماتے تھے: یہی میری اصل اور فصل ہیں۔ انہی کے ساتھ میرے دل کو محبت ہے' عرصہ دراز سے میں انہیں کا شوق کرتا ہوں پس اے رب! میری روح کو اپنی طرف جلدی سے قبض کر لے۔ حتیٰ کہ ان کو نیند آ جاتی اور وہ اسی جملہ میں کسی جگہ پر ہوتے۔

حضرت یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن معدانؒ جب فوت ہوئے تو روزہ کی حالت میں تھے۔ (۲۰۳)۔

آپؒ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے' ان کا یہ عمل قرآن کی تلاوت کے علاوہ ہوتا تھا۔ جب ان کو وفات کے بعد غسل کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو ان کی انگلی تسبیح کے لئے حرکت کر رہی تھی۔ (۲۰۴)۔

---

(۲۰۳) "سیر اعلام النبلاء" (۵۴۱.۵۳۶/۴).

(۲۰۴) "سیر اعلام النبلاء" (۵۴۰/۴)' وحلیة الاولیاء" (۲۱۰/۵)' و عند ابن عساکر (۲۶۰/۵).

شیخ الاسلام
حضرت حماد بن سلمہؒ

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت حماد بن سلمہؒ سے کہا جاتا کہ آپؒ کل فوت ہو جائیں گے تو بھی وہ اپنے نیک اعمال میں کچھ اضافہ نہ کر سکتے تھے۔

اسی کی وجہ امام ذہبیؒ نے بیان فرمائی ہے کہ ان کے تمام اوقات عبادت میں مصروف تھے۔

حضرت یونس بن محمد المؤدب فرماتے ہیں کہ حضرت حماد مسجد میں نماز کی حالت میں فوت ہوئے۔(۲۰۵)۔

---

(۲۰۵) "سیر اعلام النبلاءِ" (۷/۴۴۴،۴۵۶).

حضرت عبداللہ بن ادریس الاودیؒ

ان کو خلیفہ ہارون الرشید نے قاضی بنانا چاہا لیکن پرہیز گاری کی وجہ سے انہوں نے اس کو قبول نہ فرمایا۔

حضرت حصین بن عمرو العنقریؒ فرماتے ہیں جب حضرت ابن ادریسؒ کو موت طاری ہونے لگی تو ان کی صاحبزادی رو پڑی۔ فرمایا: مت رو میں نے اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا ہے۔(۲۰۶)۔

---

(۲۰۶) "تاریخ بغداد" (۹/۴۲۱)، و "صفة الصفوة" (۳/۱۷۰)، و "الثبات عندالممات" ص(۱۵۵).

حضرت امام قدوۃ

حضرت ابوبکر محمد بن احمد

ابن النابلسیؒ

حضرت ابوذر الحافظؒ فرماتے ہیں: فاطمیوں (اسماعیلی شیعوں) نے ان کو جیل میں ڈالا تھا اور سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کو سولی پر چڑھایا تھا۔ میں نے امام دارقطنیؒ سے سنا کہ ان کا ذکر کیا اور رو کر فرمایا: جب ان کی کھال اتاری جارہی تھی تو وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

کان ذلک فی الکتاب مسطورا.

یہ بھی میرے لئے تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔

حضرت ابوالفرج بن الفرج فرماتے ہیں: مصر کے گورنر ابوتمیم کے افسر جوہر نے حضرت ابوبکر نابلسیؒ کو کھڑا کیا اور ان سے پوچھا مجھے تمہارے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے کہا ہے کہ اگر کسی کے پاس دس تیر ہوں تو واجب ہے کہ ایک تیر رومیوں پر چلایا جائے اور نو ہم پر، تو آپؒ نے فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا ہے کہ اگر اس کے پاس دس تیر ہوں تو لازم ہے کہ نو تیر بھی تم پر چلائے جائیں اور دسواں بھی تم پر چلایا جائے کیونکہ تم نے ملت کو بگاڑ دیا ہے۔ صالحین کو قتل کردیا ہے اور انوار الوہیت کے دعویدار بن گئے ہو تو اس نے تلوار لہرائی اور آپ کو اس کی ضرب لگائی پھر ایک یہودی کو حکم دیا کہ ان کی کھال کھینچ دو۔

حضرت معمر بن احمد بن زیاد صوفیؒ فرماتے ہیں مجھے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؒ کا چمڑا ان کے سر کی طرف سے اتارا گیا حتیٰ

کہ منہ تک اتر گیا۔ یہ اس وقت بھی خدا کو یاد کر رہے تھے اور صبر کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ سینہ تک سے اتار دیا' پھر اس کھال کھینچنے والے کو ترس آیا تو اس نے ان کے دل کی جگہ ایک چھرا گھونپا تو آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔

آپؒ حدیث اور فقہ میں بڑے معتمد تھے۔ سارا سال روزہ رکھتے تھے۔ عوام اور خواص سب کے نزدیک ان کا بڑا مقام تھا'... جب ان کی کھال کھینچی گئی تو ان کے بدن سے قرآن کی آواز آ رہی تھی۔ (۲۰۷)۔

---

(۲۰۷) "سیر اعلام النبلاء" (۱۶/۱۴۸.۱۴۹).

حضرت امام عبداللہ بن وہبؒ

حضرت خالد بن خداشؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن وہب کے سامنے ان کی اپنی کتاب اهوال القیامة پڑھی گئی تو غش کھا کر گر پڑے اور ایک کلمہ بھی نہ بول سکے اور کچھ دنوں بعد وفات ہوگئی۔(۲۰۸)۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ ابن وہب علم کا برتن اور عمل کا خزانہ تھے۔(۲۰۹)۔

علامہ ذہبیؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت امام مالکؒ ان کی طرف جب کچھ لکھتے تو یوں لکھتے عبداللہ بن وہب مفتی اہل مصرؒ جبکہ ایسا اور کسی کے ساتھ نہیں لکھتے تھے۔(۲۱۰)۔

حضرت سحنون فقیہؒ فرماتے ہیں: حضرت ابن وہبؒ نے سال کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ایک تہائی مسلمان فوجوں کی چوکیوں پر حفاظت کے لئے اور مصر میں لوگوں کو دین کی تعلیم کے لئے بھی ایک تہائی اور حج کے لئے بھی سال کی ایک تہائی مقرر کی تھی۔(۲۱۱)' آپ نے چھتیس حج کئے تھے۔

---

(۲۰۸) "سیر اعلام النبلاء"(۲۲۶/۹)و"الانتقاء"لابن عبدالبر ص(۴۹).
(۲۰۹) "سیر اعلام النبلاء"(۲۲۴/۹).
(۲۱۰) "سیر اعلام النبلاء"(۲۲۷/۹).
(۲۱۱) "سیر اعلام النبلاء"(۲۲۶/۹).

شیخ المشرق شیخ الاسلام
محمد بن اسلم طوسیؒ

آپؒ کے خادم حضرت ابو عبداللہ محمد بن قاسم فرماتے ہیں: میں آپؒ کی وفات سے چار دن پہلے آپؒ کی خدمت میں گیا تو آپؒ نے فرمایا: ادھر آؤ۔ میں تمہیں خوشخبری سناؤں۔ اللہ نے تیرے بھائی کے ساتھ کیا اچھا معاملہ فرمایا ہے۔ مجھ پر موت آنے والی ہے۔ اللہ کا مجھ پر احسان یہ ہے کہ میرے پاس کوئی درہم ایسا نہیں رہا۔ جس کا مجھ سے حساب لیا جائے۔ دروازہ بند کردو اور میرے مرنے تک کسی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ دو جان لو میں دنیا سے جارہا ہوں۔ سوائے اپنی کملی اور اون کے ٹاٹ کے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑ کے جارہا اور وہ برتن بھی جس سے میں وضو کرتا ہوں اور یہ اپنی کتابیں بھی آپؒ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں تقریباً تیس درہم موجود تھے۔ فرمایا: یہ میرے بیٹے کی ہے۔ جس کو اس کے عزیز رشتہ دار نے ہدیہ کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس نے میرے لئے بھی کچھ حلال کیا ہے لیکن حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: **أنت ومالك لأبيك.** (۲۱۲)۔ پس مجھے ان پیسوں میں سے کفن دے دینا اور میرے جنازہ پر یہ ٹاٹ بچھا دینا اور اس پر میری یہ چادر ڈال کر ڈھانپ دینا اور میرے وضو کے برتن کو صدقہ کر دینا اور یہ کسی ایسے مسکین کو دینا جس سے وہ وضو کرتا رہے' پھر آپؒ چوتھے دن فوت ہو گئے۔ (۲۱۳)۔

---

(۲۱۲) اخرجه احمد و ابن ماجة' وفي "الزوائد" اسناده صحيح.

(۲۱۳) "حلية الاولياء" (۲۴۱/۹)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۶۲. ۱۶۳).

شیخ الحنابلہ
حضرت ابوالوفاء ابن عقیلؒ

انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الفنون'' ہے' جو کئی سو جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام ذہبی جیسے وسیع المطالعہ امام فرماتے ہیں: کہ دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔

بعضوں نے کہا ہے کہ امام ابن جوزیؒ کی کتابیں ابن عقیل کی اسی کتاب الفنون کا چربہ ہیں۔

بہر حال امام ابن جوزیؒ کے سامنے الفنون ضرور رہی ہے لیکن وہ خود بھی ماہر عالم اور مصنف تھے۔ بہت سی کتابیں ان کی ایسی ہیں جو بالکل ان کی خانہ زاد ہیں اور ہر بعد والا مصنف کچھ نہ کچھ تو پچھلوں سے لیتا ہی ہے۔

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: جب امام ابن عقیلؒ کی وفات کا وقت آیا تو آپؒ کے اہل خانہ رونے لگے۔ آپؒ نے ان سے فرمایا: میں پچاس سال سے اس کی انتظار کر رہا تھا مجھے چھوڑ دو' تاکہ میں اس کے سامنے جانے کیلئے اپنے آپ کو سنوار لوں۔ (۲۱۴)۔

---

(۲۱۴) "المنهج الأحمد فی تراجم اصحاب الإمام احمد" (۲/۲۲۹)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۷۸).

حضرت ابوالعباس بن رطبیؒ

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: ان کے متعلق ہمارے دوست ابن شبانہ جو کہ ان کے شاگرد بھی تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ ایسا اور ایسا کرو اور اس طرح سے وصیت کر رہے تھے جیسے کوئی موت سے دکھ اور غم نہیں اٹھاتا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو رہے ہیں۔(۲۱۵)۔

(۲۱۵) "الثبات عندالممات" ص: (۱۷۹).

حضرت امام حافظ ابن الجوزیؒ

آپؒ نے مختلف علوم تفسیر، فقہ، حدیث، وعظ، تاریخ، اسماء الرجال پر سینکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جب آپؒ وعظ کہتے تھے تو لوگوں کو آپؒ کے وعظ سے بڑا نفع پہنچتا تھا۔ آپؒ کی ایک ایک مجلس میں سوسو یا اس سے بھی زائد لوگ توبہ کرتے تھے۔

ایک دن یا دو دن سال میں جامع مسجد منصور میں بیٹھتے تھے تو جگہ تنگ پڑ جاتی تھی اور ایک لاکھ آدمی وعظ سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے اور آپؒ کی مجلس میں حاضرین کی سب سے کم تعداد دس ہزار کو پہنچتی تھی۔

آپؒ کی مجالس وعظ کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور نہ اس طرح کے وعظ سنے گئے جن سے بڑا نفع پہنچتا تھا۔ غافل اس سے نصیحت حاصل کرتے تھے۔ جاہل سیکھتے تھے، گنہگار توبہ کرتے تھے اور کافر اسلام لے آتے تھے۔ انہوں نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے وعظ کہا تو اسی مجلس میں آپؒ کے ہاتھ پر دو سو آدمیوں نے توبہ کر لی۔

آپؒ نے اپنی کتاب "القصاص والمذکرین،، کے آخر میں لکھا ہے کہ میرے ہاتھ پر ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔

کم کان لی من مجلس لو شبهت
حالاته لتشبهت بالجنة

ترجمہ: مجھے کتنی ایسی مجلسیں حاصل ہوئی ہیں، اگر ان کے حالات کو تشبیہ دی جائے تو جنت کے مشابہ ہو جائیں گی۔

سبط ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ منبر سے اترے اور پانچ دن بیمار

ہوئے اور مغرب اور عشاء کی درمیانی شب جمعہ میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان کی موت سے قبل ان سے سنا تھا کہ میں ان موروں کا کیا کروں گا؟اس جملہ کو وہ بار بار دہراتے رہے۔تم میرے لئے یہ مور(کیوں)لائے ہو؟اسی رات محدث احمد بن سلمان حربی نے آپؒ کو یاقوت کے منبر پر دیکھا،جو جواہر سے مرصع تھا۔فرشتے ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور حق تعالی بھی موجود ہو کر سن رہے تھے۔

علامہ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر شعر لکھ دیئے جائیں۔

يا كثير العفو عمن　　كثر الذنب لديه
جاءك المذنب يرجو　　الصفح عن جرم يديه
أنا ضيف وجزاء الـ　　ـضيف احسان اليه

(۲۱۶).

ترجمہ:۱۔ اے بہت بخشنے والے اس شخص کو جس نے اپنے تئیں بہت گناہ کیے ہوں۔

۲۔ آپ کے پاس گنہگار آیا ہے اور اپنے کیے ہوئے جرموں سے درگذر کی امید رکھتا ہے۔

۳۔ میں مہمان ہوں اور مہمان کی جزاء اس کے ساتھ احسان کرنا ہے۔

(فائدہ) الحمدللہ ناچیز مؤلف نے حضرت ابن الجوزیؒ کی بہت سی کتب کا ترجمہ کیا ہے اللہ تعالی قبول فرمائے۔

---

(۲۱۶) "سير اعلام النبلاء" (۲۱/۳۶۵. ۳۸۴) ترجمة ابن الجوزي.

حضرت امام حافظ عماد المقدسیؒ

آپؒ حافظ عبدالغنی مقدسیؒ کے بھائی تھے۔

حافظ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں: میں نے تقی احمد بن محمد بن حافظؒ سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نے شیخ عمادؒ کو خواب میں ایک گھوڑے پر سوار دیکھا اور پوچھا: اے میرے سردار شیخ! آپؒ کہاں جارہے ہیں؟ فرمایا: جبار عزوجل کی زیارت کرنے۔

ضیاءؒ فرماتے ہیں: کہ حافظ عمادؒ ۶۱۴ھ میں فوت ہوئے۔ آپؒ نے مغرب کی نماز جامع مسجد میں پڑھی، جبکہ آپؒ روزہ دار تھے، پھر اپنے گھر چلے گئے اور ہلکی سی چیز سے افطار کیا، جب ان کا جنازہ نکلا تو اتنا مخلوق جمع ہوئی کہ جامع مسجد میں میں نے اتنا مخلوق نہیں دیکھی کثرت خلقت کی وجہ سے جمعہ کا دن ہی لگتا تھا، شہر کا حاکم آپؒ سے مخلوق کو ہٹاتا تھا لیکن لوگوں نے اتنارش کیا کہ قریب تھا کہ بعض لوگ ہلاک ہوجاتے میں نے آپؒ کے جنازہ سے زیادہ کسی کے جنازہ میں لوگوں کا انبوہِ کثیر نہیں دیکھا۔

ان کے متعلق منقول ہے کہ جب ان پر موت آئی تو انہوں نے یہ کہنا شروع کردیا۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ.

ترجمہ: اے حی اے قیوم! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتا ہوں۔

اور ساتھ ہی قبلہ رخ ہوگئے اور کلمہ شہادت پڑھا۔ (۲۱۷)۔ آپؒ کی

---

(۲۱۷) "سیر اعلام النبلاء" (۵۴/۲۲).

زوجہ محترمہ نے بیان کیا کہ آپؒ اپنی موت سے پہلے کثرت سے کہا کرتے تھے، معاملہ قریب ہو گیا ہے۔ صرف تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے۔

فرماتے ہیں: کہ میں نے حافظ عماد مقدسیؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپؒ پر ایک سبز پوشاک ہے اور سبز پگڑی ہے اور وہ ایک وسیع جگہ پر موجود ہیں۔ جیسا کہ وہ کوئی باغ ہو اور وہ ایک بلند سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں، میں نے پوچھا: اے عماد الدین! آپؒ کیسے ہیں؟ خدا کی قسم! میں تمہارے متعلق فکر مند ہوں تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور حسب عادت مسکرا کر کہا:

رأيت إلٰهي حين انزلت حفرتي
وفارقت أصحابي وأهلي وجيرتي
فقال جزيت الخير عني فانني
رضيت فها عفوي لديك ورحمتي
رأيت زمانا تامل الفوز والرضا
فوقيت نيراني والقيت جنتي

ترجمہ: ۱۔ اے الٰہی تو نے میری حالت دیکھی ہے، جب مجھے قبر میں اتارا گیا، میں نے اپنے دوستوں کو اور اپنے گھر والوں کو اور پڑوسیوں کو چھوڑ دیا ہے۔

۲۔ اللہ تعالی نے فرمایا: تجھے میری طرف سے بہتر جزا دی جائے گی، کیونکہ میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں۔ یہ لو میرا درگذر کرنا اور میری رحمت۔

۳۔ تو نے ایک مدت دراز تک کامیابی اور اللہ کی رضا میں فکر کیا تو میری آگ سے بچا دیا گیا اور میری جنت میں داخل کر دیا گیا۔

یہ خواب دیکھنے والے شخص کہتے ہیں کہ یہ شعر سن کر میں مرعوب ہو کر بیدار ہو گیا اور یہ اشعار میں نے لکھ لئے۔

اس خواب کو ضیاءؒ نے امام ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ سے نقل کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام عبید اللہ بن محمد بن علی الرعینی الحجری الاندلسیؒ

پرہیزگاری، نیکی میں اور حدیث کی روایت میں ثقاہت کے اعلی درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔

ایک زمانہ سے آپ یہ بتلاتے آ رہے تھے کہ میں محرم میں فوت ہو جاؤں گا، کیونکہ انہوں نے ایک خواب دیکھ رکھا تھا۔ اس لئے وہ ہر سال موت کی تیاری کرتے تھے لیکن ۵۹۱ھ کے محرم میں فوت ہوئے۔

ابن فرتونؒ فرماتے ہیں: حضرت ابو محمد عبید اللہ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ ہمارے شیخ محمد بن حسن بن غازان کی چچازاد بیٹی سے روایت کرتے ہیں یہ ایک صالحہ خاتون تھیں ان کو ایک مدت تک استحاضہ کی بیماری رہی۔ کہتی ہیں کہ مجھے ابن عبد اللہ کی موت کی اطلاع پہنچی تو مجھ پر یہ بہت شاق گذرا کہ میں ان کے جنازہ کو دیکھنے کے لئے جاؤں تو میں نے یہ دعا کی:

اللّٰھمّ ان کان ولیا من اولیائک فأمسک الدم حتی اصل علیه.

ترجمہ: اے اللہ! اگر یہ تیرے اولیاء میں سے ایک ولی تھے تو مجھ سے خون کی بیماری کو روک دے، تاکہ میں ان کے لئے دعائے مغفرت کر سکوں۔

تو اسی وقت خون بند ہو گیا پھر کبھی نہیں آیا۔ (۲۱۸)۔

---

(۲۱۸) "سیر اعلام النبلاء" (۲۱/۲۵۱. ۲۵۴).

جنیدِ عصر
حضرت عمادالدین ابن شیخ الحزامینؒ

ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے سب اوقات اوراد، عبادات، تصنیف، مطالعہ، ذکر اور فکر سے معمور تھے۔ مراقبہ، محبت اور اللہ کے ساتھ انس میں توجہ کے ساتھ مصروف تھے۔ مشغولات سے منقطع، وادیٔ فنا باللہ اور بقا باللہ کی طرف جانے میں راغب تھے۔ اذواق وتجلیات اور انوار قبیلہ سے وافر حصہ پایا تھا، لوگوں سے کنارہ کش تھے، کسی کے پاس نہ بیٹھتے تھے مگر اس کے ساتھ بیٹھتے تھے جس کے ساتھ بیٹھنے سے ان کو دینی فائدہ حاصل ہوتا تھا، اسی حالت پر ان کی زندگی گزری، یہاں تک کہ ہفتہ کے دن آخری وقت میں سولہ ربیع الآخر کو ۷۱۱ھ میں وفات پائی۔ (۲۱۹)۔

---

(۳۱۹) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۲/۳۶۰).

مصنف تاریخ اور معجم
حافظ برزالیؒ

حافظ ابن ناصر دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ۷۳۸ھ میں ذوالحج کی تین تاریخ کو حالت احرام میں مقام خلیص میں فوت ہوئے۔

ہمارے بعض مشائخ نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ جب یہ حدیث پڑھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث سے گزرتے، جس میں آدمی کا قصہ مذکور ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا اور اس کو اونٹ نے گرا کر ان کا منکہ توڑ دیا تھا، جبکہ وہ شخص حالت احرام میں تھا اور اسی حالت میں فوت ہوا تھا۔ اس حدیث میں آگے یہ بھی ہے کہ یہ شخص قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے قبر سے اٹھایا جائے گا۔ جب آپ یہ حدیث پڑھتے تھے تو روتے تھے، دل پر بڑی رقت طاری ہوتی تھی چنانچہ یہ بھی حالتِ احرام میں مقام خلیص میں فوت ہوئے۔ (۲۲۰)۔

---

(۲۲۰) "الرد الوافر" لابن ناصر الدين الدمشقي ص(۲۱۷).

حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن فرحون الیعمری رحؒ

آپ اکابر ائمہ اعلام میں سے تھے۔ فقہ، تفسیر، فقہ الحدیث اور علمِ عربیت کے ماہر تھے۔ رات دن کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ عام طور پر رات کی آخری تہائی نماز اور تلاوت کیلئے نوجوانی کے زمانہ سے لے کر مرض الموت تک جاگتے رہے، تمام نمازوں کی صفِ اول میں مسجد نبویؐ میں ساٹھ سال تک پابندی کرتے رہے۔ حرمِ نبویؐ کا جب دروازہ کھلتا تھا تو یہ دروازے پر موجود ہوتے تھے۔ آپ نے پچپن حج کئے تھے، جب آپ نے آخری حج کیا تو فرمایا: یہ میرا الوداعی حج ہے۔ جب بیماری لاحق ہوئی تو حکم دیا کہ فلاں جگہ میری قبر کھودو اور وصیت کی کہ میری قبر کے پاس غلاموں کو آزاد کیا جائے اور فقراء پر بہت بڑی خیرات اور صدقہ کیا جائے اور اپنے مال سے وصیت کا مال، چندہ، صدقات اور اوقاف کے لئے تعاون کے طور پر تیس ہزار درہم خرچ کئے۔ آپ نے تنور کا ایک گودام فقراء کے لئے وقف کیا کہ روزانہ اس کا غلہ فقراء پر خرچ کیا جائے اور اپنی زندگی میں کئی غلام اور لونڈیاں آزاد کیں۔ آپ کا ایک خادم تھا جو آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی خدمت کرتا تھا۔ آپ کا نفس اللہ عزوجل کی ملاقات کیلئے مطمئن تھا۔ جس چیز کا استحضار ضروری تھا وہ ان کے لئے مستحضر رہتی تھی۔

جب ان پر موت کی حالت طاری ہوئی تو میں نے ان کو کلمہ شہادت یاد دلایا تو فرمایا: میں غافل نہیں ہوں۔ آپ کی وفات ۶۹ے۷ھ میں ہوئی۔ (۲۲۱)۔

---

(۲۲۱) "الدیباج المذھب" (۱/۴۵۴، ۴۵۹).

حضرت شیخ ابو علی سند بن عنان الازدیؒ

یہ شیخ ابوبکر طرطوشیؒ اور محدث ابو طاہر سلفیؒ کے شاگرد تھے۔ شیخ تقی الدین ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں۔ آپ فاضل شخص تھے۔ زاہد علماء اور اکابر بزرگوں میں سے تھے، فقیہ فاضل تھے۔ علامہ طرطوشیؒ کے بعد تدریس کیلئے بیٹھے اور ایک بہترین کتاب مدونہ کبریٰ کی شرح میں تیس جلدوں میں لکھی اور اس کا نام ''الطراز،، رکھا۔

حضرت تمیم بن معین البادسیؒ فرماتے ہیں (یہ بھی فقہاء میں سے تھے) کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے جہنم سے برأت کا پروانہ لکھ دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فقیہ سند کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں لکھ دیں گے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا وہ کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان سے ایسی ایسی نشانی بیان کرنا، پھر میں بیدار ہوا تو فقیہ سند کے پاس چلا گیا اور ان سے عرض کیا: میرے لئے جہنم سے برأت کا پروانہ لکھ دیں، وہ رو پڑے اور فرمایا: مجھے جہنم سے برأت کا پروانہ کون لکھ کر دے گا، پھر میں نے نشانی ذکر کی تو انہوں نے مجھے رقعہ لکھ کر دیدیا، جب حضرت تمیم بن معینؒ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ یہ رقعہ بھی ان کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔

فقیہ ابوالقاسم بن مخلوق بن عبداللہ بن جارہؒ فرماتے ہیں: کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی، جس پر مجھے اعتماد ہے کہ انہوں نے فقیہ ابو علی سند بن عنانؒ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا

معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا:

عرضت على ربى فقال لى أهلا بالنفس الطاهرة الزكية العالمة. (۲۲۲).

ترجمہ: مجھے اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیا گیا تو اللہ تعالی نے مجھے فرمایا: طاہر، پاکباز عالم نفس کے لئے خوش آمدید!

(۲۲۲) "الديباج المذهب" (۱/۳۹۹، ۴۰۰).

حضرت شیخ محمد بن ابراہیم الدیباجی المنفلوطیؒ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
عبادت میں ان کا بڑا مقام تھا۔ اپنے والد سے فقہ سیکھی تھی، منطق، فقہ، تصوف میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ بہت تواضع کرتے تھے، انصاف پسند تھے، دین اور دنیا کی معرفت بھی حاصل تھی۔

قاضی صفدیؒ نے طبقات الشافعیہ میں نقل کیا ہے موت کے وقت کو ان کی ایک ایسی حالت پیش ہوئی جو ان کی نجات پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ تھی کہ موت کے وقت فرمایا: میرے یہ کپڑے اتار لو، میرے لئے جنت کے کپڑے آگئے۔(۲۲۳)۔

(۲۲۳) "الدرر الکامنة" (۳۹۵/۳).

حضرت ابن العطار یحییٰ بن احمد التنوخی القاہری الشافعیؒ

آپؒ فاضل ادیب، متفنن ذکی، وافر عقل کے مالک تھے۔ لطیف نورانی شکل اور حشمت سکون، ہمت اور عظمت رکھتے تھے، علامہ بقاعیؒ فرماتے ہیں: آپؒ اچھی حالت پر فوت ہوئے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ زور زور سے اللہ کا ذکر کرتے رہے، جب زور سے اللہ کا ذکر کرنے سے عاجز آئے تو آہستہ سے ذکر کرنے لگے، حتیٰ کہ جب ان کی روح نکلی تو ان کے چہرہ پر تبسم تھا اور بتا رہے تھے کہ میں سبزہ اور یاسمین دیکھ رہا ہوں۔ جب فوت ہوئے تو اپنے جیسا تمام خصائل میں سے کسی خصلت میں بھی نہ چھوڑا۔

آپؒ کی وفات ۸۵۳ھ میں ہوئی۔ (۲۲۴)۔

---

(۲۲۴) "الضوء اللامع لأهل القرن التاسع" (۱۰/۲۱۷، ۲۱۸).

حضرت عبداللہ بن دارسؒ

حضرت عبداللہ بن ناصرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن دارسؒ بیمار ہوئے۔ ہم ان کی عیادت کیلئے گئے۔ ہم نے ان کے پاس حضرت یحیٰ بن عمر، حضرت ہمدیس القطانؒ، حضرت جبلہؒ اور حضرت سحنونؒ کے اکابر شاگردوں کو دیکھا یہ سب آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن دارسؒ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کر رکھا تھا اور آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ سے حضرت یحیٰ بن عمرؒ نے فرمایا: اللہ آپ کی حالت بہتر کرے۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: خدا کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں روتا، بلکہ یہ پیالہ تو ہر ایک نے پینا ہی ہے اور میں نے اللہ عزوجل کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے۔ میں کریم ورحیم کے سامنے پیش ہوں گا۔ میں صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ تم میرے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرو گے۔ رات کو عبادت کرو گے۔ دن کو روزے رکھو گے۔ تہجد پڑھو گے۔ دنیا سے کنارہ کشی کرو گے، لیکن میرا عمل منقطع ہو چکا ہوگا۔ پھر ان سے فرمایا: مجھے آپ سب سے ایک کام ہے۔ یہ اون کا جبہ اور چادر ہے میں نے ان میں رات اور دن کو آٹھ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا ہے۔ مجھے ان میں کفن دے دینا اور ان چٹائیوں پر میں رات کی سیاہی میں سجدہ کیا کرتا تھا۔ یہ میری لحد میں رکھ دینا اور یہ تھوڑے سے جو ہیں ان کو صدقہ کر دینا اور یہ ایک مشکیزہ ہے، اس کو اپنے پاس رکھ لینا۔ خدا کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چیز نہیں، جس کا اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب کرے۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی معیت میں حوض پر آنحضرت ﷺ

اور صحابہؓ کے ساتھ اجتماع ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۲۵)۔

---

(۲۲۵) "ریاض النفوس" للمالکی (۱/ ۴۸۰).

حضرت محمد نیشاپوریؒ

تاج الدین سبکیؒ نے امام حاکمؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت محمد نیشاپوریؒ کی نوے سال کی عمر میں بیٹی پیدا ہوئی اور جب فوت ہوئے تو آپؒ کی اہلیہ امید سے تھیں۔ جب ان کی زوجہ نے ان کی وفات کے وقت کہا: میری زچگی کا وقت قریب ہے۔ آپ نے فرمایا: اس بچے کو اللہ کے سپرد کر دینا، میری برات آسمان سے اتر چکی ہے، پھر کلمہ شہادت پڑھا اور اسی وقت فوت ہو گئے۔

آپؒ کی وفات ۲۸ ذوالقعدہ ۶ے۳۷ھ میں ہوئی۔(۲۲۶)۔

(۲۲۶) "طبقات الشافعیة" (۳/۷۰).

والدامام الحرمین
شیخ ابومحمد احمد الجوینیؒ

مؤرخ ابن خلکان ابو صالح المؤذن سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو محمد الجوینیؒ سترہ دن بیمار رہے، پھر مجھے وصیت کی کہ میں ان کو غسل دوں اور قبر میں دفن کردوں، چنانچہ جب آپ فوت ہوئے تو میں ان کو کفن پہنانے لگا تو ان کا دایاں ہاتھ بغل تک بغیر کسی بیماری کے چمک دار اور روشن دیکھا، ایسے چمک رہا تھا جیسے چاند چمکتا ہے۔ میں نے حیران ہو کر دل میں کہا: یہ ان کے فتاویٰ کی برکات ہیں۔ آپ نیشاپور میں ذوالقعدہ ۴۳۸ھ میں فوت ہوئے۔(۲۲۷)۔

(۲۲۷) "وفیات الاعیان" (۳/۴۷).

حضرت ابو حفص عمر بن عبداللہ
المعروف بہ ابن الامام الصدفی رحمۃ اللہ علیہ

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو پانی مانگا، جب پانی پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا۔ہم نے عرض کیا: کیا آپ نے فرشتوں کو دیکھا ہے؟ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: ہاں! یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح نکل گئی۔

بعض نے یوں نقل کیا ہے جب حضرت ابو حفص کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: مجھے بشارت دی گئی ہے، میں نے کہا: کس چیز کی؟ فرمایا: تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ. (التوبہ: ۲۱).(۲۲۸).

ترجمہ: ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے، اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان میں دائمی نعمت ہوگی۔

---

(۲۲۸) "ترتیب المدارک" (۶/ ۵۱).

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد الضبی
المعروف بابن البرذونؒ
اور
حضرت ابوبکر بن ہذیلؒ

یہ شیخ ابواسحاق اہلسنت کے مشائخ میں سے تھے۔ مالکی مذہب ہونے کی وجہ سے امام مالک کے مذہب کا خوب دفاع کرتے تھے۔ قیروان جیسے بڑے شہر میں ان سے بڑا مضبوط مناظر کوئی نہیں تھا۔

اور حضرت ابوبکر ابن ہذیل بھی انہی کے طرز پر چل رہے تھے۔ ان کا معاملہ ابوعبداللہ یا اس کے بھائی ابوالعباس کے سامنے پیش کیا گیا جبکہ یہ دونوں شیعہ تھے۔ ان کو بتایا گیا کہ یہ دونوں شیخ شیعہ حکومت پر اعتراض کرتے ہیں تو حضرت ابن برذونؒ اور حضرت ابن ہذیلؒ کے لئے قید کا حکم صادر ہوا پھر حاکم قیروان نے حسن بن ابوخنزیر کو حضرت ابن ہذیلؒ کو پانچ سو کوڑے مارنے کا اور حضرت ابن برذون کی گردن مارنے کا حکم صادر کیا تو ابن ابوخنزیر نے غلطی سے حضرت ابن برذونؒ کو کوڑے لگائے اور حضرت ابن ہذیلؒ کو شہید کر دیا پھر اگلی صبح اس کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابن برذون کو بھی شہید کر دیا۔

جب حضرت ابن برذون کو شہید کرنے کے لئے ان کے کپڑے اتارے گئے تو ان سے حسن بن ابی خنزیر نے کہا: اپنے مذہب کو چھوڑ دو۔ جواب میں فرمایا: کیا تم مجھے اسلام سے توبہ تائب کرنا چاہتے ہو؟ تو ان کو بھی

شہید کر دیا گیا، پھر ان دونوں حضرات کے بدن رسیوں سے باندھے گئے اور ننگے جسم قیروان میں ان کو خچروں نے گھسیٹا، پھر تین دن تک ان کو سولی پر لٹکائے رکھا پھر اتار کر دفن کر دیئے گئے۔

یہ حادثہ ۲۹۹ھ میں پیش آیا۔(۲۲۹)۔

شیخ دباغ نے ,,معالم الایمان،، میں لکھا ہے کہ دونوں مشائخ کو باب ,,تونس،، سے لیکر باب ,,ابی الربیع،، تک چہروں کے بل گھسیٹا گیا پھر وہاں سولی پر چڑھا دیا گیا۔

دباغ نے مالکی سے ان کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب عبیداللہ ,,رقادہ،، پہنچا اس نے ایک شخص کو قیروان بھیجا کہ وہ ابن برذونؒ اور ابن ہذیل کو گرفتار کر کے لے آئے، جب یہ دونوں حضرات اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے عبیداللہ کو اپنے تخت حکومت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے دائیں طرف شیعہ ابوعبداللہ بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف اس کا بھائی ابوالعباس بیٹھا ہوا تھا۔ جب یہ دونوں اس کے سامنے پہنچے تو ان سے ابو عبداللہ اور ابوالعباس نے کہا: تم گواہی دو کہ یہ (عبیداللہ شیعی) اللہ کا رسول ہے تو ان دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا:

واللہ الذی لا الہ الا ھو لوجاء نا ھذا والشمس عن یمینہ والقمر عن یسارہ یقولان انہ رسول اللہ ماقلنا انہ رسول اللہ.

ترجمہ: اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر یہ شخص آئے جبکہ سورج اس کے دائیں طرف ہو اور چاند اس کی بائیں طرف ہو اور یہ دونوں گواہی دیں کہ یہ (عبیداللہ) اللہ کا رسول ہے تو ہم پھر بھی اس کو رسول نہیں مانیں گے۔

---

(۲۲۹) (معالم الایمان فی معرفة أهل القیروان(۱۷۸/۲).

اس جواب پر عبیداللہ نے ان کو وہ سزا دینے کا حکم دیا جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔(۲۳۰)۔

(۲۳۰) "معالم الإیمان فی معرفة أهل القیروان" (۲/۱۷۸).

حصہ دہم

اولیاء کرام

مرکز سلاسل اولیاء

حضرت امام حسن بصریؒ

حضرت ابن عون سے مروی ہے کہ جب حضرت حسن بصریؒ کی وفات کا وقت ہوا تو آپ نے انا اللہ و انا الیہ راجعون کہا اور اپنی کلائیاں نکال کر ان کو حرکت دی اور فرمایا: صبر واستسلام کی یہی منزلت ہے۔(۲۳۱)۔

حضرت یونس بن عبیدؒ فرماتے ہیں: جب حضرت حسن بصریؒ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا شروع کر دیا تو ان کے صاحبزادہ نے اپنا چہرہ ان کے سامنے کر کے عرض کیا: اے ابا جان! آپؒ نے ہمیں غمگین کر دیا ہے۔ کیا آپؒ نے کچھ دیکھا ہے؟ فرمایا: یہ میرا نفس ہے اس کی مثل مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔(۲۳۲)۔

حضرت کلثوم بن جبر فرماتے ہیں: جب حضرت حسن بصریؒ کے درد میں شدت پیدا ہوئی تو آپ رونے لگے۔ ان سے عرض کیا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا: کمزور سی جان ہے اور معاملہ بڑا بھیانک ہے اور ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔(۲۳۳)۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: موت نے دنیا کو رسوا کر دیا۔ اس نے عقلمند کے لئے دنیا میں کوئی خوشی نہیں چھوڑی۔

---

(۲۳۱) "وصایا العلماء عند الموت" (۷۸.۷۹) و "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۱.۱۲۲).

(۲۳۲) "کتاب المحتضرین" ص (۱۱۷).

(۲۳۳) "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۷).

حضرت ہشام بن حسانؒ فرماتے ہیں: ہم محمد بن سیرینؒ کے پاس جمعرات کو شام کے وقت موجود تھے ہمارے پاس عصر کے بعد ایک آدمی آیا۔ اس نے اطلاع کی کہ حضرت حسن بصریؒ فوت ہو چکے ہیں تو حضرت ابن سیرینؒ نے ان کے لئے رحمت کے کلمات کہے اور ان کا رنگ اڑ گیا اور بات چیت کرنے سے رک گئے پھر غروب آفتاب تک کوئی بات نہیں کی اور حاضرین نے بھی جو ان کی کیفیت دیکھی تھی اس کی وجہ سے خاموش رہے۔

حضرت حسن بصریؒ کی وفات کے بعد حضرت امام محمد بن سیرینؒ بھی زندہ نہ رہے سوائے چند دنوں کے۔

مروی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کو غشی طاری ہوئی، پھر کچھ دیر افاقہ ہوا تو فرمایا: تم نے مجھے باغات اور چشموں اور شان والے مقام سے بیدار کر دیا ہے۔ (۲۳۴)۔

(۲۳۴) "السیر".

حضرت ربیع بن خثیمؒ

حضرت سریۃ الربیع فرماتی ہیں کہ جب حضرت ربیعؒ کا آخری وقت ہوا تو ان کی صاحبزادی رونے لگیں۔ فرمایا: بیٹی! مت رو بلکہ یوں کہہ خوشخبری ہو آج میرا باپ خیر کو پہنچنے والا ہے۔(۲۳۵)۔

حضرت سعید بن حیان تیمیؒ فرماتے ہیں: میں حضرت ربیع بن خثیمؒ کے پاس حاضر ہوا جبکہ ان کے پاس بکر بن ماعزان کی تیمارداری کر رہے تھے' انہوں نے ان کی داڑھی پر لعاب دیکھا تو منہ چڑھالیا' ان سے حضرت ربیعؒ نے فرمایا: کیا تم کراہت کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ یہ (نفس) دیلم کے لوگوں سے بھی زیادہ اللہ۔ کے سامنے سرکش بن جائے۔(۲۳۶)۔

حضرت عبدالملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ربیع بن خثیم سے عرض کیا گیا کیا ہم آپ کے لئے کوئی طبیب نہ بلادیں: فرمایا دیکھو پھر سوچ کر کہا:

وعادا وثمود واصحاب الرس و قرونا بین ذلک کثیرا. (الفرقان: ۳۸).

ترجمہ: اور ہم نے عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی امتوں کو ہلاک کیا۔

---

(۲۳۵) "حلیۃ الاولیاء' (۲/۱۱۴)' "الکتاب المصنف" لابن ابی شیبۃ (۱۳/۴۰۰)' و "الثبات عند الممات" ص (۱۳۷)' و "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۰)' و "تھذیب الکمال" (۹/۷۶).

(۲۳۶) "طبقات ابن سعد" (۶/۱۹۰)' و "الزھد" لابن المبارک ص (۲۴)' و "حلیۃ الاولیاء" (۲/۱۱۵).

اس کے بعد حضرت ربیع نے ان کی دنیا کی حرص اور اس میں رغبت کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان میں بھی مریض اور اطباء تھے اور نہ کوئی علاج کرنے والا بچا اور نہ کوئی علاج کرانے والا۔ تعریف کرنے والے بھی مر گئے اور تعریف والے بھی مر گئے۔ (۲۳۷)۔

(۲۳۷) "المصنف" لابن ابی شیبة (۱۳/ ۴۰۰)، و"کتاب المحتضرین" ص (۱۲۱)۔

حضرت محمد بن المنکدرؒ

حضرت ابو عبداللہ محمد بن منکدرؒ سچائی کا خزانہ تھے' علمائے ربانیین ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ان کا شمار اکابر قراء میں ہوتا ہے' طویل عمر تک روتے رہے' جب حضور ﷺ کی حدیث پڑھتے تو یہ رونے کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰنؒ بن زید فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان بن سلیم حضرت محمد بن منکدرؒ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپؒ موت کی حالت میں تھے۔ انہوں نے پوچھا: اے ابو عبداللہ! شاید کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؒ پر موت گراں ہو رہی ہے' پھر وہ موت کی آسانی بتاتے رہے' پھر حضرت محمد بن منکدرؒ سے ہٹ گئے' حتیٰ کہ ان کا چہرہ چراغ کی طرح روشن نظر آنے لگا پھر حضرت صفوان سے حضرت محمد بن منکدرؒ نے فرمایا: اگر تو وہ دیکھتا جو میں دیکھ رہا تھا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں' اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ (۲۳۸)۔

---

(۲۳۸) "حلیة الاولیاء" (۳/۱۴۷)' و "کتاب المحتضرین".

حضرت ضیغم بن مالکؒ

عابد وزاہد ربانی بزرگ تھے۔ خوب روتے تھے' اتنا نماز پڑھی کہ کمر جھک گئی۔ ایک تہائی رات آرام کرتے تھے اور دو تہائی رات کی عبادت میں مصروف رہتے تھے' مضر فرماتے ہیں: میں نے حضرت ضیغمؒ سے ان کی بیماری میں پوچھا۔ اے ابو مالک! اللہ تعالی آپ کو اپنی عبادت کے لئے کھڑا کردیں فرمایا: یہ دعا کرو کہ اللہ تعالی تمہیں اپنی رحمت کی لپیٹ میں لے لے۔ پھر انہوں نے آمین کہی۔ خدا کی قسم! اس کے بعد وہ اپنی بیماری سے صحت یاب نہ ہوئے۔ (۲۳۹)۔

(۲۳۹) "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۷).

حضرت صفوان بن سُلیمؒ

حضرت ابن ابی حازم سے منقول ہے کہ جب حضرت صفوان بن سلیمؒ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے دوست احباب بھائی جمع ہو گئے تو یہ بستر پر کروٹیں بدلنے لگے۔ انہوں نے عرض کیا: شاید آپ کی کوئی حاجت ہے کچھ حاضرین نے کہا: ہاں! پھر ان کی صاحبزادی نے فرمایا: ان کو کوئی حاجت نہیں تو ایک شخص نے کہا: ان کو ایک حاجت ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس سے چلے جاؤ تاکہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں' چنانچہ حاضرین اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور یہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی۔ بس اسی وقت گر گئے تو ان کی بیٹی نے چیخ ماری تو حاضرین اندر آئے اور ان کو اٹھایا' جبکہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ (۲۴۰)۔

(۲۴۰) "کتاب المحتضرین" ص (۱۶۹۔ ۱۷۰).

حضرت صفوان بن محرزؒ

حضرت ثابت بنانی ؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت حسن بصریؒ حضرت صفوان بن محرزؒ کی عیادت کے لئے گئے جب کہ وہ بہت بیمار تھے تو انہوں نے فرمایا: جس شخص کی میری طرح کی حالت ہو اس کا دل آخرت سے معمور ہے' آپ کے نزدیک دنیا مکھی سے بھی زیادہ حقیر تھی۔(۲۴۱)۔

---

(۲۴۱) "کتاب المحتضرین" ص (۲۰۵).

الامام القدوۃ

حضرت ثابت البنانیؒ

حضرت بکر مزنیؒ فرماتے ہیں: جو شخص زمانہ بھر سے بڑے عابد کو دیکھنا چاہے تو وہ حضرت ثابت بنانیؒ کی طرف دیکھ لے۔

حضرت مبارک بن فضالہؒ فرماتے ہیں: میں حضرت ثابتؒ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: اے بھائی میں کل رات اس طرح نماز نہیں پڑھ سکا جس طرح میں پڑھا کرتا تھا اور میں اب روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اپنے ساتھیوں کے پاس جا سکتا ہوں کہ ان کے ساتھ اللہ کا ذکر کروں۔ اے اللہ! جب تو نے مجھے اس سے لاچار کر دیا ہے تو مجھے دنیا میں ایک پل کے لئے بھی زندہ نہ چھوڑ۔ (۲۴۲)۔

حضرت محمد بن ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں: میں موت کے وقت اپنے والد کو کلمہ کی تلقین کرنے کے لئے گیا تو آپؒ نے فرمایا: اے بیٹے! مجھے تنہا چھوڑ دو میں اپنے ساتویں ورد میں مصروف ہوں ان کی حالت یہ تھی کہ وہ تلاوت کر رہے تھے اور ان کی روح نکل رہی تھی۔ (۲۴۳)۔

انہوں نے دعا کی تھی: اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ الصَّلٰوۃَ فِیْ قَبْرِہٖ فَاَعْطِنِیْھَا. (اے اللہ اگر تو کسی کو اپنی مخلوق میں سے اس کی قبر میں نماز کی توفیق دے تو مجھے بھی اس کی توفیق دینا)۔ (۲۴۴)۔

---

(۲۴۲) "سیر أعلام النبلاء" (۲۲۰/۵).

(۲۴۳) "صفة الصفوة" (۲۶۳/۳)، و "حلية الأولياء" (۳۲۲/۲)، و "الثبات عند الممات" ص (۱۴۶).

(۲۴۴) "حلية الأولياء" (۳۱۸/۲).

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو قبول فرمایا: جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی مشہور کتاب ”شرح الصدور“ میں لکھا ہے کہ حضرت ثابت بنانیؒ کی قبر کے پاس ایک شخص کی قبر کھودی گئی تو آپ کی قبر کی دیوار گر گئی تو حاضرین نے لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ یہ حضرت ثابت بنانیؒ کی قبر ہے تو جب ان کی قبر کی دیوار کھلی تو آپ کو قبر میں دیکھا گیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت زیاد بن عبداللہ النمیریؒ

آپ نہایت صالح آدمی تھے۔ رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے اور تہجد پڑھتے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: اگر میں اس بات کو اہم نہ سمجھتا تو میں یہ کبھی نہ بتاتا۔ خدا کی قسم! موت کے ذکر نے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ غم مجھے مار نہ ڈالے پس اے اللہ! میں تیرے پاس حاضر ہو رہا ہوں تو مجھے نہ بھولنا' اس کے بعد آپ کی آنکھیں تار ہو گئیں اور فوت ہو گئے۔

حضرت عطاء سُلمی بصریؒ

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہم حضرت عطاء سُلمیؒ کے پاس ایک بیماری میں حاضر ہوئے۔ ان کو بے ہوشی چھا گئی پھر افاقہ ہوا تو ان کے شاگردوں نے اپنے ہاتھ ان کی دعا کے لئے اٹھا دیئے تو آپؒ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

اے ابو عبیدہ! ان کو کہو: میرے لئے کچھ دیر وقفہ کرلیں، اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میری روح میرے حلق کے کوے اور نرخرہ کے درمیان قیامت تک کے لئے گردش کرتی رہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ جہنم کی طرف نہ نکلے، پھر رو پڑے۔ حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں: یہ بات کہہ کر انہوں نے مجھے بھی رُلا دیا۔ خدا کی قسم! موت کے بعد تو مصیبت آئے گی اس میں بڑی گھبراہٹ ہے۔ (۲۴۵)۔

حضرت صلتؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عطاء سُلمی سے موت کے وقت یہ دعا سنی:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ فِي الدُّنْيَا غُرْبَتِيْ وَارْحَمْ عِنْدَالْمَوْتِ صَرْعَتِيْ وَارْحَمْ فِي الْقَبْرِ وَحْدَتِيْ وَارْحَمْ مَقَامِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ يَوْمَ النُّشُوْرِ. (۲۴۶).

ترجمہ: اے اللہ! دنیا میں میری اجنبیت پر رحم فرما اور موت کے وقت میرے ہار جانے پر رحم فرما، قبر میں میری تنہائی پر رحم فرما اور قیامت کے دن اپنے سامنے میرے کھڑے ہونے پر رحم فرما۔

---

(۲۴۵) "حلية الاولياء"(۶/۲۲۴)و"كتاب المحتضرين"ص(۱۵۱. ۱۵۲).
(۲۴۶) "حلية الاولياء"(۶/۲۲۴)و"المحتضرين"ص(۱۷۲).

حضرت ابوالتیاح یزید بن حمید الضُبَعیؒ

حضرت ابوایاس ان کے بارے میں فرماتے ہیں: بصرہ میں میرے نزدیک ان سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اللہ عزوجل کو ایسے اعمال کے ساتھ ملوں جیسے ابوالتیاحؒ نے اعمال کئے ہیں۔(۲۴۷)۔

حضرت جعفر بن سلیمان ضُبعی فرماتے ہیں: ہم حضرت ابوالتیاح ضُبعی کے پاس ان کی اس بیماری میں عیادت کے لئے گئے جس میں وہ فوت ہوئے تھے۔انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! مسلمان آدمی کو آج کے دن یعنی جب وہ کسی کو موت کی حالت میں دیکھتا ہے لوگ جو کچھ اللہ کے معاملہ میں سستی کررہے ہیں اس سستی کو بڑا جرم دیکھے اور یہ کہ وہ ایسے موقع سے اللہ کی عبادت میں خوب محنت شروع کرے اس کے بعد آپ رو پڑے۔(۲۴۸)۔

(۲۴۷)

(۲۴۸) "حلیۃ الاولیاء"(۳/۸۳)و"کتاب المحتضرین"ص(۲۱۴.۲۱۵)

ولی ربانی
حضرت ربعی بن حراش العبسیؒ

حضرت حارث غنوی فرماتے ہیں: حضرت ربعی بن حراشؒ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ ہنستے ہوئے اپنے دانت ظاہر نہیں کریں گے جب تک یہ نہ جان لیں کہ ان کا انجام کیا ہوگا' حضرت حارث فرماتے ہیں: وہ شخص جس نے حضرت کو غسل دیا تھا وہ بتایا ہے کہ آپ اپنے غسل کے تختہ پر مسکراتے رہے اور ہم انہیں غسل دیتے رہے۔ (۲۴۹)۔

یہ ساری زندگی اللہ سے ڈرتے رہے' وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خوف کو خوشی میں تبدیل کر دیا۔ (امداد اللہ انور)

---

(۲۴۹) "سیر اعلام النبلاء" (۳۶۱/۴)

حضرت ربیع بن حراشؒ

حضرت ربعیؒ فرماتے ہیں: ہم چار بھائی تھے، ربیعؒ ہم سے زیادہ نماز پڑھتے تھے اور گرمیوں میں روزے رکھتے تھے، جب وہ فوت ہوئے تو ہم ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص کو ان کا کفن خریدنے کے لئے بھیجا تو حضرت ربیعؒ نے اپنے سر سے کپڑا اہٹایا اور کہا: السلام علیکم! تو حاضرین نے کہا: اے عیسیٰ کے بھائی وعلیکم السلام! کیا موت کے بعد بھی سلام کر رہے ہو؟ فرمایا: ہاں! تمہارے بعد میری اپنے پروردگار سے ملاقات ہوئی ہے اور میں اپنے رب سے اس حالت میں ملا ہوں کہ وہ ناراض نہیں تھا، اس نے مہربانی و رحمت اور گاڑھے ریشم سے میرا استقبال کیا۔ سن لو! حضرت ابو القاسم (محمد ﷺ) میری نماز جنازہ کے انتظار میں ہیں، مجھے جلدی رخصت کر دو، اس کے بعد ان کنکریوں کی طرح بے جان ہو گئے جن کو تھالی میں رکھا جاتا ہے (اور ان کو الٹ پلٹ کیا جاتا ہے)۔

حضرت ابو خلیفہ حجاج بن عتاب العبدیؒ

حضرت عمر بن ابی خلیفہ فرماتے ہیں: جب میرے والد کی موت کا وقت آیا تو آپؒ رو پڑے۔ آپؒ سے پوچھا گیا آپؒ کیوں روتے ہیں: فرمایا: خدا کی قسم! مجھے قیامت کے دن مٹی سے اٹھنے کے وقت چہروں کے خاک آلود ہونے نے رلایا ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ

حضرت ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: کہ لوگ حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب وہ موت کی حالت میں تھے اور یہ کہہ رہے تھے: ایسے ہی دن کیلئے ابویحییٰ (مالک بن دینارؒ) کی رات دن کی (عبادت کی) محنت تھی۔(۲۵۰)۔

حضرت عمارہ بن زاذان سے مروی ہے کہ حضرت مالک بن دینارؒ کی وفات کا جب وقت آیا تو فرمایا: اگر مجھے ناپسند نہ ہوتا کہ میں وہ کام کروں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیا تو میں اپنے گھر والوں کو وصیت کرتا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے باندھ دینا اور میرے ہاتھوں کو میری گردن کے ساتھ۔ جکڑ دینا اور مجھے اسی حالت میں لے جا کر دفن کر دینا۔ جس طرح سے بھاگے ہوئے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جب میرا رب مجھ سے پوچھے گا تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میں نے تیرے لئے اپنے نفس کو ایک پل بھر کے لئے بھی راضی نہیں کیا۔(۲۵۱)۔

حضرت ابومحمد خزیمہؒ فرماتے ہیں: جب حضرت مالک بن دینارؒ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: میری دنیا کے گھر سے آخرت کے گھر جانے کے لئے تیاری کرادو' پھر آپؒ فوت ہوگئے اور ان کے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ سوائے پرانی چادر' ایک یمانی چادر' ایک لوٹا اور ایک چٹائی کے ٹکڑا کے۔(۲۵۲)۔

---

(۲۵۰) "صفة الصفوة"(۲۸۸/۳)'و"کتاب المحتضرين" ص(۱۴۴).

(۲۵۱) "الثبات عندالممات"ص(۱۴۷)'و"صفة الصفوة"(۲۸۸/۳).

(۲۵۲) "حلية الاولياء"(۳۶۱/۲)'و"کتاب المحتضرين"ص(۱۴۴).

حضرت حزم بن ابی حزمؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس اس بیماری میں حاضر ہوئے جس میں آپؒ نے وفات پائی تھی، وہ بہت دکھی تھے۔اسی حالت میں انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اُحِبُّ الْبَقَاءَ فِیْ الدُّنْیَا لِبَطْنٍ وَلَا لِفَرْجٍ. (۲۵۳).

ترجمہ: اے اللہ تو جانتا ہے میں دنیا میں پیٹ اور شرمگاہ کے لئے زندہ رہنے کو پسند نہیں کرتا تھا۔

---

(۲۵۳) "حلیة الاولیاء" (۲/۳۶۱) و "صفوة الصفوة" (۳/۲۸۷. ۲۸۸)، و "کتاب المحتضرین" ص (۲۰۳. ۲۰۸)، و "الثبات عند الممات" ص (۱۴۸).

حضرت ابو عمران الجونیؒ

ان کا نام عبدالملک بن حبیب الجونیؒ ہے‘ جب یہ اذان کی آواز سنتے تھے تو ان کا رنگ بدل جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے‘ حضرت جعفر الضبعیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ میں حضرت ابو عمران الجونیؒ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ موت کی حالت میں تھے۔ ان کے پاس حضرت ایوب سختیانی تشریف لائے اور ان کے صاحبزادے سے فرمایا: اپنے ابا کو لا الٰــــہ الا اللہ کی تلقین کرو‘ تو حضرت ابو عمران نے اپنے صاحبزادہ سے پوچھا: یہ کیا فرماتے ہیں: عرض کیا کہ یہ فرماتے ہیں کہ اپنے ابا کو تلقین کرو تو حضرت ابو عمرانؒ نے فرمایا: اے ایوب! کلمہ تو میرے سامنے ہے‘ اس کے سوا تو میں کسی چیز کو پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ (۲۵۴)۔

---

(۲۵۴) "کتاب المحتضرین" ص (۲۰۹).

حضرت سلیمان تیمیؒ

ان کا نام سلمان بن طرخان تھا۔ یہ بصرہ کے عالم و عابد تھے۔ امام شعبہؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ جب یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان فرماتے تو ان کا رنگ بدل جاتا تھا۔ میں نے ان سے زیادہ سچا آدمی نہیں دیکھا تھا۔

ان کے صاحبزادے حضرت معتمرؒ فرماتے ہیں: کہ میرے والد چالیس سال تک ایک دن روزہ رکھتے رہے اور ایک دن وقفہ کرتے رہے' ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں: جب ان کی وفات ہونے لگی تو مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے مجھے رخصت (اللہ تعالیٰ کے درگزر کرنے کی) احادیث سناؤ' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملوں گا کہ میں اس سے حسن ظن رکھتا ہوں۔ (۲۵۵)۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کا ارشاد ہے کہ حضرات (صحابہ و تابعین) پسند کرتے تھے کہ آدمی کو موت کے وقت اس کے نیک اعمال یاد دلائے جائیں تا کہ اس کا اپنے رب کے ساتھ حسن ظن قائم ہو جائے۔

---

(۲۵۵) "حلیة الاولیاء" (۳/۳۱)' و "صفة الصفوة" (۳/۲۹۹)' و "حسن الظن" لابن ابی الدنیا" خبر رقم (۲۹)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۴۸)' و "کتاب المحتضرین" ص (۳۹).

حضرت عبداللہ بن عامر الاسلمی المدنیؒ

جب حضرت عبداللہ بن عامر بن عبداللہ بن اوسؒ کی وفات کا وقت آیا تو وہ رونے لگے اور سخت روئے تو ان کے گھر والوں نے حضرت ابو حازم کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے بھائی موت کے وقت گھبرا گئے ہیں آپ آ کر ان کو تسلی اور صبر دلائیں۔

حضرت ابن ابی حازمؒ فرماتے ہیں: میں اپنے ابا کے ساتھ ان کے پاس حاضر ہوا تو ان کو میرے ابا نے کہا: اے ابو عامرؒ! کیوں رو رہے ہو۔ خدا کی قسم! تمہارے اور تمہارے سرور کے دیکھنے کے درمیان صرف اس دنیا سے جدا ہونے کا وقت حائل ہے اور موت ہی تو ہے جس کو دیکھ کر تم رو رہے ہو۔ اسی کے لئے تو تم عبادت کے لئے محنت کیا کرتے تھے تو حضرت عامرؒ نے ان کی کلائی پکڑی اور فرمایا: اے ابو حازمؒ! یہ جلد جہنم کی آگ پر کیسے صبر کرے گی تو میرے ابا ان کی یہ بات سن کر روتے ہوئے نکل آئے پھر ظہر کی نماز کی اذان کہی گئی تو یہ مسجد میں جانے کے لئے کھڑے ہوئے لیکن گر پڑے اور بغیر افطار کئے روزہ کی حالت میں جان دے دی۔ (۲۵۶)۔

---

(۲۵۶) "کتاب المحتضرین" ص (۱۶۸. ۱۶۹).

حضرت یزید بن ابان الرقاشیؒ

آپؒ اللہ کے برگزیدہ آدمیوں میں سے تھے اخیر رات کو بہت رویا کرتے تھے۔ حضرت حوشب بن عقیلؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت یزید الرقاشی سے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو سنا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (آل عمران : ۱۸۵).

ترجمہ: ہر جی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور لازماً تم قیامت کے دن اپنے پورے اجر دیئے جاؤ گے)۔

سن لو اعمال حاضر ہو چکے اور اجر مکمل ہو چکے۔ ہر محنتی کو اس کی محنت ملے گی۔ دنیا اور دنیا والوں کی اخیر موت ہے پھر رو پڑے پھر یوں التجا کی: ''اے وہ شخص جس کا مسکن قبر ہو جس کا موقف اللہ کے سامنے ہو اور کل کو اس نے جہنم پر پہنچنا ہو تو نے اپنے آپ کے لئے کیا آگے بھیجا تو نے اپنی موت کے اکھاڑے کے لئے کیا تیار کیا تو نے اپنے رب کے سامنے پیش ہونے کے وقت کے لئے کیا تیار کیا؟ (۲۵۷)۔

حضرت درست القزازؒ فرماتے ہیں: جب حضرت یزید رقاشیؒ کی وفات کا وقت آیا تو آپؒ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا: آپؒ پر اللہ رحمت فرمائے: آپؒ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! میں اپنے رات کے قیام اللیل اور دن کے روزوں کے فوت ہونے پر رو رہا ہوں' پھر رو کر فرمایا: اے یزید تیرے لئے کون نماز پڑھے گا؟ کون روزہ رکھے گا تیرے بعد نیک

(۲۵۷) ''تهذيب الكمال''(۳۲/۷۶)''كتاب المحتضرين''ص(۱۴۵).

اعمال کے ساتھ تیرے لئے اللہ کا قرب کون تلاش کرے گا؟ تیرے گذشتہ گناہوں کی اس کے سامنے کون معافی مانگے گا؟ اے بھائیو' تم پر افسوس اپنی جوانی کے دھوکہ میں نہ رہنا جو امر عظیم اور موت کا شدت قرب مجھ پر اترا ہے وہ تمہیں بھی لاحق ہو کر رہے گا۔ نجات کی فکر کرلو' نجات کی فکر کرلو۔ اے بھائیو! ڈر جاؤ اور ڈرنے میں سبقت کرو۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ (۲۵۸)۔

---

(۲۵۸) "تهذيب الكمال" (۲۶۱/۳۲ . ۷۷) و "كتاب المحتضرين" ص (۱۴۶).

حضرت توبہ بن الصمہ ؒ

امام ابن ابی الدنیاؒ فرماتے ہیں: مجھے قریش کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کی اولاد میں سے ایک شخص رقہ میں رہتے تھے۔ ان کا نام توبہ بن الصمہ ؒ تھا۔ وہ اپنا خوب احتساب کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی عمر شمار کی تو ساٹھ سال بنے' ساٹھ سال کے دن شمار کیے تو اکیس ہزار پانچ سو دن بنے پھر چیخ مار کر فرمایا: ہائے ہلاکت میں اللہ کو اکیس ہزار گناہوں کے ساتھ ملوں گا جبکہ ہر دن میں دس ہزار گناہ ہوتے ہیں پھر غش کھا کر گر پڑے۔ دیکھا گیا تو جان نکل چکی تھی۔ (۲۵۹)۔

---

(۲۵۹) "صفة الصفوة" (۱۹۶/۴).

عابد کوفہؒ
حضرت ابراہیم تیمی

آپؒ نے فرمایا: جب تو کسی شخص کو دیکھے جو تکبیر اولیٰ میں ملنے میں سستی کرتا ہے تو اس سے الگ ہو جا' حضرت علی بن محمد فرماتے ہیں: حجاج بن یوسف نے حضرت ابراہیم نخعی کو طلب کیا پیغام رساں آیا اور کہا: میں ابراہیم کو لینے آیا ہوں تو حضرت ابراہیم تیمیؒ نے فرمایا: میں ابراہیم ہوں۔ انہوں نے اس کو حلال نہ سمجھا کہ وہ اس کی حضرت ابراہیم نخعیؒ کی طرف رہنمائی کریں۔ چنانچہ حجاج نے ان کو دیماس کی جیل میں قید کرنے کا حکم دیدیا۔ وہاں کے قیدیوں کے لئے دھوپ سے بچاؤ کا کوئی سایہ نہیں تھا اور نہ ہی سردی سے بچنے کے لئے کوئی کمرہ تھا اور ہر دو قیدیوں کو ایک زنجیر میں باندھا ہوا تھا۔ جس سے حضرت ابراہیم کی طبیعت بگڑ گئی۔ ان کی والدہ نے ان کی عیادت کی' لیکن پہچان نہ سکی۔ حتیٰ کہ خود ابراہیم تیمیؒ نے اس سے بات کی اور فوت ہو گئے۔

حجاج نے خواب میں ایک کہنے والے سے سنا کہ آج رات اس شہر میں اہل جنت میں سے ایک شخص فوت ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کون فوت ہوا تو بتانے والے نے بتایا کہ جیل میں حضرت ابراہیم تیمیؒ فوت ہوئے ہیں تو کہا یہ شیطان کے ورغلانے والے خوابوں میں سے ایک خواب ہے' حجاج کے حکم پر ان کو کوڑا کرکٹ کی جگہ پر ڈال دیا گیا۔ (۲۶۰)

---

(۲۶۰) "سیر اعلام النبلاء" (۵/۶۰، ۶۲).

حضرت عبید بن عمیرؒ

جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو پوچھا گیا: آپؒ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا: میں قرآن پاک کے ایک پختہ اعتقاد رکھنے والے شخص کو اپنے سامنے قرآن پڑھنے کو چاہ رہا ہوں۔(۲۶۱)۔

(۲۶۱) "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۸).

حضرت ابوبکر نہشلیؒ

حضرت شیخ نہشلی کوفیؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت ابوبکر نہشلیؒ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ اس دنیا سے آخرت کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ پھر بھی وہ اشارے سے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے حضرت سماکؒ نے فرمایا: اس حالت میں بھی؟ فرمایا: مجھے فکر ہے کہ میرا اعمال نامہ لپیٹا جا رہا ہے۔

حضرت مغیرہ بن حکیم صنعانیؒ

حضرت عبدالعزیز بن ابی روادؒ فرماتے ہیں: میں حضرت مغیرہ بن حکیمؒ کے پاس ان کی اس مرض کی حالت میں گیا جس میں انہوں نے وفات پائی تھی۔ میں نے ان سے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت فرمائیں تو فرمایا: اس قبر کے لئے کچھ کرلو۔ (۲۶۲)۔

(۲۶۲) "کتاب المحتضرین" ص(۱۲۹)' حلیة الاولیاء' (۱۹۴/۸).

حضرت خصیف بن عبدالرحمٰنؒ

حضرت عبدالسلام بن حرب سے روایت ہے کہ حضرت خصیف بن عبدالرحمٰن جزری جو کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام رہ چکے تھے' انہوں نے موت کے وقت فرمایا: جب ملک الموت ہمارے پاس آئے تو اس کے سامنے ہماری یہ کیفیت پیش نظر رہے کہ اے اللہ! میں جس حالت میں ہوں تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ (۲۶۳)۔

(۲۶۳) "کتاب المحتضرین" ص (۱۲۹).

حضرت زبید الایامیؒ

حضرت سعیدؒ فرماتے ہیں: میں حضرت زبید ایامیؒ کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں جس میں آپؒ فوت ہوئے تھے' حاضر ہوا اور یہ دعا کی تھی: اللہ تعالی آپؒ کو شفاء دے۔ فرمایا: اللہ سے خیر کی طلب کرو۔(۲۶۴) یا یوں کہا کہ میں اللہ سے خیر کا طلب گار ہوں۔

(۲۶۴) "صفة الصفوة" (۹۸/۳)و"کتاب المحتضرین" ص(۱۴۷).

حضرت مفضل بن یونسؒ

حضرت مُطیر بن ربیعؒ فرماتے ہیں: حضرت مفضل بن یونسؒ کی عادت تھی جب رات ہوتی تو فرماتے: میری عمر کا ایک کامل دن گزر گیا اور جب صبح ہوتی تو فرماتے: میری عمر کی پوری رات گزر گئی۔ جب وفات کا وقت ہوا تو رو پڑے اور موت کی ہولناکیوں کا ذکر کر کے فرمایا: اس ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جس نے اپنی مخلوق پر موت طاری کرنے کا فیصلہ فرمایا: اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ. (الملک: ۲).

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہارا امتحان کرلے کہ تم میں سے کون عمدہ عمل کرنے والا ہے اور وہ غالب ہے خوب بخشنے والا ہے۔

پھر ایک سانس لیا اور روح نکل گئی۔

جب حضرت مفضلؒ کی وفات کی اطلاع حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو پہنچی تو فرمایا: مفضل کے بعد اب آنکھ کیسے ٹھنڈی ہوگی۔

حضرت عمرو بن قیس الملائیؒ

انہوں نے اس طرح سے بیس سال تک روزے رکھے کہ ان کے اہل خانہ کو بھی علم نہ ہوسکا۔ یہ اپنا صبح کا کھانا لے کر دکان کی طرف چلے جاتے تھے اور اس کا صدقہ کر دیتے تھے۔ خود روزہ رکھ لیتے تھے۔ یہ اتنی بڑی شان کے بزرگ تھے کہ حضرت امام سفیان ثوریؒ ان کے پاس سلام کے لئے حاضر ہوتے تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور ان کی مجلس میں ان کے سامنے بیٹھ کر ان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے ہی رہتے تھے۔ ان سے نگاہ کو نہیں ہٹاتے تھے۔

حضرت حفص بن غیاثؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرو بن قیس ملائیؒ کی وفات کا وقت آیا تو رو پڑے۔ ان کے شاگردوں نے عرض کیا دنیا میں کس چیز پر آپ رو رہے ہیں؟ خدا کی قسم! آپؒ نے تو اپنی زندگی کے ایام میں کڑوے گھونٹ ہی بھرے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: میں دنیا کے لئے نہیں رو رہا۔ میں اس خوف سے رو رہا ہوں کہ آخرت کی خیر سے محروم نہ کر دیا جاؤں۔(۲۶۵)۔

(۲۶۵) "صفة الصفوة" (۱۲۵/۳) و"کتاب المحتضرین" ص (۱۴۹).

حضرت عبدالعزیز بن سلمانؒ

حضرت حاتم بن سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبدالعزیز بن سلمان کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ آخری لمحات میں تھے۔ میں نے عرض کیا آپؒ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ اب موت آ جائے گی تو ان کے دوستوں میں سے ایک نے کہا: اللہ آپؒ پر رحم فرمائے: کس حالت پر، تو آپؒ رو پڑے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حسن ظن کی حالت میں، چنانچہ ہم آپؒ کے پاس موجود ہی تھے کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔(۲۶۶)۔

---

(٢٦٦) "كتاب المحتضرين" ص(١٥٤).

سیدنا حبیب العجمیؒ

حضرت کثیر بن یسارؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت ابو محمد حبیب العجمیؒ کے پاس گئے جب کہ وہ موت کی حالت میں تھے۔ آپؒ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا راستہ لوں جس پر میں پہلے کبھی نہیں چلا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اے ابو محمد آپؒ کے لئے بشارت ہو۔ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ آپؒ کے ساتھ خیر کا ہی معاملہ فرمائیں گے۔ فرمایا: تمہیں کیا معلوم یہ روٹی کا ٹکڑا جس کو ہم نے کھایا ہے یہ ہم پر زہر بن کر سامنے نہ آجائے۔(۲۶۷)۔

---

(۲۶۷) "کتاب المحتضرین" ص(۱۶۱۔۱۶۲)'و "تھذیب الکمال" (۳۹۵/۵).

ابو حصین حضرت عثمان بن عاصم بن حصینؒ

شیخ الاسلام حضرت ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو حصین کے پاس ان کی اس بیماری میں حاضر ہوا جس میں آپؒ فوت ہوئے۔ان کو غشی لاحق ہوئی پھر افاقہ ہوا تو انہوں نے یہ کہنا شروع کیا وَمَا ظَلَمْنَا هُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ . (الزخرف: ٧٦).

ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ظالم تھے۔

پھر ان پر غشی آئی پھر افاقہ ہوا تو اسی آیت کو دہراتے رہے اور اسی حالت میں رہے کہ وفات ہو گئی۔

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم الغسانیؒ

ان کے رخساروں پر زیادہ رونے کی وجہ سے دو جھریاں پڑ گئی تھیں۔

حضرت یزید بن عبدربہؒ فرماتے ہیں: میں نے اپنا ماموں حضرت علی بن مسلمؒ کے ساتھ حضرت ابوبکر بن ابی مریمؒ کی عیادت کی جبکہ وہ حالت نزع میں تھے' میں نے ان سے عرض کیا: اللہ آپؒ پر رحمت فرمائے' کاش کہ آپؒ پانی کا ایک گھونٹ پی لیتے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر رات ہوئی تو پوچھا اذان ہوگئی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں' پھر ہم نے ان کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ ڈالا (یعنی روزہ افطار کیا) پھر آنکھیں بند کیں اور موت واقع ہوگئی' کسی آدمی میں قدرت نہیں تھی کہ وہ ان کے روزہ کی حالت میں ان کے لٹکے ہوئے منہ کی طرف دیکھ سکے۔ (۲۶۸)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **من ختم له بصيام يوم دخل الجنة.** (۲۶۹).

ترجمہ: جس شخص کی روزہ پر زندگی تمام ہوئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

علامہ مناویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے ایک دن کا روزہ رکھا تھا اور اسی روزے کی حالت میں اس کی زندگی تمام ہوگئی یا روزہ کھولنے کے بعد اس کی وفات واقع ہوئی تو وہ جنت میں سابقین اولین کے ساتھ داخل ہوگا یا بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا۔ (۲۷۰)

---

(۲۶۸) "حلية الاولياء" (۶/۸۹)' و "صفة الصفوة" (۴/۲۲۱)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۵۱ . ۱۵۲).

(۲۶۹) رواه البزار عن حذيفة' ورواه احمد' وابن شاهين' وابن بشران' و ابو نعيم.

(۲۷۰) "فيض القدير" للمناوی (۶/۱۳۲).

العمری الزاہدؒ
حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز

آپؒ اپنے زمانہ کے بڑے زاہد تھے ۔ موت کے وقت بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمایا:

آپؒ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا:

میں اپنے رب کی نعمت بیان کر رہا ہوں ۔ میرے پاس میری ملکیت میں آج سات درہم ہیں ۔ جن کیلئے میں نے درخت کو چھیل کر اپنے ہاتھ سے اس کی رسی بٹی اور اپنے رب کی میں یہ بھی نعمت بیان کرتا ہوں کہ اگر ساری دنیا میرے پاؤں تلے جمع ہو جائے اور میرے لئے اس کے حصول سے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے سوائے اس کے کہ میں اس کو ہٹالوں (اور اس کو حاصل کرلوں) تب بھی میں اپنے قدم کو نہ ہٹاؤں گا (اور اس کو حاصل نہیں کروں گا)۔(۲۷۱)۔

---

(۲۷۱) "صفة الصفوة"(۲/۱۸۳)و"الثبات عندالممات"ص(۱۵۳).

حضرت علی بن صالح بن حیؒ

حضرت عبداللہ بن موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حسن بن صالحؒ سے سنا کہ جب میرے بھائی کا آخری وقت آیا تو انہوں نے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقاً. (النساء: ۶۹). ترجمہ: (ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ بہترین رفیق ہیں)۔

اس کے بعد ان کی روح نکل گئی۔ ہم نے دیکھا تو ان کے ایک پہلو میں سوراخ تھا جو ان کے سینہ کے اندر تک پہنچ رہا تھا اور اس کا کسی کو علم نہ ہوا۔

حضرت حسن بن صالحؒ فرماتے ہیں: مجھے میرے بھائی نے فرمایا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا، اے بھائی پانی پلادو۔ جب میں نے نماز پوری کی تو ان کے پاس پانی لے گیا تو فرمایا: میں نے ابھی پانی پی لیا ہے۔ میں نے پوچھا: آپؒ کو کس نے پلایا۔ اس کمرہ میں میرے اور آپؒ کے سوا تو کوئی موجود نہیں۔ فرمایا: ابھی میرے پاس جبریلؑ پانی لے کر آئے تھے، انہوں نے مجھے پلایا اور فرمایا: تم اور تمہارا بھائی اور تمہاری ماں ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، اس کے بعد ان کی روح نکل گئی۔ (۲۷۲)۔

---

(۲۷۲) "سیر اعلام النبلاء" (۷/ ۳۷۱، ۳۷۲)، "الثبات عند الممات" ص (۱۵۴)، و "صفة الصفوة" (۳/ ۱۵۳).

تابعی، زاہد کبیرؒ
حضرت خثیمہ بن عبدالرحمٰن

حضرت محمد بن خالد الضبیؒ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں ہوسکا کہ حضرت خثیمہؒ قرآن کریم کی تلاوت کیسے کرتے تھے حتیٰ کہ آپؒ بیمار ہوئے ان کی بیوی ان کے پاس آئیں اور بیٹھ کر رونے لگیں تو آپؒ نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ موت سے تو بچنا مشکل ہے۔ انہوں نے عرض کیا آپؒ کے بعد مجھ پر مرد حرام ہے (یعنی میں آپؒ کی وفات کے بعد کسی سے شادی نہیں کروں گی) تو آپؒ نے فرمایا: مجھے تم سے ان سب چیزوں کی خواہش نہیں، مجھے ایک آدمی سے ڈر لگتا ہے اور وہ میرا بھائی محمد ہے۔ یہ فاسق آدمی ہے۔ شراب پیتا ہے، مجھے پسند نہیں کہ میرے گھر میں اس کے بعد شراب پی جائے۔ جس میں ہر تین دنوں میں ایک قرآن ختم کیا جاتا تھا۔ (۲۷۳)

(۲۷۳) "حلیة الاولیاء" (۱۱۵/۴)، و"صفة الصفوة" (۹۴/۳).

شیخ الاسلام
حضرت طلحہ بن مصرفؒ

حضرت عبدالملک بن الجبرؒ فرماتے ہیں: میں نے جب بھی حضرت طلحہ بن مصرفؒ کو کسی جماعت میں دیکھا تو ان کو میں نے سب سے افضل پایا۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: مجھے حضرت طلحہؒ کی یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دن ہنس پڑے تو اپنے نفس کو ڈانٹا اور فرمایا تو کیوں ہنسا ہے ہنسنا تو اس کا کام ہے جو ہولنا کیوں کو عبور کر چکا ہو اور پل صراط سے گزر چکا ہو' پھر فرمایا: میں نے قسم کھائی ہے کہ میں کبھی نہیں ہنسوں گا۔ حتیٰ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ انجام کیا ہوا۔ اس کے بعد ان کو کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا گیا۔ حتیٰ کہ وہ اللہ کی طرف منتقل ہو گئے۔ (۲۷۴)۔

حضرت محمد بن فضل اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت طلحہ بن مصرفؒ کے پاس عیادت کیلئے گئے تو ان سے حضرت ابوکعب نے فرمایا: اللہ آپؒ کو شفاء دے تو آپؒ نے فرمایا میں تو اللہ سے خیر چاہتا ہوں۔ (۲۷۵)۔

حضرت لیث بن ابی سُلیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن مصرفؒ سے ان کی بیماری کے وقت بیان کیا کہ حضرت طاؤسؒ (تابعی) رونے کو پسند نہیں کرتے تھے تو حضرت طلحہ کو بھی روتے ہوئے نہ سنا گیا۔ حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ (۲۷۶)۔

---

(۲۷۴) "سیر اعلام النبلاء" (۵/۱۹۲).

(۲۷۵) "حلیة الاولیاء" (۵/۱۶)' و "صفة الصفوة" (۳/۹۷)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۹۴).

(۲۷۶) "حلیة الاولیاء" (۵/۱۸)' و "صفة الصفوة" (۳/۹۸)' و "الثبات عندالممات ص (۱۴۴)' "وسیر اعلام النبلاء" (۵/۱۹۲).

محدث شعبہؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت طلحہ بن مصرفؒ کے جنازہ میں شریک ہوئے تو حضرت ابو معشر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے جیسا اپنے پیچھے نہیں چھوڑا۔

حکیم وقت وزاہد عصر
حضرت امام داود طائیؒ

حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ نے ان کی شان میں فرمایا: زندگی گزارنے کا طریقہ تو وہی ہے۔جس طرح سے حضرت داودؒ گزار رہے ہیں۔

حضرت محارب بن دثار فرماتے ہیں: اگر حضرت داود طائیؒ سابقہ امتوں میں ہوتے تو اللہ تعالی (قرآن کریم میں) ان کا کچھ نہ کچھ ذکر فرماتے۔

حضرت امام ابوداود طیالسی فرماتے ہیں: میں حضرت داودؒ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے زیادہ سخت نزع کی حالت میں کسی کو نہیں دیکھا۔(۲۷۷)۔

حضرت جعفر بن نفیل الرہبیؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت داود طائیؒ کو ان کی وفات کے بعد (خواب میں) دیکھا اور پوچھا آپؒ نے آخرت کی خبر کو کیسا دیکھا؟ فرمایا: میں نے اس کی خیر بہت دیکھی۔میں نے عرض کیا آپؒ کا کیا انجام ہوا؟ فرمایا: الحمدللہ! خیر ہوئی میں نے عرض کیا: آپؒ کو سفیان بن سعید (امام سفیان ثوری) کا بھی کچھ علم ہے۔فرمایا: کہ وہ خیر اور اہل خیر سے محبت کرتے تھے اس لئے خیر نے ان کو اہل خیر کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔(۲۷۸)۔

---

(۲۷۷) "سیر اعلام النبلاء" (۷/۴۲۲.۴۲۵).

(۲۷۸) "وفیات الاعیان" لابن خلکان(۲/۲۲۲.۲۲۳).

حضرت علی بن فضیل بن عیاضؒ

آپؒ ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہؒ کے پاس موجود تھے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ نے ایک حدیث بیان کی۔ جس میں جہنم کا ذکر تھا۔ حضرت علی کے ہاتھ میں کسی چیز سے بندھا ہوا ایک کاغذ تھا۔ آپؒ نے ایک چیخ ماری اور گر پڑے۔ وہ کاغذ گرا دیا یا ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپؒ یہاں موجود ہیں تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا' پھر جب اللہ نے چاہا کچھ دیر بعد ان کو افاقہ ہوا۔ (۲۷۹)۔

حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک رات علیؒ کی طرف جھانک کر دیکھا وہ گھر کے صحن میں موجود تھے اور کہہ رہے تھے' جہنم سے خلاصی کب ہوگی؟۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: انہوں نے مجھے ایک مرتبہ کہا: اے ابا جان! آپؒ اس ذات سے سوال کریں جس نے دنیا میں مجھے آپؒ کو ہبہ کیا ہے۔ وہ مجھے آخرت میں بھی آپؒ کے ہبہ کر دے۔ حضرت فضیل فرماتے ہیں اس کے بعد ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ غمگین رہے پھر حضرت فضیل رو پڑے اور فرمایا: میرا بیٹا غم اور رونے میں میرا مددگار تھا اے میرے دل کا ثمرہ اللہ نے تمہاری ذات میں جو امر دیکھا ہے اللہ تعالی اس کی تمہارے لئے قدر کریں۔ (۲۸۰)۔

---

(۲۷۹) "التخويف من النار" لابن رجب الحنبلی ص (۲۱)' و "سير اعلام النبلاء" (۴۴۵/۸).

(۲۸۰) "سير اعلام النبلاء" (۴۴۴/۸)' و "حلية الاولياء" (۲۹۷/۸).

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ اپنے ابا سے کچھ عرصہ پہلے فوت ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک آیت سن لی تھی جس کی وجہ سے ان کو غشی آئی اور اسی وقت فوت ہو گئے۔ (۲۸۱)۔

حضرت ابراہیم بن بشارؒ فرماتے ہیں وہ آیت جس کے سننے پر حضرت علی ابن فضیلؒ فوت ہوئے تھے سورۃ انعام کی یہ آیت تھی۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ .

(الانعام: ۲۷).

ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیئے جاویں۔

اسی موقع پر آپؒ کی وفات ہوگئی میں بھی آپؒ کے جنازہ پڑھنے والوں میں شریک تھا۔ (۲۸۲)۔

---

(۲۸۱) "سیر اعلام النبلاء" (۸/۴۴۳).

(۲۸۲) "سیر اعلام النبلاء" (۸/۴۴۶).

حضرت ابوجہش یا حضرت ابوجہیر مسعود الضریرؒ

حضرت اسماعیل بن نصر العبدیؒ فرماتے ہیں: ایک پکارنے والے نے حضرت صالح المریؒ کی مجلس میں پکار کر کہا: رونے والے اور جنت کے شوقین کھڑے ہو جائیں تو حضرت ابوجہشؒ کھڑے ہوئے اور کہا اے صالح یہ آیات پڑھو۔

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا اَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا. (الفرقان: ۲۳. ۲۴).

ترجمہ: اور ہم ان کے ان کاموں کی طرف جو کہ وہ کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا کر دیں گے جیسے پریشان غبار، اہل جنت اس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے۔

پھر حضرت ابوجہشؒ نے فرمایا: اے صالح اس کو بار بار پڑھو۔ جب وہ اس آیت کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوجہشؒ فوت ہو چکے تھے۔ (۲۸۳)۔

(۲۸۳) "الجامع لشعب الایمان" و "صفة الصفوة" (۳/۳۳۳).

حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف الاصبہانیؒ

امام ابن مبارکؒ آپؒ کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور آپؒ سے محبت کرتے تھے ۔ امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں: میں نے ان سے بہتر شخص نہیں دیکھا۔ آپؒ آرام کے لئے بھی اپنا پہلو نہیں ٹکاتے تھے۔(۲۸۴)۔

ایک مرتبہ ''مصیصہ'' شہر میں ایک جنازہ کی نماز کے لئے نکلے اور حضرت ابواسحاق فزاریؒ اور حضرت مخلد بن حسینؒ کی قبریں دیکھیں اوران کے درمیان ایک قبر کی جگہ خالی دیکھی تو فرمایا: اگر کوئی شخص فوت ہو تو اس کو اس کے درمیان دفن کیا جائے پھر دس دن نہیں گزرے تھے کہ آپؒ کو اس جگہ دفن کیا گیا۔ جس کا آپؒ نے اشارہ کیا تھا۔(۲۸۵)۔

---

(۲۸۴) ''سیر اعلام النبلاء'' (۹/۱۲۶).

(۲۸۵) ''صفة الصفوة'' (۴/۸۳).

حضرت حُطیط الزیاتؒ

حضرت حطیط الزیاتؒ کو حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے پوچھا حطیطؒ تم ہو؟ فرمایا: ہاں! جو چاہے پوچھ لو۔ میں نے مقام ابراہیم کے پاس اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا عہد کیا تھا اگر مجھ سے کچھ پوچھا جائے گا تو میں سچ ہی کہوں گا اور اگر مصیبت میں ڈالا گیا تو صبر ہی کروں گا اور اگر عافیت دی گئی تو شکر ہی کروں گا' اس نے پوچھا میرے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: تو زمین میں اللہ کے دشمنوں میں سے ہے۔ قابل احترام چیزوں کی ہتک کرتا ہے۔ خیال میں آتے ہی قتل کر دیتا ہے۔ حجاج نے پوچھا: امیر المومنین عبدالملک بن مروان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ فرمایا: وہ تجھ سے بڑا مجرم ہے تو اس کے گناہوں میں سے ایک ہے' حجاج نے حکم دیا کہ اس پر عذاب ڈالو۔ عذاب کی شکل یہی تھی کہ ان کے گوشت سے چمڑا اتار دیا تھا۔ اس پر بھی جلادوں نے ان کی زبان سے ایک حرف بھی نہ سنا پھر آپؒ کا انتقال ہو گیا۔ (۲۸۶)۔ (رحمہ اللہ)۔

---

(۲۸۶) "سیر اعلام النبلاء" (۱۱/۶۷) و "البدایة والنهایة" (۱۰/۳۱۸) تاریخ بغداد (۱۷۹/۵).

سیدنا معروف کرخیؒ

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں علم سے مقصود وہ عمل ہے جس تک حضرت معروف کرخیؒ پہنچے ہیں۔

حضرت ابوبکرز جاجؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت معروف کرخیؒ سے ان کی بیماری کے ایام میں عرض کیا کچھ وصیت فرمائیں تو آپؒ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو میری اس قمیض کا صدقہ کر دینا کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ دنیا سے میں ننگا جاؤں جیسے ننگا داخل ہوا تھا۔(۲۸۷)۔

---

(۲۸۷) "حلية الاولياء"(۳۶۲/۸)و"طبقات الأولياء"(۲۸۵)و "الرسالة القشيرية" (۶۸/۱)و "وفيات الأعيان" (۲۳۲/۵)و"الثبات عندالممات" ص (۱۵۶.۱۵۷).

حضرت عبداللہ بن مرزوقؒ

آپ کے صاحبزادے حضرت سلامہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مرزوقؒ نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا: اے سلامہ! مجھے تم سے ایک کام ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اٹھا کر اس کوڑا کرکٹ کی جگہ ڈال دینا' شاید کہ وہاں میری موت آجائے اور رب تعالیٰ میری حالت کو دیکھ کر مجھ پر رحم فرمادے۔(۲۸۸)۔

(۲۸۸) "الثبات عندالممات" ص(۱۵۷)'و"صفة الصفوة" (۲/۳۱۷).

حضرت حسین بن حبانؒ

حضرت یحییٰ احولؒ فرماتے ہیں: ہم حضرت یحییٰ بن معینؒ سے ملاقات کیلئے گئے جبکہ آپؒ مکہ معظّمہ سے تشریف لا چکے تھے۔ ہم نے آپؒ سے حضرت حسین بن حبانؒ کے بارے میں پوچھا تو آپؒ نے فرمایا: جب ان کے جسم میں آخری رمق باقی تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے ابوزکریا! کیا آپؒ دیکھ رہے ہیں۔ خیمہ پر کیا لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا: مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ فرمایا: کیوں نہیں میں لکھا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ یحییٰ بن معینؒ ظالموں کو (اہل حق سے) جدا کرتے ہیں اور ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی روح نکل گئی۔ (۲۸۹)۔

---

(۲۸۹) "سیر اعلام النبلاء" (۱۱/۸۴).

حضرت احمد بن خضرویہؒ

یہ مشہور اولیاء میں سے تھے' محمد بن حامد فرماتے ہیں: میں آپؒ کے پاس حالت نزع کے وقت موجود تھا۔ اس وقت آپؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: اے بیٹے! یہ ایک دروازہ ہے جس کو میں پچانوے سال سے کھٹکھٹا رہا ہوں۔ ابھی میرے لئے کھلنے والا ہے' معلوم نہیں میرے لئے سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ' اس حالت میں میں کیا جواب دے سکتا ہوں؟۔

آپؒ کے ذمہ سات سو دینار کا قرضہ تھا' قرض خواہ بھی موجود تھے۔ ان کی طرف دیکھ کے آپؒ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! آپؒ نے رقموں کا پھندہ میری گردن میں ڈالا ہے' آپؒ خود ہی میری طرف سے اس کو ادا کر دیں' فرماتے ہیں: کہ ایک شخص نے آپؒ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا: کیا احمد بن خضرویہؒ کا گھر یہی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پوچھا تو ان کے قرض خواہ کہاں ہیں؟ جب قرض خواہ نکلے تو اس نے سب کے قرضے چکا دیئے تو فوراً ہی آپؒ کی روح نکل گئی۔ (۲۹۰)۔

---

(۲۹۰) "حلية الاولياء" (۱۰/۴۲) و "الثبات عند الممات" ص (۱۷۰) و "سير اعلام النبلاء" (۱۱/۴۸۸).

حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر زہریؒ

یہ نیک صالح شخص امام احمد بن حنبلؒ کے پڑوسی تھے۔ یہ حالت قیام میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مردہ ہو کر گر پڑے۔(۲۹۱)۔

(۲۹۱) "المقصد الأرشد" (۲/۴۲۱).

حضرت حسن الغلاسؒ

حضرت وہب بن نعیم بن ہیضمؒ فرماتے ہیں: جب آپؒ پر موت کی سخت تکلیف شروع ہوئی تو آپؒ نے پانی منگوا کر پیا اور فرمایا: اللہ نے مجھے وہ عطا فرمایا ہے جس میں کشاکشی کرنے والے کشاکشی کرتے ہیں۔(۲۹۲)۔

(۲۹۲) "الثبات عندالممات" ص (۱٦۷).

حضرت ابراہیم بن ہانی نیشاپوریؒ

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: آپؒ ابدال تھے۔(۲۹۳)۔

آپؒ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: اگر ابدالوں میں سے کوئی معروف ہے تو وہ ابراہیم بن ہانیؒ ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ہانیؒ کے صاحبزادہ فرماتے ہیں: کہ امام احمد بن حنبلؒ ہمارے گھر میں (حکومت کے ڈر سے) روپوش تھے تو مجھ سے فرمایا: مجھ میں اتنا طاقت نہیں جتنا آپ کے باپ میں تھی۔

یہ امام جب فوت ہوئے تو روزے کی حالت میں تھے۔

---

(۲۹۳) "تاریخ بغداد" (۶/۲۴۰).

شیخ الطائفہ
حضرت جنید بغدادیؒ

حضرت ابوبکر العطارؒ فرماتے ہیں: میں کچھ اپنے حضرات کے ساتھ حضرت جنیدؒ کے پاس ان کی وفات کے وقت میں حاضر ہوا جبکہ آپؒ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؒ سجدہ کرنا چاہتے تو اپنے پاؤں سمیٹ لیتے تھے۔ آپؒ کی یہی حالت رہی۔ حتیٰ کہ آپؒ کے پاؤں سے روح نکل گئی۔ جب اس کو حرکت دینا مشکل ہو گیا تو انہوں نے اپنی ٹانگیں سیدھی کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی، حتیٰ کہ آپؒ کی ٹانگیں ورما گئیں، جب آپ کی اس تکلیف کو آپؒ کے بعض ساتھیوں نے دیکھا تو کہا: اے ابوالقاسم! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ اللہ کی نعمتیں ہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی، پھر جب یہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آپؒ سے حضرت ابو محمد حریریؒ نے فرمایا: اے ابوالقاسم! کاش کہ آپؒ لیٹ جاتے، آپؒ نے فرمایا: اے ابومحمد! یہی وقت ہے جان جانے کا، پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ آپؒ کی یہی حالت رہی، حتیٰ کہ وفات ہوگئی۔ (۲۹۴)۔

حضرت ابوبکر العطامہؒ فرماتے ہیں: میں حضرت جنیدؒ کے پاس ان کی وفات کے وقت موجود تھا۔ آپؒ نے قرآن کریم ختم کر کے سورۃ بقرہ سے پھر شروع کیا۔ ستر آیات پڑھی تھیں کہ وفات ہوگئی۔

حضرت خُلدی فرماتے ہیں: میں نے آپؒ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپؒ نے

---

(۲۹۴) "حلیۃ الاولیاء" (۲۸۱/۱۰) و "الثبات عندالممات" ص (۱۶۹،۱۶۸)

فرمایا: وہ اشاراتِ تصوف غبار کی طرح اڑ گئے' وہ عبارات غائب ہوگئیں' وہ علوم فناء ہوگئے' وہ نشانات مٹ گئے' ہمیں تو ان رکعات نے فائدہ پہنچایا جن کو ہم سحری کے وقت ادا کرتے تھے۔(۲۹۵)۔

(۲۹۵) "سیر اعلام النبلاء" و "حلیة الاولیاء" (۱۰/۲۵۷).

حضرت خیر النساجؒ

آپ کا مکمل نام ابو الحسن خیر بن عبداللہ النساجؒ ہے' حضرت جنید بغدادیؒ سے فیضِ صحبت حاصل کیا۔

محدث ابونعیم اصبہانیؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی بن ہارون حربیؒ سے سنا جبکہ وہ حضرت خیر النساجؒ کی موت پر حاضر ہونے والے آپؒ کے مریدین میں سے کئی ایک سے نقل کرتے تھے کہ آپؒ پر مغرب کی نماز کے وقت غشی طاری ہوئی' پھر جب افاقہ ہوا تو کمرے کے کونے کی طرف دیکھا اور فرمایا: ٹھہر جا! تجھے اللہ عافیت دے تو بھی مامور بندہ ہے اور میں بھی مامور بندہ ہوں۔ تجھے جس کا حکم دیا گیا وہ تجھ سے نہیں چھوٹے گا اور مجھے جس کا حکم دیا گیا ہے وہ مجھ سے چھوٹ جائے گا تو مجھے مہلت دے دے کہ مجھے جو حکم دیا گیا ہے میں اس کو ادا کرلوں' پھر آپؒ نے پانی منگوا کر نماز کے لئے وضو کیا پھر نماز پڑھی۔ پھر پاؤں دراز کئے اور آنکھیں بند کر کے کلمہ شہادت پڑھا اور فوت ہو گئے۔ پھر آپؒ کو بعد میں خواب میں آپؒ کے ایک مرید نے دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو آپؒ نے فرمایا: اس کے متعلق مت پوچھو! بس تمہاری دنیا سے میری جان چھوٹ گئی ہے۔(۲۹۶)۔

---

(۲۹۶) "تاریخ بغداد"(۸/۳۴۷)و"حلیة الاولیاء"(۱۰/۳۰۷)' "صفة الصفوة" (۲/۴۵۳)' و "الثبات عندالممات" ص (۱۷۱)' و "طبقات الصوفیة" ص (۲۴۸).

حضرت ابراہیم الخواصؒ

محمد بن عبداللہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم الخواصؒ رے کی جامع مسجد میں بیمار ہوئے۔آپؒ کو علۃ القیام (اسہال کبدی) کی مرض تھی۔ جب آپؒ کھڑے ہوتے تو پانی میں داخل ہوتے اور غسل کر کے مسجد کی طرف آتے اور دو رکعت ادا کرتے' چنانچہ آپؒ غسل کے لئے ایک مرتبہ پانی میں داخل ہوئے کہ آپؒ کی روح نکل گئی' جبکہ آپؒ پانی کے درمیان میں تھے۔(۲۹۷)۔

(۲۹۷) "الثبات عند الممات" ص(۱۷۲)

حضرت یوسف بن حسین رازیؒ

آپؒ کا ملفوظ ہے کہ میں تمام گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کروں' یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔اس سے کہ میں بناوٹ کے ایک ذرہ کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

حضرت ابوعبداللہ خقا باذیؒ فرماتے ہیں: کہ ہم حضرت یوسف بن حسین رازیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جبکہ آپؒ اپنی موت کی کشمکش میں تھے۔آپؒ سے عرض کیا گیا: اے ابو یعقوب! کچھ تو کہیے تو آپؒ نے یہ دعا کی:

اللّٰھمّ انی نصحت خلقک ظاھرا وغششت نفسی باطنا فھب لی غشی لنفسی لنصحی لخلقک.

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیری مخلوق سے پاکیزہ انداز سے خیر خواہی کی ہے لیکن اپنے نفس کو باطنی طور پر دھوکے میں رکھا ہے' پس آپ میرے نفس کے لئے میرے دھوکہ کو اپنی مخلوقات کے ساتھ میری خیر خواہی کی وجہ سے بخش دیں۔

اس کے بعد آپؒ کی روح پرواز کرگئی۔(۲۹۸)۔

---

(۲۹۸) "تاریخ بغداد" (۱۴/ ۳۱۴)'و"الثبات عند الممات" ص (۱۷۳) "صفة الصفوة" (۳/ ۹۲۸).

حضرت علی بن بابویہؒ

جب ابوطاہر قرمطی نے ۳۱۷ھ میں مکہ میں حجاج پر اچانک ۸ ذوالحج کو داخل ہو کر حملہ کیا اور مسجد حرام میں اور مکہ کی گلیوں میں کشت وخون کیا۔ لوگ بیت اللہ میں بے دریغ قتل ہوتے رہے۔ لوگ طواف کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے' حضرت علی بن بابویہ بھی مسلسل طواف کرتے رہے۔ انہوں نے اپنا طواف بند نہ کیا تو ظالموں نے آپؒ کو بھی تلواروں سے مارا' جب آپ گرے تو یہ شعر کہا:

ترى المحبين صرعىٰ فى ديارهم.
كفتية الكهف لا يدرون كم لبثوا.(۲۹۹).

ترجمہ: تو عاشقوں کو ان کے وطنوں میں مدہوش دیکھے گا۔ جیسے اصحاب کہف جونہیں جانتے تھے کہ کتنا عرصہ موت کی حالت میں رہے۔

---

(۲۹۹) "الثبات عند الممات" ص(۱۷۵)" والبداية والنهاية" (۱۱/۱۶۰).

شیخ اہل خراسان
حضرت امام ابو محمد احمد بن عبداللہ مُزنیؒ

امام حاکمؒ فرماتے ہیں: میں نے آپؒ کے بیٹے بشر سے سنا، وہ آخری کلمہ جو انہوں نے بولا تھا۔ وہ یہ تھا کہ اپنی داڑھی کو ایک ہاتھ سے پکڑ کے دائیں ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا:

ارحم شیبة شیخ جاء بتو فیقک علی الفطرة.

ترجمہ: (اے اللہ) ایک بوڑھے کے بڑھاپے پر رحم فرما، جو تیری توفیق سے فطرت پر چل کر تیرے پاس آیا ہے۔

حاکم فرماتے ہیں: میں نے (ایک صالح شخص) ابوفضل سلیمانی سے سنا کہ میں نے حضرت ابو محمد مزنی کو ان کی وفات کے دو رات بعد دیکھا کہ وہ فخر کی چال چل رہے تھے اور اونچی آواز سے کہہ رہے تھے:

وما عنداللہ خیر وابقٰی (القصص: ۶۰).(۳۰۰).

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ بہتر اور ہمیشہ کیلئے باقی رہنے والا ہے۔

(۳۰۰) "سیر اعلام النبلاء" (۱۶/۱۸۲.۱۸۴).

حجۃ الاسلام
حضرت امام غزالیؒ

آپؒ کے بھائی امام احمد غزالیؒ بیان کرتے ہیں جب سوموار کا دن اور صبح کا وقت ہوا تو میرے بھائی ابو حامد نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور فرمایا کہ میرا کفن لاؤ پھر اس کو لے اس کا بوسہ لیا اور اپنی آنکھوں پر رکھ دیا اور فرمایا: موت کے فرشتے کے آنے کو میں منظور کرتا ہوں اور اس کا فرمانبردار ہوں، پھر اپنے پاؤں سیدھے کر دیئے اور قبلہ رخ ہو گئے اور اسفار (خوب روشنی ہونے) سے پہلے پہلے فوت ہو گئے۔ (۳۰۱)۔

(۳۰۱) "الثبات عندالممات" ص (۱۷۸. ۱۷۹).

شیخ الاسلام
حضرت ابوالوقت السجزیؒ

نام عبدالاول بن ابی عبداللہ عیسیٰ بن شعیب ہے۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: کہ آپؒ بہت تلاوت کرتے تھے بہت نیک تھے، بہت ذکر کرتے تھے، تہجد گزار تھے۔ اکابر سلف کے طریقہ پر رہتے تھے، آپؒ نے اپنی موت کے سال میں حج کا ارادہ کیا اور حج کا زادِ راہ تیار کیا اور فوت ہوگئے۔

شیخ یوسف بن احمد شیرازی اپنی کتاب ''اربعین البلدان،، میں لکھتے ہیں۔ میں ہمیشہ آپؒ کی خدمت اور صحبت میں رہا، حتیٰ کہ بغداد میں آپؒ کا انتقال ہوگیا۔ آپؒ نے مجھے فرمایا تھا کہ مجھے ''شونیزیہ،، قبرستان میں اپنے اکابر کے قدموں کی جانب دفن کرنا، چنانچہ جب آپؒ کی وفات کا وقت ہوا تو میں نے ان کو اپنے سینے پر سہارا دے کر بٹھایا۔ آپؒ خوب ذکر میں مشغول تھے۔ اس وقت آپؒ کے پاس محمد بن قاسم الصوفی حاضر ہوئے۔ آپؒ ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگے۔ اے میرے آقا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة.

ترجمہ: جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تو آپ نے اپنی نگاہ اٹھا کر یہ آیت پڑھی۔

قَالَ يَالَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ

الْمُكْرَمِينَ . (یٰسٓ: ۲۶. ۲۷).

(فرمایا: کہ کاش میری قوم جانتی ہوتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے عزت والوں میں سے کر دیا ہے)

تو محمد بن قاسم پر بھی دہشت چھا گئی اور آپؒ کے پاس موجود حاضرین پر بھی اور آپؒ تلاوت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سورۃ ختم کی اور کہا: اللہ! اللہ! اللہ! اور فوت ہو گئے، جبکہ آپؒ جائے نماز پر ہی بیٹھے تھے۔(۳۰۲)۔ (آپ ۵۵۳ھ میں فوت ہوئے)۔

---

(۳۰۲) "سیر اعلام النبلاء" (۲۰/ ۳۱۱).

محبوب سبحانی قطب ربانی
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

ابن سمعانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ میں حنبلیوں کے امام اور شیخ تھے۔ فقیہ تھے، بزرگ تھے، کثرت سے ذکر کرنے والے اور دائمی فکر کرنے والے اور جلدی رونے والے تھے۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب المغنی کے مؤلف، موفق الدین ابن قدامہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کے متعلق نہیں سنا کہ ان سے اتنی کرامات صادر ہوئی ہوں، جس کثرت سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے صادر ہوئی ہیں اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس کی دینداری کی وجہ سے اتنی تعظیم کی گئی ہو، جس کثرت سے ان کی کی گئی۔

جب آپؒ کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: نرمی سے نرمی سے، پھر فرمایا: **وعلیکم السلام وعلیکم السلام!** میں تمہاری طرف ہی آرہا ہوں، میں تمہاری طرف ہی آرہا ہوں۔

امام الائمہ
حضرت مصلح الدین محمد بن احمد بن علی بن الحمامیؒ

آپ اسی سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے دو دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ جب اسی سال سے اوپر ہوئے تو روزانہ ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے تھے، جب رات کو تلاوت کرتے تھے تو تفکر اور تذکر کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔

شیخ محمد بن محمد الخبازی المدینی بڑے نیک آدمی تھے۔ قرآن کی خوب تلاوت کرتے تھے۔ اکثر اوقات مسجد میں رہتے تھے۔ کسی نماز کی جماعت فوت نہیں ہوتی تھی، الاماشاء اللہ یہ فرماتے ہیں کہ جب مصلح الدین اسی سال کو پہنچے تو فرمایا: کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھے نوے سال تک کی عمر دیدے اور یہ کہ روزانہ ختم قرآن کی توفیق بخشے، چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ روزانہ ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔(۳۰۳)۔

(۳۰۳) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱/ ۳۸۰. ۳۸۱).

شیخ الاسلام

عبداللہ بن محمد بن علی ابواسماعیل الہروی الانصاریؒ

ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ آپ سید، امام، عارف، عابد، زاہد، صاحب احوال و مقامات و کرامات ومجاہدات تھے۔ رات کو اکثر جاگتے تھے۔احیاء سنت میں پیش پیش تھے اور مخالفین کا قلع قمع کرتے تھے۔

آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد ۲۲ ذوالحجہ ۴۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ ہفتہ کے دن ہرات کے قریب مقبرہ ''کازیارکاہ،، میں دفن ہوئے۔اس دن سخت بارش ہوئی اور بہت کیچڑ ہوئی۔

آپؒ اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے: اگر اللہ نے مجھے گرمی میں موت دی تو بارش سے بچنے کیلئے چھتریاں لے کے چلنا، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کے اس خیال کو سچا کیا (۳۰۴) اور ان کی وفات کے دن سخت گرمی میں خوب بارش ہوئی۔

---

(۳۰۴) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۱/۵۱.٦٧).

حضرت علی بن سلیمان بن ابی العزؒ الخبازؒ

آپؒ عابدوزاہد کبیرالشان شخصیت کے مالک تھے۔ان کے بہت سے معتقدین ومریدین تھے، بغداد میں خانقاہ تھی۔احوال وکرامات بھی بہت صادر ہوئے، علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ دباہیؒ ان کی بڑی تعریف وتوصیف کرتے تھے۔

علامہ دمیاطیؒ ان کے شاگرد تھے اور اپنی معجم میں ان سے حدیث روایت کی اور کہا ہے کہ تاتاریوں کے واقعہ میں ۶۵۶ھ میں محرم میں شہید کیئے گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو ان کی خانقاہ کے دروازہ کے سامنے تین دن تک کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا گیا حتیٰ کہ کتوں نے ان کے جسم سے گوشت کھایا اور انہوں نے اس واقعہ کے متعلق اپنی زندگی ہی میں اطلاع دے دی تھی۔

ان کی وفات پر ان کے جسم سے کتوں کا گوشت نوچنا بڑا عظیم اجر رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت دے کر ہر طرح کی مصیبت سے نجات دیدی۔

ریحانۃ الشام
حضرت سیدنا احمد بن ابی الحواریؒ

آپ حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی کے شاگرد اور مرید تھے۔

امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ شام والوں کو حضرت احمد بن ابی الحواریؒ کی وجہ سے بارش سے سیراب کرتا ہے۔ امام ابو داود فرماتے ہیں: عابد و زاہد حضرات کے حالات کو میں نے ان سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا۔

حضرت حبیب بن ندبہؒ فرماتے ہیں: میں حضرت احمد بن ابی الحواریؒ کے پاس حاضر ہوا۔ میری آنکھوں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔ آپ اس وقت موت کی حالت میں تھے اور دھاگے کی طرح دبلے ہو چکے تھے۔ اپنا ہاتھ تہبند سے نکالا اور روتے ہوئے آسمان کی طرف اٹھایا اور یوں فریاد کی: واخطراہ وامخاطرتاہ. (٣٠٥)۔ (ہائے ہلاکت ہائے خطرناکی)۔

---

(٣٠٥) "وصایا العلماء عند الموت" ص (٩٧)۔

حضرت علی بن الفتح الحلبیؒ

امام ابوزرعہ دمشقیؒ فرماتے ہیں: حضرت علی بن فتح حلبیؒ قربانی کے دن (گھر سے) نکلے تو لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا: اے رب! میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو انواع و اقسام کی قربانیوں سے آپ کا قرب حاصل کر رہے ہیں اور میں آپ کے سامنے اپنے حزن و ملال کو پیش کرتا ہوں (اور اسی کی قربانی پیش کرتا ہوں) پھر آپ پر غشی طاری ہوئی، جب افاقہ ہوا تو عرض کیا:

إلٰهي إلى متى تردني في دار الدنيا محزونا؟ فاقبضني إليك.

ترجمہ: الٰہی مجھے کب تک دنیا میں آپ غمگین رکھیں گے، مجھے اپنی طرف بلالیں۔

یہ دعا کرتے ہی آپ پر موت طاری ہوئی اور مر گئے۔(۳۰۶)۔

---

(۳۰۶) "صفة الصفوة" (۴/۲۴۰).

حضرت ریاحؒ بن عمرو القیسیؒ

حضرت علی بن ابی مریم ؒ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ریاح القیسیؒ نے فرمایا:

میرے چالیس سے کچھ زائد گناہ ہیں اور میں نے ہر ایک گناہ کے لئے ایک لاکھ مرتبہ استغفار کیا ہے۔

حضرت حارث بن سعیدؒ فرماتے ہیں: حضرت ریاح نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے محمد! ادھر آؤ۔ اوقات کے گزرنے پر اور اپنی اس حالت پر رولیں۔ فرمایا: کہ میں آپ کے ساتھ قبرستان گیا۔ جب آپ نے قبروں کو دیکھا تو چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر گئے۔ میں ان کے سرہانے بیٹھ گیا، جب ان کو افاقہ ہوا تو مجھ سے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: آپ کا دکھ دیکھ کر، فرمایا: اپنے لئے روؤ۔ پھر فرمایا: ہائے میری جان! ہائے میری جان، ہائے میری جان، ان کو پھر غشی ہوگئی۔ ان پر جو صدمہ اور مصیبت تھی اس کو دیکھ کر میں ترس کھانے لگا۔ میں ان کے سرہانے بیٹھا رہا۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو جلدی سے اٹھ بیٹھے اور فرمایا:

تِلْکَ اِذاً کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ تِلْکَ اِذاً کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ.

(النازعات: ۱۲)

ترجمہ: (اگر ایسا ہوا تو) اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لئے) بڑے خسارہ کی ہوگی۔

پھر جس رخ پر کھڑے ہوئے تھے، اسی رخ پر چل پڑے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ مجھ سے بات نہیں کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ

کر اس میں چلے گئے اور دروازہ بند کرلیا اور میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑا عرصہ زندہ رہ کر فوت ہوئے۔ (۳۰۷)۔

(۳۰۷) "صفۃ الصفوۃ" (۳/۳۶۹، ۳۷۰).

حضرت امام ابواسحاق جبنیانی بکریؒ

ان کا نام ابراہیم بن احمد بن علی بن اسلم تھا۔

یہ امام المسلمین اور اولیاء اللہ میں سے ابدال کے درجہ پر فائز تھے۔ علماء کے اختلافی اقوال کو دیگر حضرات سے زیادہ جانتے تھے۔ قرآن کی تفسیر اور اعراب سے واقف تھے۔ قرآن کے ناسخ و منسوخ کو بھی پہچانتے تھے۔ رات کو بھی علم پڑھانے سے نہیں رہتے تھے، ہاں! جب موت سے کچھ عرصہ پہلے کمزوری لاحق ہوئی تو پڑھانا چھوڑ دیا تھا۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کو دیکھا جاتا تو ان کی ہیبت سے خدا یاد آ جاتا تھا۔ آپ ۳۶۹ھ میں نوے سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ وفات کے وقت ان کے پاس دنیا کا کچھ بھی نہیں تھا نہ تھوڑا نہ بہت، سوائے چند سیر جو کے، جو ٹوٹے ہوئے مٹکے میں رکھے ہوئے تھے۔ (۳۰۸)۔

---

(۳۰۸) "الدیباج المذهب" (۱/۲۶۴.۲۶۵).

حضرت محمد بن عنان الشافعیؒ

علامہ نجم الدین الغزیؒ کو اکب سائرہ باعیان المائۃ العاشرہ میں لکھتے ہیں آپؒ نماز تہجد نہ گرمی کو چھوڑتے تھے، نہ سردی کو بچپن سے یہی صفت تھی۔ عصر کی نماز کے وقت سے رات کی عبادت کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ کسی کی ہمت نہیں تھی کہ ان سے بات کرتا۔ حتیٰ کہ آپؒ عشاء کے بعد وتر کی نماز پڑھ لیتے۔ اسی طرح سے جب آپؒ رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو کسی کو آپؒ سے بات کی جرأت نہ ہوتی، حتیٰ کہ چاشت کی نماز پڑھ لیتے۔

ہمیشہ باوضو رہتے اور فرماتے تھے جو شخص اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اور وہ ایک لحظہ کے لئے بھی بے وضو ہو تو وہ قلیل الادب ہے۔

شیخ عبدالوہابؒ فرماتے ہیں: مسجد باب البحر کی چھت پر جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کے آدھے نچلے حصہ کی جان نکل چکی تھی تو انہوں نے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اشارہ کیا مجھے لٹا دو، ہم نے آپؒ کو لٹا دیا۔ پھر آپؒ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے رہے، تسبیح آپؒ کے ہاتھ میں تھی۔ حتیٰ کہ روح نکلنے کے وقت آپؒ کے ہاتھ کی حرکت ایک ہی وقت میں ہو کر ختم ہو گئی۔ (٣٠٩)۔

---

(٣٠٩) "الکواکب السائرۃ" (١/ ٣٩، ٤٠).

ولئ کامل حضرت ابراہیمؒ

آپؒ روم کے غلاموں میں سے تھے۔ عالم اور عامل تھے۔ ان کے والد عجم کے سرداروں میں سے اور اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ یہ ابراہیمؒ لوگوں سے کٹ کر علم وعبادت میں مصروف رہتے، زاہد و پرہیز گار تھے، ان کے نزدیک سونا اور ڈھیلہ برابر تھے۔ تواضع اور خشوع ان کا مزاج تھا، مرض الموت میں جب موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا:

اِنَّ اللہ تَعَالٰی کَرِیْمٌ لَطِیْفٌ شَاھَدْتُ مِنْ کَرَمِہٖ وَلُطْفِہٖ مَا اَعْجَزُ عَنْ شُکْرِہٖ.

ترجمہ: اللہ ایسا کریم اور لطف والا ہے کہ میں نے اس کے کرم اور لطف کا اتنا مشاہدہ کیا ہے کہ اس کے شکر سے بھی عاجز ہوں۔

اسی رات میں آپؒ کا انتقال ہو گیا۔ (۳۱۰)۔

---

(۳۱۰) "الکواکب السائرة" (۲/۸۳، ۸۴).

حضرت شیخ محمد بن احمد بن عبدالہادیؒ العمری

آپؒ اللہ کی مخلوق میں سے بہترین شخص تھے، شکل وصورت بہت ناک تھی۔ ولایت اور صلاحیت کا نور چمکتا تھا، کثرت سے کرامات کا صدور ہوا اور ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا بھی کی جاتی تھی۔

ایک طویل مدت تک بیمار رہے، موت سے دو دن پہلے سے خاموش رہے، کسی قسم کی کوئی بات نہ کی مگر اپنی وفات کے قریب جس کو ان کے صاحبزادہ محمد نے سنا آپ کہہ رہے تھے: دیننا حق و دینکم شک. ہمارا دین حق ہے اور تمہارا دین شک ہے۔ بیٹے نے عرض کیا یا سیدی! کیا آپ اپنے رب سے راضی نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ یہی آخری جملہ تھا جو انہوں نے اخیر میں کہا۔ (٣١١)۔

---

(٣١١) ”خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر“ لفضل الله المحبي (٣/٣٩٣، ٣٩٤).

حضرت ابومریم والان بن عیسیٰ القزوینیؒ

حضرت سری بن یحییٰؒ سے مروی ہے کہ والان بن عیسیٰؒ قزوین کے صالحین میں سے تھے۔ یہ فرماتے ہیں: مجھے ایک رات چاند نے دھوکہ دیا تو میں مسجد کی طرف نکلا اور اتنی نماز پڑھی، جتنا اللہ نے میرے لئے فیصلہ کیا۔ تسبیح بھی پڑھی اور دعا بھی کی، پھر میری آنکھیں لگ گئیں۔ میں نے خواب میں ایک جماعت کو دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں وہ آدمی نہیں تھے، ان کے ہاتھوں میں طباق تھے۔ جن پر برف کی شکل کی سفید روٹیاں تھیں، ہر روٹی پر انار کی جسامت کا موتی رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: کھاؤ! میں نے کہا: میں نے روزہ کا ارادہ کر رکھا ہے کہا: آپ کو اس گھر کا مالک حکم دیتا ہے کہ کھاؤ میں نے کھانا شروع کیا اور اس موتی کو اٹھانے لگا، مجھے کہا: اس کو چھوڑ دو۔ ہم اس کا آپ کے لئے درخت لگائیں گے جو آپ کے لئے اس سے بھی بہتر اگائے گا۔ میں نے کہا: کہاں؟ کہنے لگے۔ ایسے گھر میں جو ویران نہیں ہوگا اور ایسا پھل کہ خراب نہیں ہوگا اور ایسا ملک کہ فنا نہیں ہوگا اور ایسے کپڑے جو پرانے نہیں ہوں گے۔ اس میں رضا ہوگی، غنا ہوگا، آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی، بیویاں ہوں گی، روشن، پسندیدہ راضی رہنے والی، نہ وہ جنتی مرد پر اس کے کسی اور بیوی کے پاس جانے پر غیرت کریں گی اور نہ اس کی اور جنتی بیویاں اس کے پاس آنے سے غیرت کریں گی، پس آپ جس حالت میں ہیں آپ پر لازم ہے اس میں کوشش کرتے رہیں، یہ دنیا کی زندگی پلک جھپکنے کے برابر ہے۔ جب آپ اس کو چھوڑیں گے تو اس جنت میں آ جائیں گے۔

چنانچہ اس خواب کے بعد آپ دو جمعہ بھی زندہ نہ رہے حتیٰ کہ وفات پائی۔

حضرت سری بن یحییٰؒ فرماتے ہیں: جس رات میں آپؒ فوت ہوئے میں نے خواب میں ان کو دیکھا۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے۔ کیا تم تعجب نہیں کرتے۔ ان چیزوں کے متعلق جو میرے لئے لگائی گئیں اس دن جس دن میں نے آپ کو خواب سنایا تھا۔ ان کو پھل بھی لگ گیا۔ میں نے کہا: کیا پھل لگا؟ فرمایا: مت پوچھ! اس کے بیان کی کسی میں قدرت نہیں، جب اس کے پاس کوئی فرمانبردار حاضر ہوتا ہے تو اللہ جیسا کریم کوئی دیکھا ہی نہیں گیا۔ (۳۱۲)۔

---

(۳۱۲) "صفة الصفوة" (۴/۸۰.۸۱).

سیدنا یوسف بن اسباطؒ

ان کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: آپؒ اکابر مشائخ میں سے تھے۔

آپؒ کی اہلیہ فرماتی ہیں: کہ حضرت یوسف بن اسباطؒ کہا کرتے تھے میں اپنے رب سے تین چیزوں کی تمنا کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: میری خواہش ہے کہ جب میں مروں تو میری ملکیت میں ایک درہم بھی نہ ہو اور مجھ پر کوئی قرضہ بھی نہ ہو اور میری ہڈیوں پر گوشت بھی نہ ہو، بیوی نے کہا: ان کو یہ سب خصلتیں عطا فرمائی گئیں۔

انہوں نے مجھے اپنی بیماری میں فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی خرچہ رہ گیا ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا پھر تیرا کیا خیال ہے میں نے کہا میں یہ آٹے کا برتن لے جا کر بیچ دیتی ہوں۔ فرمایا: لوگوں کو ہماری حالت کا علم ہو جائے گا، وہ کہیں گے انہوں نے اس کو ویسے نہیں بیچا کوئی شدید مجبوری ہوگی پھر انہوں نے ایک چیز نکال کر دی جو ان کو ان کے کسی دوست نے ہدیہ کی تھی، پھر اس کو دس درہم میں بیچ دیا اور فرمایا: ان میں سے ایک درہم میرے جنازے کی خوشبو (حنوط) کے لئے الگ کر دو اور باقی خرچ کر لو، چنانچہ جب یہ فوت ہوئے تو اس ایک درہم کے علاوہ کچھ باقی نہیں تھا۔

یہ ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے۔ (۳۱۳)۔

---

(۳۱۳) "صفة الصفوة" (۴/۲۶۵، ۲۶۶)۔

شیخ سنان زادہ قسطنطینیؒ

مشہور مفسر اور حنفی مفتی حضرت ابو السعودؒ کے درمیان اور سنان زادہ حسن بن احمد رومیؒ قسطنطینیؒ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا تو مفتی ابو السعودؒ نے حلف اٹھاتے ہوئے فرمایا: اگر شیخ سنان مجھ سے پہلے فوت ہوئے تو میں ان کے جنازے میں شریک نہیں ہوں گا، تو شیخ سنانؒ نے فرمایا: اپنی آواز ہلکی رکھیں۔ آپ نے ہی میرے جنازے کی امامت کرنی ہے اور آپ میرا جنازہ پڑھانے سے جان نہیں چھڑا سکیں گے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس دن شیخ سنانؒ کی وفات ہوئی۔ اس دن سلطان سلیمان کی صاحبزادی کی بھی وفات ہوئی۔ جنازہ جامع مسجد میں لایا گیا اور دونوں جنازوں پر مفتی ابو السعود کو جنازہ پڑھانے کا عرض کیا گیا۔ ان کو شیخ کی وفات کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے دونوں جنازے پڑھا دیئے۔ جب جنازہ پڑھا چکے تو پوچھا۔ دوسرا جنازہ کس کا تھا، انہیں عرض کیا گیا کہ یہ شیخ سنانؒ ہی تھے تو انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اس کے بعد جب بھی شیخ سنانؒ کا ذکر آتا تو آپ عظمت سے ان کا نام لیتے اور ان کے حالات بیان کرتے۔ (٣١٤)۔

(٣١٤) "خلاصۃ الأثر" (٢/٢٠).

شیخ ایاس بن قتادہ مجاشعی

آپؒ نے اپنی داڑھی مبارک میں بڑھاپے کے آثار دیکھے تو فرمایا: میرا خیال ہے مجھے موت تلف کر رہی ہے میں اس سے جان نہیں چھڑا سکوں گا۔ اے رب! میں آپ کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، مشکلات میں اچانک گھر جانے سے، پھر فرمایا: اے بنی سعد! میں نے اپنی جوانی تمہیں ہبہ کی تھی، تم میرا بڑھاپا مجھے ہبہ کر دو اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ ان سے ان کے اہل خانہ نے کہا: آپ ہنسی خوشی ہی مریں گے۔ فرمایا: میں حالت ایمان میں ہنسی خوشی مروں یہ زیادہ پسند ہے۔ اس سے کہ میں موٹا تازہ، منافق ہو کر مروں تو وہ بصرہ کے علاقوں میں سے ایک علاقہ شبیکہ ہے اس میں گئے اور ایک مسجد بنائی اور اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہیں فوت ہو گئے۔ (۳۱۵)۔

---

(۳۱۵) "ربیع الأبرار" للزمخشری (۲/۴۴۰).

شیخ الزھاد والعباد
سیدنا ابراہیم بن ادہمؒ

آپؒ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحری غزوہ میں شمولیت فرمائی اور آپؒ کو اسہال کی بیماری لگ گئی۔ وہ اس رات میں جس میں فوت ہوئے پچیس مرتبہ قضائے حاجت کے لئے اٹھے اور ہر مرتبہ نیا وضو کیا۔ جب موت واقع ہونے کا احساس ہوا تو فرمایا: میری کمان کا تانت مضبوط باندھ دو۔

پھر اس کو اپنے ہاتھ میں لیا، ابھی وہ آپ کی ہتھیلی میں تھی کہ آپ کی وفات ہوگئی، پھر آپ کو روم کے سمندر کے جزیرہ میں دفن کیا گیا، آپ کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی۔ (۳۱۶)۔

---

(۳۱۶) "الوافی بالوفیات" (۳۱۸/۵).

حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیرؒ

ابن سعدؒ نے حضرت ثابت بنانیؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ اور ایک اور شخص حضرت مطرف بن عبداللہؒ کی عیادت کیلئے گئے تو ان کو بے ہوش پایا اور ان سے تین نور گرے۔ ایک نور سر سے ایک نور درمیان سے اور ایک نور ان کے قدموں سے۔

اس نے ہمیں گھبرا دیا، جب افاقہ ہوا تو ہم نے آپ سے کہا: ہم نے ایک چیز دیکھی۔ جس نے ہمیں ڈرا دیا ہے تو فرمایا: کیا دیکھا ہے؟ تو ہم نے آپ کو خبر دی تو فرمایا: تم نے یہ دیکھا؟ تو ہم نے کہا ہاں! تو فرمایا: یہ الف لام میم سجدہ اور اس کی انتیس آیات ہیں، اس کا ابتدائی حصہ میرے سر سے چمکا اور درمیانہ درمیان سے اور آخری میرے قدم سے، یہ نور اوپر کو بلند ہو گیا ہے۔ میری شفاعت کرنے کے لئے اور یہ سورت میری حفاظت کر رہی ہے۔ حضرت ثابتؒ فرماتے ہیں: اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

سیدنا فضیل بن عیاضؒ

جب آپؒ کی وفات کا وقت آیا تو آپ پر غشی چھا گئی، جب آپؒ نے آنکھیں کھولیں تو یہ فرمایا: وابعد سفراہ واقلة زاداہ. (٣١٧)۔ (ہائے سفر کتنا طویل ہے، ہائے زادِ راہ کتنا قلیل ہے۔)۔

---

(٣١٧) "إحياء علوم الدين" للغزالی (٥١٢/٤).

حضرت ابوعلی روزباریؒ

امام غزالیؒ حضرت علی روزباریؒ کی بہن حضرت فاطمہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوعلی روزباریؒ کا اجل قریب ہوا تو ان کا سر میری گود میں تھا۔ آپؒ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: یہ دیکھو! آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں اور یہ جنتیں ہیں جو مزین ہو چکی ہیں اور یہ کہنے والا کہہ رہا ہے: اے ابوعلی! ہم نے آپ کو انتہائی اونچے مقام تک پہنچا دیا ہے جہاں تک تم خود نہیں پہنچ سکتے تھے، پھر یہ شعر کہا:

وحقک لا نظرت إلی سواک

لعین مودة حتی أراکا

(۳۱۸)۔

ترجمہ: تیرے حق کی قسم! میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی آنکھ سے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ تجھے ہی محبت سے دیکھا ہے۔

(۳۱۸) "احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴).

سیدنا بشر بن الحارث الحافیؒ

جب آپؒ کی وفات کا وقت قریب ہوا آپؒ سے عرض کیا گیا جبکہ موت ان پر شاق گزر رہی تھی کہ شاید آپ زندگی کو پسند کر رہے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے سامنے پیش ہونا بہت مشکل ہے۔(۳۱۹)۔

(۳۱۹) "إحياء علوم الدين" (۵۱۲/۴).

سیدنا سری سقطیؒ

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں: میں حضرت سری سقطیؒ کی عیادت کے لئے آپؒ کی مرض الموت میں حاضر ہوا اور پوچھا: آپؒ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ فرمایا:

کیف اشکو إلی طبیبی مابی

والذی قد اصابنی من طبیبی

ترجمہ: مجھے جو تکلیف ہے اس کی اپنے طبیب سے شکایت کیسے کروں؟ میری حالت جو کچھ ہے میرے طبیب (اللہ تعالی) کی مرہون منت ہے۔

پھر میں نے پنکھا اٹھایا کہ ان کے لئے چلاؤں فرمایا: جس کا اندر جل رہا ہو وہ پنکھے کی ہوا کس طرح پائے گا۔

پھر یہ اشعار کہے:

القلب محترق والدامع مستبق — والکرب مجتمع والصبر مفترق

کیف القرار علی من لا قرار له — مما جناه الهوی والشوق والقلق

یا رب ان کان شیٔ فیه لی فرج — فامنن علی به مادام بی رمق

(۳۲۰).

ترجمہ: ۱۔ دل جل چکا ہے، آنسو خشک ہو چکے ہیں، غم بھر چکا ہے، صبر منتشر ہو چکا ہے۔

۲۔ جس کا کوئی قرار نہ ہو اسے کیونکر قرار آئے، وہ ہوس پرستی

---

(۳۲۰) "احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴).

شوق اور قلق کا شکار ہو چکا ہے۔

۳۔ اے پروردگار! اگر کوئی ایسی شے ہو جس میں میرے لئے راحت ہے تو جب تک مجھ میں زندگی کی رمق رہے اس کی عنایت فرماتا رہ۔

سیدنا کنانیؒ

آپؒ سے وفات کے وقت پوچھا گیا: آپ کا نیک عمل کیا تھا؟ فرمایا: اگر میری موت قریب نہ ہوتی تو میں تمہیں کبھی نہ بتاتا۔ میں نے چالیس سال تک اپنے دل کے دروازہ کی نگہبانی کی ہے، جب بھی اس میں کوئی غیر اللہ گذرنا چاہتا تھا میں اس سے اس کو بند کر دیتا تھا۔(۳۲۱)۔

(۳۲۱) "احیاء علوم الدین" (۴/۵۱۳.۵۱۴).

حضرت حکم بن عبدالملکؒ

حضرت معتمرؒ سے منقول ہے کہ میں ان لوگوں میں شریک تھا جو حضرت حکم بن عبدالملکؒ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ میں نے دعا کی: اے اللہ! اس شخص پر موت کی سکرات کو آسان کردے کیونکہ یہ شخص اتنا اچھا تھا اور اتنا اچھا تھا اور میں نے ان کی بہت سی خوبیاں بیان کر ڈالیں۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو فرمایا: یہ بات کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: میں، تو آپ نے فرمایا: کہ مجھے ملک الموت نے فرمایا ہے کہ میں ہر سخی سے نرمی سے پیش آنے والا ہوں۔ اس کے بعد آپ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا۔(۳۲۲)۔

(۳۲۲) "احیاء علوم الدین" (۴/۵۱۳.۵۱۴).

سیدنا رُوَیم رحؒ

آپؒ سے موت کے وقت کہا گیا: لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیجئے تو آپ نے فرمایا: مجھے تو اس کے سوا اور کوئی چیز اچھی طرح سے آتی ہی نہیں ہے۔(۳۲۳)۔

(۳۲۳) "احیاء علوم الدین" (۴/۵۱۴).

حضرت صالح بن مسمارؒ

حضرت صالح بن مسمارؒ سے کہا گیا: آپ اپنی اولاد اور عیال کے لئے کسی کو وصیت نہیں فرمائیں گے؟ تو آپؒ نے فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں ان کو کسی اور کی وصیت میں دوں۔ (۳۲۴)۔

---

(۳۲۴) "احیاء علوم الدین" (۳/۵۱۳)

سیدنا ابو سلیمان دارانی ؒ

جب آپ ؒ کی وفات کا وقت ہوا تو آپ کے دوست، مریدین حاضر ہوئے اور کہنے لگے: آپ ؒ کو بشارت ہو، آپ ؒ بخشنے والے رب کے پاس جا رہے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا: تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تو اس رب کے سامنے جا رہا ہے جو معمولی سی چیز کا حساب لیتا ہے اور کبیرہ گناہ کی سزا دیتا ہے۔(۳۲۵)۔

(۳۲۵) "احیاء علوم الدین" (۴/۵۱۳).

سیدنا ابو بکر الواسطیؒ

جب آپؒ کی وفات کا وقت ہوا تو ان سے عرض کیا گیا: ہمیں کوئی وصیت فرمائیں تو آپؒ نے فرمایا: اپنی ذات میں حق تعالیٰ کے مطلوب اور مراد کی حفاظت کرو۔

حضرت بایزیدؒ کا انتقال کے وقت رونا اور ہنسنا

بعض عارفین فرماتے ہیں: حضرت بایزید بسطامی اپنی موت کے وقت پہلے تو روئے پھر ہنس پڑے، پھر رحمت کی دعا فرمائی۔ ان کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا اور عرض کیا گیا: آپ موت سے پہلے کیوں روئے تھے اور اس کے بعد کیوں ہنس پڑے تھے؟ فرمایا: جب میں حالتِ نزع میں تھا تو ابلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) میرے پاس آیا اور کہا: اے بایزید! تو میرے شکنجے سے آزاد ہو گیا ہے تو اس وقت میں اللہ کی طرف متوجہ ہو کر رو پڑا تو میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور کہا: اے بایزیدؒ! آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے تو خوف مت کھا اور غم نہ کر، جنت سے خوش ہو جا تو اس وقت میں ہنس پڑا اور دنیا سے جدا ہو گیا۔ (۳۲۶)

---

(۳۲۶) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

حضرت داود طائی کی توبہ

حضرت داود طائیؒ کی توبہ کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ ایک مرتبہ قبرستان میں گئے اور ایک عورت سے قبر کے پاس روتے ہوئے یہ شعر سنے:

تـزيـد بلىً فى كل يوم وليلة وتسـأل لِمَ تبلى وأنت حبيبُ
مـقيم إلى أن يبعث الله خلقَه لقاؤک لا يُرجى وأنت قريب
(۳۲۷)

ترجمہ:۔

(۱) ہر دن رات جسم کو گھلا دینے والا غم بڑھ رہا ہے اور تو پوچھتا ہے کیوں گھلی جا رہی ہو؟ حالانکہ تو میرا محبوب ہے (تیرے فراق نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے)۔

(۲) جب اللہ تعالی اپنی مخلوق کو زندہ کھڑا کرے گا تم اس وقت تک یہاں پر رہو گے۔ تمہاری ملاقات کی امید نہیں ہے، جبکہ تم (میرے) قریب بھی ہو۔

---

(۳۲۷) انظر صفوة الصفوة ۱۳۲/۳، والطبقات ص ۴۴ للمصنف و كتاب التوابين ص ۱۹۶ . ۹۷ الموفق الدين بن قدامه المقدسى.

عبرت آمیز حکایت حضرت حسن بصریؒ کے وعظ کی حالت

حضرت حسن بصریؒ ایک دن لوگوں کو وعظ کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو لوگ ان کے قریب بیٹھنے کے لئے ان پر جمگھٹا کرنے لگے، آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے بھائیو! تم میرے قرب کے لئے مجھ پر ٹوٹے جارہے ہو، قیامت کے دن تمہاری کیا حالت ہوگی؟ جب اصحاب تقویٰ کی مجالس قریب کی جائیں گی اور ظالمین کی دور، اور کم گناہوں والوں کو حکم ہوگا تم گزر جاؤ اور گناہوں سے لدے ہوؤں کو حکم ہوگا دوزخ میں جاؤ۔ کاش مجھے علم ہوتا، کہ میں گناہوں سے بوجھل لوگوں کے ساتھ دوزخ میں گروں گا، یا معمولی گناہ گاروں کے ساتھ دوزخ کو عبور کر جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ رونے لگے گئے، یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی اور آپ کے آس پاس کے حضرات بھی رو پڑے پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارا، اے بھائیو! تم دوزخ کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ اس کو اللہ تعالیٰ اس دن دوزخ سے نجات عطا فرمادیں گے، جب مخلوقات کو زنجیروں اور طوقوں کے ساتھ گھسیٹا جائے گا۔ اے بھائیو! تم اللہ تعالیٰ کے شوق میں کیوں نہیں روتے ہو؟ سن لو! جو شخص بھی اللہ کے شوق میں روئے گا، کل جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی تجلی فرمائیں گے اور مغفرت کے ساتھ جھانکیں گے اور نافرمانوں پر اس کا غصہ سخت ہوگا تو اس کو اپنے دیدار سے محروم نہیں رکھیں گے۔

اے بھائیو! تم روز قیامت کی پیاس کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ جس دن مخلوقات کو زندہ کھڑا کیا جائے گا اور اس کے ہونٹ خشک ہو چکے

ہوں گے اور حضرت محمد ﷺ کے حوض کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا، تو ایک جماعت پانی پیئے گی اور ایک کو روک دیا جائے گا۔

سن لو! جو آدمی اس دنیا کی پیاس کے خوف سے رو پڑا، تو اللہ اسے جنت کے چشموں سے سیراب کریں گے۔

پھر حضرت حسن بصریؒ نے پکار کر فرمایا: میں اس دن خسارہ میں ہوں گا، جب میری پیاس حوض رسول ﷺ سے نہیں بجھائی جائے گی۔

ایک عورت کا قصہ ہے جو یہ کہہ رہی تھی۔

الٰہی! میں نے اپنی زندگی آپ کے شوق اور آپ سے امید کے ساتھ کڑوی کر دی ہے تو میں نے اس عورت سے کہا: اے عورت تو اپنے عمل کو اپنے یقین پر دیکھ رہی ہے؟ تو کہنے لگی، اس کی محبت اور ملاقات کے شوق نے مجھے مسرور کر رکھا ہے۔

تیرا کیا خیال ہے، وہ مجھے عذاب میں ڈال دے گا جبکہ میں اس سے محبت کرتی ہوں؟

پس میں اسی اثناء میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایک چھوٹا بچہ گزرا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور بوسہ دے دیا۔

تو وہ عورت مجھے کہنے لگی: کیا آپ اس بچے سے محبت کرتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں!

تو وہ رونے لگ گئی کہ اگر مخلوقات کو پتہ چل جاتا کہ ان کے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے تو ان کی آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہ ہوں اور نہ ہی دنیا کی کسی شے کے ساتھ ان کے دل لذت اٹھا سکیں۔

فرماتے ہیں: میں اسی حالت میں تھا کہ اس کا بیٹا اس کے سامنے آیا،

جس کا نام ضیغم تھا۔ اس کو کہنے لگی۔ اے ضیغم! تیرا میرے متعلق کیا خیال ہے۔ میں تجھے قیامت کے دن میدان محشر میں دیکھ سکوں گی یا میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: (یہ بات سن کر) بچے نے ایک چیخ ماری، میں تو سمجھا کہ اس کا جگر پھٹ گیا ہوگا پھر وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا تو عورت اس پر رونے لگ گئی اور میں اس کے رونے کی وجہ سے رونے لگا۔

جب اس بچے کو ہوش آیا تو وہ عورت کہنے لگی: اے ضیغم!

تو لڑکے نے کہا: جی اماں!

کہنے لگی: تو موت کو پسند کرتا ہے؟

کہا: ہاں۔

کہنے لگی: میرے بچے کیوں؟

تو اس نے جواب دیا تا کہ میں اس کی طرف لوٹ جاؤں جو تم سے بہتر ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ جس نے مجھے تیرے پیٹ کے اندھیروں میں غذا ئی کھلائی اور تنگ راستوں سے نکالا، اگر وہ چاہتا تو اس تنگ راستہ سے نکلتے وقت مجھے موت دے دیتا، حتی کہ تو بھی اپنے دردوں کی شدت سے مر جاتی، لیکن اس نے اپنی رحمت اور لطف سے مجھ پر بھی اور تم پر بھی اس کو آسان کردیا۔ کیا تو نے سنا نہیں ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ- وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾ (الحجر: ۴۹-۵۰)

ترجمہ:۔ (اے نبی) میرے بندوں کو بتلادیں کہ میں غفور ورحیم ہوں اور میرا عذاب ہی دردناک ہے۔

اور رونا شروع کردیا اور پکارتا رہا، اگر کل کو میں اللہ کے عذاب سے

نجات نہ پا سکا تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور پھر روتا ہی چلا گیا۔ حتی کہ بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا تو اس کی ماں اس کے قریب ہوئی اور ہاتھ سے ٹٹولا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے پھر وہ عورت رونے لگی اور کہنے لگی: اے ضیغم! اے اپنے مولیٰ کی محبت کے مقتول، وہ یہی کہتی رہی حتیٰ کہ اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گر گئی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے اس عورت کو ہلایا تو وہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس لڑکے پر اور عورت پر رحمت فرمائے اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت فرمائے۔ (۳۲۸)

(۳۲۸) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

حضرت اویس قرنیؒ کی وفات کی کرامات

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ہم سرزمین عراق سے نکلے۔ ہمارا مکہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا۔ ہمارے قافلہ میں بہت سے لوگ تھے۔، اہل عراق میں سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا، گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا، رنگ پیلا پڑ چکا تھا، کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا، مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا۔

فرمایا: کہ یہ عابد زاہد آدمی حضرت اویس قرنیؒ تھے۔ جب اہل قافلہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے۔ ہمارا خیال ہے کہ تو غلام ہے! فرمایا: ہاں (میں غلام ہوں) انہوں نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے۔ اپنے آقا سے بھاگا ہے اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی، واقعی طور پر تو گناہ گار اور قصوروار غلام ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! میں گناہ گار غلام ہوں، میرا آقا تو بہترین آقا ہے۔ تقصیر تو میری طرف سے ہے، اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا، پھر آپ رونے لگے۔ قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: پس لوگوں نے آپ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں، حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے۔

قافلہ والوں میں سے ایک آدمی نے اس سے کہا: تم ڈرو نہیں۔ میں تمہیں تمہارے آقا سے امان دلا دوں گا، تم اس کے پاس جاؤ اور معافی مانگو تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں اس کے پاس جانے کو تیار ہوں اور جو کچھ اس کے پاس ہے، اس کا مشتاق ہوں، وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ حضرت اویس قرنیؒ جناب رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر فرما رہے تھے۔

پس یہ قافلہ اسی دن روانہ ہو گیا اور تیزی سے سفر کرنے لگا، جب رات کا وقت آیا تو یہ بیابان میں اتر گیا۔ یہ رات ٹھنڈی یخ اور خوب بارش والی تھی۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: انہیں یہ بات کھٹکی ہو گی کہ دنیاوی معاملات میں کسی مخلوق سے کیوں سوال کروں، ان کی تو تمام حاجات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف تھیں۔

پس اس رات میں آپ کو ایسی شدید ٹھنڈ پہنچی کہ اس کی سختی سے جوڑ جوڑ ہل گئے اور سردی ایسی غالب ہوئی کہ آپ درمیان رات میں انتقال فرما گئے۔ جب صبح ہوئی اور کوچ کا ارادہ کیا تو کسی نے ان کو پکارا۔ اے جوان! کھڑا ہو، لوگ روانہ ہوئے چاہتے ہیں لیکن انہوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا تو آپ کے پاس وہ آدمی آیا اور ہلایا تو آپ کو مردہ پایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے۔ اس نے پکار کر کہا: اے قافلہ والو! وہ آدمی جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا تھا مر چکا ہے۔ تمہیں جانا مناسب نہیں، اس کو دفن کر کے جاؤ تو انہوں نے کہا: اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

تو ایک نیک آدمی جوان کے ساتھ تھا، اس نے کہا: یہ آدمی تائب آدمی تھا۔ اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ تھا، جو کچھ اس نے (گناہ) کئے ان پر شرمندہ تھا، ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہمیں نفع عطاء فرمائے۔ وہ اس

کی توبہ کو قبول کر چکا ہے۔ اگر ہم نے اس کو بغیر دفن کئے چھوڑ دیا تو ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سے اس کی باز پرس نہ کی جائے۔ تم پر لازم ہے کہ اس کے لئے قبر کھودو، اور اس کو اس میں دفن کرنے کے لئے صبر کرو، انہوں نے کہا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا: کسی جانب والے سے پوچھ لو تو اس سے انہوں نے پوچھا تو اس نے بتایا، تمہارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کا فاصلہ ہے تم میرے ساتھ ایک آدمی کو روانہ کرو، جب وہ قافلہ سے نکلا تو وہ ایک پانی کے کنویں کے پاس کھڑا تھا تو اس نے کہا: یہ بڑی عجیب بات ہے، جس کی میں نے کوئی مثال نہیں دیکھی یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں کوئی پانی نہیں تھا اور نہ اس کے آس پاس کہیں پانی کا نام ونشان تھا۔

تو وہ شخص ان قافلہ والوں کے پاس لوٹ آیا اور ان سے کہا: تمہاری مشقت کٹ گئی، تم لکڑیاں جمع کرو تو انہوں نے شدید ٹھنڈ کی وجہ سے پانی کو گرم کرنے کے لئے لکڑیاں جمع کیں، جب وہ پانی لینے آئے تو اس کو گرم کھولتا ہوا پایا تو ان کا تعجب مزید بڑھ گیا اور اس شخص کی وجہ سے گھبرا گئے اور کہنے لگے۔ اس آدمی کا ایک قصہ اور شان ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: کہ ان قافلہ والوں نے آپ کی قبر کھودنا شروع کی تو مٹی کو جھاگ سے زیادہ نرم پایا اور زمین کستوری کی طرح خوشبو پھیلا رہی تھی۔ انہوں نے ساری دنیا میں اتنی پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی۔ پس اس وقت ان کا خوف بڑھ گیا اور رعب وگھبراہٹ سوار ہوگئی۔ جب یہ قبر سے نکلنے والی خاک کو دیکھتے تھے تو اس کی شکل تو خاک جیسی ہوتی اور جب سونگھتے تو خوشبو کستوری جیسی ہوتی۔

تو اہل قافلہ نے آپ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا اور آپ کو اس میں رکھ

دیا اور ان کے کفن دینے میں باہمی کشاکشی میں مبتلا ہو گئے۔ اس قافلہ کے ایک آدمی نے کہا: میں ان کو کفن دوں گا۔ دوسرا کہنے لگا: میں کفن دوں گا، تو ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص ایک ایک کپڑا دے دے۔ پھر انہوں نے دوات اور کاغذ لیا اور آپ کی شکل وصورت تیار کی اور کہا: کہ ہم جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو امید ہے کہ کوئی نہ کوئی ان کو جانتا ہو گا اور انہوں نے اس تصویر کو اپنے سامان میں رکھ لیا۔

پس جب انہوں نے آپ کو غسل دے لیا اور کفانے کا ارادہ کیا اور ان کے اوپر سے کپڑے ہٹائے تو ان کو جنت کا کفن پہنے ہوئے دیکھا اور دیکھنے والوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا تھا اور آپ کے کفن پر کستوری اور عنبر لگا ہوا پایا۔ جس نے دنیا کی خوشبوؤں کو ماند کر رکھا تھا۔ آپ کی پیشانی پر بھی کستوری کی ایک مہر تھی اور قدموں پر بھی اسی طرح کی مہر تھی۔

تو انہوں نے کہا: **لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**، اللہ عزوجل نے خود ان کو کفن دے دیا ہے اور بندوں کے کفنوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک بندے کی (اس خدمت کی) وجہ سے ہمیں جنت عطاء فرمائیں گے اور آپ کو اس (ٹھنڈی) رات میں بے یار و مددگار چھوڑ دینے پر سخت شرمندہ ہوئے۔ جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

پھر ان لوگوں نے آپ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا اور ایک نرم جگہ پر رکھ دیا، تاکہ آپ کی نماز جنازہ ادا کریں۔ جب انہوں نے (جنازہ میں) اللہ اکبر کہا تو آسمان سے زمین تک اور مشرق سے مغرب تک تکبیر کی آوازیں سنیں۔ جن سے ان کے کلیجے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سخت گھبراہٹ کی وجہ سے اور جو انہوں نے اپنے سروں کے اوپر سے سنا

تھا۔اس کے رعب کے چھا جانے سے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں۔

اس کے بعد آپ کو قبر کی طرف لانے کے لئے اٹھایا تو ایسے لگا جیسے ان سے آپ کو اچکا جارہا ہے اور یہ لوگ آپ کا کوئی بوجھ نہیں محسوس کر پا رہے تھے۔حتیٰ کہ آپ کو قبر کے پاس لائے،تا کہ دفن کر دیں اور دفن کر دیا اور سارا قافلہ آپ کے معاملہ میں حیران ہو کر واپس لوٹا۔پھر جب ان لوگوں نے اپنا سفر پورا کرلیا اور مسجد کوفہ میں آئے اور آپ کے واقعہ کی اطلاع دی اور آپ کی شکل وصورت بیان کی اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا اور مسجد کوفہ میں (صدمہ میں بے اختیار) رونے کی آوازیں بلند ہوگئی۔اگر یہ صورت پیش نہ آئی ہوتی تو آپ کی موت کا کسی کو بھی علم نہ ہوتا اور نہ آپ کی قبر کا پتہ ملتا،کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا تھا اور ان سے بھاگے ہوئے تھے۔اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔(آمین)(۳۲۹)

---

(۳۲۹) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

حصہ یازدہم
غیر معروف اولیاء

اللہ کے ایک محبّ کی موت

حضرت یعقوب بن اسحاق ؒ فرماتے ہیں: کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو موت کی حالت میں تھا۔ اس سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو تو اس نے کہا:

اذا انامت فالهوى حشو قلبي۔
فبداء الهوى يموت الكرم

ترجمہ: جب میں مر جاؤں تو اللہ کی محبت میرے دل کا جزو ہوگی۔ محبت کی بیماری میں ہی شان والے لوگ مرتے ہیں۔

پھر یہ دعا کی:

یامن لا یموت ارحم من یموت۔

ترجمہ: اے وہ ذات جس کو موت نہیں اس پر رحم فرما جو مر رہا ہے۔
کچھ دیر نہ گزری تھی کہ وہ فوت ہو گیا۔ (۳۳۰)۔

---

(۳۳۰) "کتاب المحتضرین" ص (۲۱۳).

اللہ کے ایک ولی کی موت

حضرت بشر بن منصورؒ جن کے بارے میں محدث عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے رقہ میں کسی کو نہیں دیکھا جسے میں بشر بن منصورؒ پر تقویٰ میں ترجیح دوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ صالحین میں سے ایک شخص کی موت کے وقت حاضر ہوئے تو وہ رو پڑے۔ ان سے پوچھا گیا آپؒ کیوں روتے ہیں؟ یہ دنیا تو وہی ہے جس کو آپؒ حضرات جانتے ہی ہیں؟ فرمایا: میں دنیا پر نہیں رو رہا' بلکہ خدا کی قسم! میں ذکر اور اہل ذکر کی مجالس سے جدائی پر رو رہا ہوں۔ (۳۳۱)۔

(۳۳۱) "كتاب المتحضرين" ص (۱۵۳).

مدینہ کے ایک بزرگؒ کی موت

حضرت محمد بن قیس المدنیؒ جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے واقعات اور قصص سناتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک شخص پر موت طاری ہوئی تو انہوں نے جزع فزع کی ان سے کہا گیا آپؒ بھی جزع فزع کر رہے ہیں فرمایا: میں کیوں نہ جزع فزع کروں۔ خدا کی قسم! اگر مدینہ کے گورنر کا کوئی پیغام رساں میرے پاس آئے تو میں اس سے گھبرا جاتا ہوں تو رب العالمین کے پیغام رساں پر کیا کیفیت ہوگی۔ (۳۳۲)۔

---

(۳۳۲) "المقلق" لابن الجوزی ص (۵۵) و "کتاب المحتضرین" ص (۱۰۲)

ایک بزرگ کی وفات

حضرت عبداللہ بن شبرمہؒ فرماتے ہیں میں حضرت عامر شعبیؒ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا ہم نے اس کو سکرات کی حالت میں پایا: ایک آدمی اس کو شہادت کی تلقین کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہو لا الٰہ الا اللہ. وہ اس کو اس کی کثرت سے تلقین کر رہا تھا۔ اس سے امام شعبیؒ نے فرمایا: اس سے نرمی کرو تو مریض بول پڑا اور کہا چاہے یہ مجھے تلقین کرے یا نہ کرے۔ میں شہادت کو نہیں چھوڑ سکتا اور یہ آیت پڑھی۔

والزمهم كلمة التقوىٰ وكانوا احق بها واهلها. (الفتح: ٢٦). ترجمہ: ان کو کلمہ تقویٰ لازم کیا یہ لوگ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے"

اس پر امام شعبیؒ نے فرمایا: الحمدلله الذى نجى صاحبنا. (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھی کو نجات عطا فرمائی)۔ (۳۳۳)۔

(۳۳۳) "التذكره فى الاستعداد ليوم الآخرة" للقرطبیؒ ص (٩١).

اللہ کا شوق رکھنے والے ایک صالح

حضرت احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں: میں ایک عبادت گزار کے پاس گیا وہ اس وقت مریض تھا۔ میں گیا اور پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا: اچھا حال ہے۔ مہربان کا اسیر ہو چکا ہوں۔ تمام اعضاء سچے مددگاروں کے ساتھ (شریعت کے) پابند ہیں۔ خدا کی قسم! جو تکلیف تم دیکھ رہے ہو اس کی کوئی جزا نہ ہوتی سوائے اس کے جو میرے دل میں اس کی محبت ہے تب بھی میں ہمیشہ اللہ پر راضی رہتا۔ دنیا کیا چیز ہے؟ اور دنیا میں جو مصیبت ہے اس کی اخیر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی یہی ہو سکتا ہے جو تکلیف آپؒ دیکھ رہے ہیں اگر اس سے زیادہ بڑھی تو مجھے (آخرت میں) راحت و سرور میں لے جائے گی۔ وہ بیماری بھی کیا خوب ہے جو محبّ کو محبوب تک پہنچا دے۔ محبوب تک پہنچنے میں بیماری کے طویل سفر نے محبّ کو غمگین کر دیا ہے۔(۳۳۴)۔

---

(۳۳۴) "العاقبة" لعبد الحق الأشبيلي" ص (٦٣).

ایک جوان کی رحلت کی حالت

حضرت مالک بن دینارؒ ایک جوان کی عیادت کے لئے گئے تو اس کو بستر پر پرانی چھوٹی مشک کی طرح کے ڈھانچے کی طرح دبلا پتلا دیکھا' آپؒ نے اس سے حال پوچھا تو زبان سے جواب دینے کی طاقت بھی نہ رکھتا تھا تو اپنی آنکھ کی پلک سے اشارہ کیا ہم وہاں موجود ہی تھے کہ ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو جوان سے اذان کا جواب سنا جو شہادتوں کے وقت اپنی انگلی سے اشارہ بھی کر رہا تھا' پھر اپنے والد کو وضو کا کہا جب وضو کر لیا تو کہا کہ مجھے قبلہ رخ کر دیں' پھر سو کر اشارے سے نماز پڑھی پھر یہ کہا:

یا مالک راحة مع بقاء الایمان یا مالک نعمة لاتعد وبلاؤه واحد.

ترجمہ: اے مالک (بن دینار) اگر ایمان باقی رہے تو راحت ہی راحت ہے۔ اے مالک (بن دینار) اس کی نعمتیں تو شمار سے باہر ہیں اور دکھ صرف ایک لاحق ہوا ہے۔ حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں: میں اس کے یقین اور صبر صدق وفا اور خالص محبت سے حیران رہ گیا' پھر تھوڑی دیر زندہ رہا اور فوت ہو گیا۔ (٣٣٥)۔

---

(٣٣٥) "العاقبة" ص (٦٣).

ایک دیہاتی کا اپنے رب سے حسن ظن

حضرت ادریس بن عبداللہ مروزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی بیمار ہوا تو اس سے کہا گیا تو مرنے والا ہے۔ کہا مجھے کہاں لے جایا جائے گا؟ کہا! اللہ کی طرف فرمایا کہ پھر مجھے کوئی ناپسندیدگی نہیں۔ پھر تو میں اس کے پاس جا رہا ہوں جس سے میں نے خیر ہی خیر دیکھی ہے۔(٣٣٦)۔

(٣٣٦) "کتاب المحتضرین" ص(٣٨)، و"حسن الظن باللہ" ص(٤٤).

ایک نیک شخص کی موت

ابوالفضل ریاشیؒ فرماتے ہیں: میں نے اصمعیؒ سے سنا کہہ رہے تھے میں ایک دن بصرہ کی جامع مسجد سے باہر نکلا، ابھی اس کی کسی گلی میں تھا کہ اچانک ایک اکھڑ اجڈ دیہاتی سامنے آیا اور اونٹنی پر بیٹھا ہوا اچانک نمودار ہوا اور اپنی تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں قوس تھی، قریب ہو کر اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کون سے قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنوالاصمع سے، کہا تم اصمعی ہو۔ میں نے کہا: ہاں! کہا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: اس جگہ سے جہاں کلام الرحمٰن پڑھا جاتا ہے۔ کہا رحمٰن کا بھی کوئی کلام ہے جس کو آدمی پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! کہا: میرے سامنے بھی کچھ پڑھ کے دکھاؤ۔ میں نے کہا پہلے اپنی اونٹنی سے اترو، وہ اترا اور میں نے سورۃ الذاریات شروع کردی۔ جب اللہ کے ارشاد **وفی السماء رزقکم وما توعدون** پر پہنچا۔ اس نے کہا: اے اصمعی! یہ رحمٰن کا کلام ہے، میں نے کہا: ہاں! اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا یہ اسی کا کلام ہے، اس کو اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر اتارا ہے۔ اس نے کہا: بس ٹھہر جاؤ۔ پھر اپنی اونٹنی سے اترا اس کو ذبح کیا اس کی کھال اتاری اور کہا: اس کی تقسیم میں میری مدد کرو، چنانچہ ہم نے اس کو ہر آنے جانے والے میں بانٹ دیا پھر اپنی تلوار اور قوس اٹھائی اور اس کو توڑ دیا اور اس کو کجاوے کے نیچے کر دیا، پھر رخ موڑ کر دیہات کی طرف چلا گیا اور وہ یہی پڑھ رہا تھا۔ **وفی السماء رزقکم وما توعدون**۔ (اور تمہارا رزق اور جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو (جنت وہ بھی آسمان میں ہے) تو میں نے اپنے نفس کو

ملامت کی اور کہا تو تو متنبہ نہ ہوا مگر دیہاتی ہوگیا، پھر جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کے لئے گیا اور مکہ میں داخل ہوا میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے باریک آواز سے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہی دیہاتی کمزور، زرد شکل میں نظر آیا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھایا اور کہا: رحمٰن کا کلام سناؤ، میں نے پھر سورۃ ذاریات سنائی۔ جب **وفی السماء رزقکم وما توعدون** پر پہنچا۔ اس دیہاتی نے بلند آواز سے کہا، جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو سچا پایا ہے، پھر کہا کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ میں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ**. (الذّٰریات: ۲۳).

ترجمہ: تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے، جیسا تم باتیں کر رہے ہو۔

دیہاتی نے چیخ کر کہا: **سبحان اللہ** کس نے شان والے رب کو غصہ دلایا، حتیٰ کہ اس کو حلف اٹھانا پڑا؟ کیا لوگوں نے اس کی تصدیق نہیں کی کہ قسم کی طرف اس کو مجبور کر دیا۔ یہ بات تین دفعہ کہی اور اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔ (۳۳۷)۔

---

(۳۳۷) "صفة الصفوة" (۳۸۲/۴)، ابن الجوزی و "کتاب التوابین" لابن قدامة ص (۲۷۹).

ایک اور عابد کی وفات

حضرت یزید رقاشیؒ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں ایک عابد کے پاس گیا۔ اس کے گھر کے لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ موت کی مشقت میں تھا۔ اس کا باپ اس کو دیکھ کر رو پڑا تو اس عابد نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کیوں روتے ہیں؟ کہا اے بیٹے! میں تیرے اپنے سے جدا ہونے پہ رو رہا ہوں اور اس پر بھی کہ تجھے کتنی مشقت پہنچ رہی ہے، پھر اس کی ماں رو پڑی۔ اس کو کہا: اے والدہ! مشفق و مہربان تو کیوں رو رہی ہے؟ کہا اے بیٹے! تیری جدائی کے غم میں روتی ہوں اور تیرے بعد وحشت کے پہنچنے پہ روتی ہوں، پھر اس کے گھر والے اور بچے بھی رو پڑے۔ ان کو دیکھ کے پوچھا: اے یتیموں کی جماعت! تھوڑی سی مسافت باقی ہے۔ کیوں روتے ہو؟ کہا ابا جان! ہم تیرے فراق پر اور تیرے بعد یتیمی کے لاحق ہونے پر روتے ہیں۔ اس نے کہا: مجھے بٹھا دو، مجھے بٹھا دو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میری دنیا کے لئے رو رہے ہو، تم میں ایسا کوئی نہیں جو میری آخرت کے لئے روئے تم میں ایسا کوئی نہیں جو اس کیلئے روئے کہ مٹی میرے چہرے پر پڑے گی، تم میں ایسا کوئی نہیں جو مجھ سے منکر نکیر کے سوالات کیلئے روئے، تم میں ایسا کوئی نہیں جو میرے رب اللہ کے سامنے میرے کھڑے ہونے کیلئے روئے۔ پھر اس نے چیخ ماری اور فوت ہوا۔ (۳۳۸)۔

---

(۳۳۸) "صفة الصفوة" (۱۸/۴).

ایک اور عابد کی وفات

حسین بن قاسم الوزّان فرماتے ہیں: ہم حضرت سیدنا عبدالواحد بن زیدؒ کے پاس تھے، آپ وعظ کر رہے تھے۔ ان کو ایک شخص نے مسجد کے کونے سے پکارا۔ کُفَّ یا ابا عبیدہ! فقد کشفت قناع قلبی. (اے ابوعبیدہ! بس کرو، تم نے میرے دل کا حجاب دور کر دیا) لیکن حضرت عبدالواحد نے توجہ نہ کی اور وعظ میں مصروف رہے اور وہ شخص کہتا رہا۔ کف یا ابا عبیدہ فقد کشفت قناع قلبی. اور عبدالواحد وعظ کرتے رہے۔ وہ اپنے وعظ کو روکتے ہی نہیں تھے۔ حتیٰ کہ خدا کی قسم! اس شخص کا سانس اکھڑنے لگا اور جان کنی میں چلا گیا، پھر اس کی روح بھی نکل گئی۔ حسین بن قاسم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں اس دن اس کے جنازہ میں شریک تھا، میں نے بصرہ میں اس دن سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔(۳۳۹)۔

---

(۳۳۹) "صفة الصفوة" (۱۸/۴).

ایک اور عابد کی وفات

حضرت ابن سماکؒ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں داخل ہوا میں نے اپنے ایک پہچان والے شخص سے کہا: مجھے اپنے عابدوں سے ملواؤ، تو وہ مجھے ایک شخص کے پاس لے گیا جس پر بالوں کا لباس تھا۔ طویل خاموشی کہ اپنا سر بھی کسی کی طرف نہیں اٹھاتا تھا۔ میں اس سے بات کرتا تھا، وہ مجھ سے بولتا نہیں تھا۔ میں اس سے واپس ہوا تو میرے دوست نے کہا: یہاں ایک بڑھیا زادہ ہے۔ آپ اس سے ملنا چاہیں گے؟ پھر ہم اس کے پاس گئے تو بڑھیا نے کہا: میرے بچے کے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر نہ کرنا کہ اس کو میرے سامنے ہی قتل کردو، کیونکہ اس کے سوا میرا کوئی نہیں، چنانچہ ہم اس جوان کے پاس پہنچے اس پر ایسا ہی لباس تھا جیسا کہ پہلے عابد پر تھا، سر جھکایا ہوا طویل خاموشی اپنائی ہوئی، پھر اپنا سر اٹھایا اور ہمیں دیکھا اور کہا سن لو! سب نے ایک میدان میں پیش ہونا ہے، پیش ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا، میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے کس کے سامنے پیش ہوں گے؟ تو اس نے ایک چیخ ماری اور فوت ہوگیا۔

ابن سماک فرماتے ہیں: پھر وہ بڑھیا آئی اور کہا: تم نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے، جب لوگوں نے جنازہ پڑھا تو میں بھی ان میں شریک تھا۔(۳۴۰)۔

"صفة الصفوة" (۴/۲۰).

بت پرستی سے توبہ کرنے والا عابد

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا، اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بت پرستش کر رہا ہے، ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے بت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا: تیرا یہ معبود خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم اس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی دارو گیر ہے اور زندوں اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے۔ اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں۔ ہم نے کہا: اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا۔ اس نے ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے خدا نے انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے کہا: رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: اللہ کی کتاب، کہا مجھے دکھاؤ۔ ہم اس کے پاس قرآن شریف لے گئے کہا میں تو جانتا نہیں تم پڑھ کر سناؤ۔ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی۔ وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل و جان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے پھر وہ

مسلمان ہوگیا۔ ہم نے اسے دین کے احکام اور چند سورتیں سکھائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا کہ بھائیو! یہ معبود جس کا تم نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے۔ ہم نے کہا: وہ سونے سے پاک ہے، وہ ہمیشہ زندہ وقائم ہے۔ اس نے کہا: تم کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو۔ اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اس نے کہا: بھائیو! مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ ہم نے قبول کر لیا چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے، میں نے اپنے یاروں سے کہا: کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہیئے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دیئے اور کہا: کہ اسے اپنے خرچ میں لانا وہ کہنے لگا: لا الــــہ الا اللہ تم تو عجب آدمی ہو۔ تم ہی نے تو مجھے راستہ بتایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے، مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا۔ میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کر دے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ نومسلم مر رہا ہے۔ اس کی خبر لو۔ یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے؟ کہا کچھ نہیں۔ جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔ خواجہ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ ہے۔ اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلّف تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک نہایت حسین نوعمر عورت جلوہ افروز ہے۔ کہتی ہے خدا کے لئے اس نومسلم کو جلد بھیجو۔ مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو

دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا۔ میں نے اسے غسل و کفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نو مسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

والملائکة یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

(اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہے تم پر پس کیا اچھا بدلہ ہے آخرت کا)۔

نوجوان عابد کی وفات

عجیب واقعہ:

حضرت ابوقدامہ شامیؒ فرماتے ہیں: میں بعض غزوات میں امیر لشکر تھا۔ میں ایک شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ثواب کی ترغیب دی۔ شہادت کی فضیلت بیان کی اور شہداء کا انعام بیان کیا، پھر لوگ بکھرے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھر چلا گیا اچانک میں نے ایک حسین ترین عورت کو دیکھا جو پکار رہی تھی اے ابوقدامہ، میں نے کہا: یہ شیطان کا مکر ہے، میں چل پڑا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کہا: صالح تو ایسے نہیں ہوا کرتے تھے، تو میں رک گیا۔ وہ آئی اور ایک رقعہ اور ایک کپڑے میں بندھا ہوا ٹکڑا میری طرف پھینکا اور روتے ہوئے واپس ہوگئی۔ میں نے رقعہ کی طرف دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

"آپ نے ہمیں جہاد کی طرف بلایا، ثواب کی ترغیب دی، میں اس پر قدرت نہیں رکھتی، میرے جسم کا جو سب سے خوبصورت ترین حصہ تھا میں نے اس کو کاٹ دیا اور وہ میری دو مینڈھیاں ہیں یہ میں آپ کو دے رہی ہوں تاکہ آپ ان کو اپنے گھوڑے کی رسی میں شامل کرلیں، شاید کہ اللہ میرے بالوں کو اپنے راستہ میں آپ کے گھوڑے کے رسہ میں دیکھ کر مجھے بخش دے۔"

صبح جب قتال کا وقت ہوا تو میں نے اچانک ایک نوجوان کو یکھا جو صفوں کے درمیان جہاد میں لڑ رہا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: اے جوان! تو تجربہ کار لیکن پیدل ہے، مجھے ڈر ہے کہ گھوڑے جولانی میں آ کر

اپنے پیروں تلے تجھے نہ روند دیں۔ اس جگہ سے ہٹ جاؤ، کہا آپ مجھے لوٹنے کا حکم دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ایھا الذین آمنو اذا لقیتم الذین کفرواز حفاً فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الامتحرفالقتال او متحیزاالی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ ومأ واہ جھنم وبئس المصیر .(الانفال: ۱۵،۱۶).

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں وہ جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو، وہ مستثنیٰ ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا، وہ اللہ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

تو میں نے اس کو اپنے ساتھ والے کمزور گھوڑے پر بٹھایا تو اس نے مجھے کہا: اے ابو قدامہ! مجھے تین تیر قرضہ میں دیدو، لیکن وہ میری منت سماجت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے کہا: ایک شرط پر دیتا ہوں۔ اگر اللہ نے شہادت کا احسان فرمایا تو تم میری شفاعت کرنا، کہا ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اس کو تین تیر دیئے۔ اس نے ایک تیر اپنے کمان میں رکھا اور کہا: اے ابو قدامہ! السلام علیکم! پھر وہ تیر مارا تو ایک رومی کو قتل کر دیا، پھر دوسرا تیر مارا اور کہا: اے ابو قدامہ! السلام علیکم اور ایک اور رومی کو قتل کر دیا، پھر ایک اور تیر مارا اور کہا: **السلام علیک سلام مودع.** (آپ پر الوداعی سلام ہو) پھر ایک تیر اس کی آنکھوں کے درمیان آ کر پیوست ہوا تو اس نے اپنا سر گھوڑے کی زین کے کوہان پر رکھا، تو میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: میرے لئے شفاعت کو نہ بھولنا تو کہا: ہاں ہاں! لیکن مجھے آپ سے

ایک کام ہے۔ جب آپ شہر میں داخل ہوں تو شہر میں میری والدہ کے پاس جانا اور اس کو سلام کہنا اور خبر دے دینا۔ یہ وہی عورت ہے جس نے آپ کو اپنے بال دیئے تھے، تاکہ آپ اپنے گھوڑے کو اس سے باندھ سکیں۔ ان کو سلام کہنا، ان کو پچھلے سال میرے والد کی شہادت کا دکھ پہنچ چکا ہے اور اس سال میرا، پھر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے قبر کھودی اور دفن کیا۔ جب ہم نے اس کی قبر سے مڑنے کا ارادہ کیا تو زمین نے اس کو باہر اگل دیا تو میرے ساتھیوں نے کہا: یہ نوجوان صالح ہے لیکن شاید یہ اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکلا تھا، میں نے کہا: زمین تو اس سے برے کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ پھر میں کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے دعا کی تو ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا: ابو قدامہ! اللہ کے ولی کو چھوڑ دو، لیکن میں اس کے پاس رہا، حتیٰ کہ سفید رنگ کے کچھ پرندے اس کے پاس اترے اور اس کے لاشہ کو کھا گئے۔ جب میں شہر پہنچا تو اس کی والدہ کے گھر گیا، جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بہن میری طرف آئی۔ جب مجھے دیکھا تو لوٹ گئی اور کہا: امی جان! ابو قدامہ ہیں، میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں ہے، پچھلے سال ہم نے اپنے باپ کا دکھ اٹھایا۔ اس سال اپنے بھائی کا، پھر اس کی والدہ میرے پاس آئی اور پوچھا کیا تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارک دینے، میں نے کہا: کیا مطلب؟ کہنے لگی! اگر وہ مر چکا تو مجھے تعزیت کرو۔ اگر شہید ہو چکا تو مجھے مبارک دو، میں نے کہا: نہیں بلکہ وہ تو شہید ہو کر مرا ہے۔ اس نے کہا: اس کی ایک علامت ہے کیا تو نے وہ بھی دیکھی تھی۔ میں نے کہا: ہاں! اس کو زمین نے قبول نہیں کیا تھا۔ پرندے اترے اور انہوں نے اس کے جسم کو نوچ لیا، اس کی ہڈیاں چھوڑ دیں تو میں نے ان کو دفن کر دیا، کہنے لگیں! الحمد للہ۔ میں نے اس کی والدہ کو اس کی

گٹھڑی سپرد کی تو اس نے اسے کھولا اور اس سے ایک ٹاٹ اور ایک لوہے کا طوق نکالا اور کہنے لگی۔ جب رات چھا جاتی تھی تو وہ اس ٹاٹ کو پہنتا تھا اور یہ طوق گلے میں ڈالتا تھا اور اپنے رب سے مناجات کرتا تھا۔ اس کی مناجات میں ایک دعا یہ بھی تھی۔ اُحشرنی من حواصل الطیور. (اے اللہ! مجھے پرندوں کے پپوٹوں سے قیامت کے دن اٹھانا) اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمالیا ہے۔(۳۴۱)۔

(۳۴۱) "صفة الصفوة" (۴/۱۹۸. ۲۰۱).

ایک خوف زدہ کی موت

ابو الادیانؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو ہی خدا سے ڈرنے والا دیکھا۔ میں میدان عرفات میں تھا جب سے لوگ میدان عرفات میں آ کر ٹھہرے اس وقت سے غروب آفتاب تک میں نے ایک نوجوان کو سر جھکائے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا: ارے دعا کے لئے ہاتھ اٹھالو۔ کہا: ڈر لگتا ہے، میں نے کہا: یہ گناہوں کی معافی کا دن ہے تو اس نے ہاتھ اٹھائے اور جیسے ہی ہاتھ اٹھائے اسی وقت مردہ ہو کر گر پڑا۔ (۳۴۲)۔

ابن خلکان ذکر کرتے ہیں: کہ حضرت ابو الاسود دلی سے ان کی وفات کے وقت کہا گیا: گناہوں کی مغفرت پر بشارت ہو۔ آپؒ نے فرمایا: جس کو معاف کیا جائے وہ حیا کہاں لے جائے؟ (۳۴۳)۔

---

(۳۴۲) "صفة الصفوة" (۴/۴۱۰).
(۳۴۳) "وفيات الأعيان" (۲/۵۳۹).

ایک نوجوان کی وفات

ہم حضرت صالح المریؒ کی مجلس میں موجود تھے۔ آپؒ گفتگو فرما رہے تھے، آپؒ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک جوان سے فرمایا: اے جوان! تلاوت کرو تو جوان نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ . مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ. (سورۃ غافر: ۱۸).

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرایئے، جس وقت کلیجے منہ کو آ جائیں گے اور غم سے گھٹ گھٹ جائیں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے۔

تو حضرت صالح المریؒ نے اس کو تلاوت سے روک کر فرمایا: ظالم کا حمایتی یا سفارشی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حق کا مطالبہ کرنے والا خود رب العالمین ہو۔ خدا کی قسم! اگر تو ظالموں کو اور گناہ گاروں کو دیکھ لے کہ وہ بیڑیوں اور طوقوں میں جہنم کی طرف ننگے پاؤں چلائے جائیں گے، ننگے جسم، منہ کالے، آنکھیں پیلی، جسم پگھلے ہوئے، ہائے ہلاکت، ہائے موت، پکارتے ہوئے ہم پر کیا مصیبت پڑی، ہم پھنس گئے، ہم کہاں لے جائے جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے ساتھ ہانک رہے ہوں گے، کبھی تو ان کو ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا اور کبھی اور صورت میں کبھی ان کو جکڑ کر ہانکا جائے گا، آنسوؤں کے ختم ہونے کے بعد کوئی خون کے آنسو روتا ہوگا اور کوئی چیخ رہا ہوگا اس کا دل ڈرا

ہوا ہوگا مبہوت ہوگا۔

خدا کی قسم! اگر تو ان کو اس حالت میں دیکھے تو، تو ایسا منظر دیکھے گا کہ تیری نگاہ بھی نہیں اٹھ سکے گی اور تیرا ہوش بھی ٹھکانے نہ رہے گا اور اس ہولناک بدحالی سے تیرے قدم نہیں ٹک سکیں گے، پھر روتے رہے۔ چیخیں نکلتی رہیں اور چیخ کر کہا: یا سوء منقلباه. (ہائے برا انجام) پھر رو پڑے اور لوگ بھی رونے لگے پھر ایک ازد قبیلے کا جوان کھڑا ہوا اور کہا: اے ابو بشر! کیا سب (گنہگار اور کافر) قیامت میں ایسے ہوں گے۔ فرمایا: اے بھتیجے اللہ کی قسم ہاں! یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں ہوگی، مجھے تو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں اتنا چلائیں گے کہ ان کی آوازیں نکلنا بھی بند ہو جائیں گی۔ صرف اتنی آواز باقی رہے گی جیسے کوئی طویل المرض لاغر ہلکی سی آواز نکال سکتا ہے تو اس جوان کی بھی چیخ نکل گئی اور کہا: انا للہ میں نے اپنے ایام زندگانی میں کیسی غفلت برتی۔ ہائے افسوس! اے میرے سردار تیری اطاعت میں نے کتنی کوتاہی کی۔ ہائے افسوس! میں نے دنیا میں اپنی عمر کو ضائع کر دیا پھر رو پڑا اور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کی:

اللّٰھمّ انی أستقبلک فی یومی ھذا بتوبة لا یخالطھا ریاء لغیرک اللّٰھم فأقبلنی علی ما کان فی واعف عما تقدم من فعلی واقل عشرتی وارحمنی ومن حضرنی وتفضل علینا بجودک و کرمک یا ارم الراحمین لک القیت معا قد الآثام من عنقی والیک انبت بجمیع جوارحی صادقا لذلک قلبی فالو یل لی ان لم تقبلنی.

ترجمہ: اے اللہ! میں آج اس دن ایسی توبہ کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں جس میں تیرے غیر کے لئے کوئی ریا شامل نہیں۔ اے اللہ!

میں جس حالت میں بھی ہوں مجھے قبول فرمالے اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہو چکے، ان کو معاف کردے اور میرے گناہوں کو کم کردے۔ مجھ پر رحم فرما اور ان پر بھی جو میرے قریب موجود ہیں۔ ہم پر اپنی سخاوت اور کرم کے ساتھ فضل فرما۔ اے ارحم الراحمین میں نے تیرے لئے اپنی گردن سے گناہوں کے طوق پھینک دیئے۔ اپنے تمام اعضاء کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے لئے میں سچے دل سے متوجہ ہوں، اگر آپ نے مجھے قبول نہ فرمایا تو میرے لئے ہلاکت ہے۔

اس کے بعد اس کی طبیعت پر غم غالب ہوا اور غش کھا کر گر گیا اور لوگوں کے درمیان سے اس کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا۔

حضرت صالح المریؒ ان کے دوست کئی دن تک اس کی عیادت کرتے رہے۔ ایک کثیر مخلوق اس کی حالت پر روتی تھی اور اس کے لئے دعا کرتی تھی۔ حضرت صالح اپنی مجلس میں اس جوان کا کثرت سے ذکر کرتے تھے۔

ایک بزرگ کی حالت

ایک بزرگ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی رونے لگی۔ آپ نے پوچھا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا: آپ کے غم میں روتی ہوں۔ فرمایا: اگر تو رونا چاہتی ہے تو اپنے اوپر رو، میں اس دن (موت) کے لئے چالیس سال تک رویا ہوں۔ (۳۴۴)۔

(۳۴۴) "احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴)۔

موت کے وقت خدا کے لئے رسوائی پر انعام کی حکایت

ایک بزرگ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بچے! میری وصیت سن اور میں جیسے کہوں ویسا کر، اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس نے کہا: اے بیٹے! میری گردن میں ایک رسی ڈال اور میری محراب کی طرف گھسیٹ اور میرے چہرہ کو خاک آلود کردے اور یہ کہہ:

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ عَصٰی مَوْلَاهُ، وَآثَرَ شَهْوَتَهُ وَهَوَاهُ، وَنَامَ عَنْ خِدْمَةِ مَوْلَاهُ.

جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی، اپنی شہوت وخواہش کو اہمیت دی اور اپنے مولیٰ کی خدمت (عبادت) سے سوگیا، اس کی یہی سزا ہے۔

کہتے ہیں جب اس نے اس سے ایسا کیا تو اس بزرگ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا:

إِلٰهِيْ وَسَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ قَدْ آنَ الرَّحِيْلُ إِلَيْكَ، وَأَزِفَ الْقُدُوْمُ عَلَيْكَ، وَلَا عُذْرَلِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ، غَيْرَ أَنَّكَ الْغَفُوْرُ وَأَنَا الْعَاصِيْ، وَأَنْتَ الرَّحِيْمُ وَأَنَا الْجَانِيْ، وَأَنْتَ السَّيِّدُ وَأَنَا الْعَبْدُ، اِرْحَمْ خُضُوْعِيْ وَذِلَّتِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنَّهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِكَ.

(ترجمہ) میرے پروردگار! میرے آقا! میرے مولیٰ! آج تیرے پاس کوچ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے اور تیرے پاس جانے کا وقت آگیا، میرا تیرے سامنے کوئی اور عذر بھی نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ آپ غفور ہیں اور میں گناہ گار، آپ رحیم ہیں اور میں مجرم، آپ آقا ہیں اور میں بندہ، آپ

اپنے سامنے میری عاجزی اور مسکینی پر رحم کھائیں کیونکہ آپ ہی قوت اور طاقت کے مالک ہیں۔

کہتے ہیں اسی وقت اس کی روح نکل گئی اور گھر کے کونے سے کسی نے اونچی آواز سے منادی کی جس کو سب حاضرین نے سنا وہ کہہ رہا تھا:

تَذَلَّل العبد لمولاہ واعتذر الیہ ممّا جناہ ، فقربہ وأدناہ، وجعل جنة الخلد ماواہ.

بندہ نے اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے کو ذلیل کیا اور اپنے جرائم کا اعتراف کیا تو اس کو آقا نے اپنا مقرب بنا دیا اور اس کو جنت الخلد کا مکین کر دیا۔(۳۴۵)

---

(۳۴۵) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

ایک کافر کی موت کے وقت ایمان لانے کی عجیب حکایت

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں ایک مجوسی کے پاس گیا جبکہ اس کا موت کا وقت قریب پہنچ چکا تھا، اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا، وہ پڑوسی بھی اچھا تھا، سیرت بھی اچھی تھی، اخلاق بھی خوب تھے، میں نے اللہ تعالی سے امید کی کہ اسے موت کے وقت اسلام کی توفیق عطاء فرما دے، تو میں نے اس سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا دل بیمار ہے، صحت مند نہیں ہوں، جسم بیمار ہے، قوت نہیں ہے، قبر وحشت ناک ہے کوئی مونس نہیں ہے، سفر دور کا ہے اور سفر خرچ نہیں ہے۔ پل صراط باریک ہے جس کے عبور کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ آگ گرم ہے جسیم نہیں ہوں، جنت بہت اونچی ہے میرا اس میں کوئی نصیب نہیں ہے اور پروردگار عادل ہے میرے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالی سے امید کی کہ وہ اسے (ایمان کی) توفیق بخشے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا کہ ان خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اس نے کہا: اے شیخ! اس کی چابی اللہ کے پاس ہے اور تالا یہاں لگا ہے۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا پھر بے ہوش ہو گیا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے الٰہی وسیدی و مولائی! اگر آپ کے پاس اس کی کوئی نیکی مقبول ہے تو دنیا سے اس کی روح پرواز کرنے سے قبل اس کے انعام میں جلدی فرماویں (یعنی اس کے بدلے اس کو ایمان کی دولت نصیب فرمادیں)۔

تو اس کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا اور اپنی آنکھیں کھولیں اور متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے شیخ! اللہ نے چابی بھیج دی ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں، میں گواہی دیتا ہوں۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله. اس کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گیا۔ (۳۴۶)

---

۱ بحر الدموع امام ابن الجوزیؒ

ایک ولی کی موت کے عجیب حالات

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حجاز (مکہ اور مدینہ) کے ارادہ سے نکلا اور کسی کو اپنا رفیق سفر نہ بنایا۔ پس میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ بیابان علاقہ میں جا پہنچا توشہ سفر ختم ہو چکا تھا اور میں ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اسی صحراء میں ایک درخت نظر آیا جس کی شاخیں گری ہوئی تھیں اور ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ پتے بھی بہت تھے۔ میں نے دل میں کہا: اس درخت کی طرف چلتا ہوں اور اس کے سایہ میں بیٹھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موت کا فیصلہ فرما دے، پس جب میں اس درخت تک پہنچا اور اس کے قریب آ گیا اور اس کے سایہ میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو اس کی ٹہنیوں میں سے ایک نے میرے چمڑے کے تھیلے کو پکڑ لیا تو وہ بچا کھچا پانی بھی بہہ گیا جس سے مجھے زندگی کی کچھ امید تھی تو مجھے ہلاکت کا یقین ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو درخت کے سایہ میں ڈال دیا اور ملک الموت کے انتظار میں لگ گیا، تاکہ میری روح قبض کرے، تو میں نے اچانک ایک غمگین آواز سنی جو غمگین شخص کے دل سے نکل رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

الٰہی، سیدی، مولائی! اگر آپ مجھ سے راضی ہیں تو آپ اس کو مزید بڑھا دیں، تاکہ یا ارحم الراحمین آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔

میں اٹھا اور اس آواز کی طرف چلنا شروع کر دیا تو میں ایک حسین چہرہ، حسین صورت آدمی کے پاس پہنچ گیا جو ریت پر پڑا ہوا تھا اور گدھ اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور اس کے گوشت کو نوچنا چاہتے تھے،

میں نے اسے سلام کیا۔اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھے کہا: اے ذوالنون !جب توشہ سفر ختم ہو چکا اور پانی بہہ چکا تو موت اور فنا ہونے کا یقین کر بیٹھا، تو میں اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس کے رونے پر ترس کھایا اور جو میں نے اس کے ساتھ ہوتے دیکھا اس پر رونے لگ گیا، پس میں اسی حالت میں تھا کہ کھانے کا ایک پیالہ میرے سامنے تھا اور اس نے زمین پر ایڑی ماری تو پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔اس نے کہا: اے ذوالنون! کھاؤ اور پیو، تم بیت اللہ شریف ضرور پہنچو گے،لیکن اے ذوالنون! مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر اس کو پورا کرو گے تو تمہیں اجر وثواب ہوگا۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے دینا اور دفن کر دینا اور درندوں اور پرندوں سے چھپا دینا، پھر چلے جانا، جب تو حج ادا کر چکے گا تو بغداد شہر پہنچے گا اور باب الزعفران سے داخل ہوگا تو وہاں پر بچوں کو کھیلتا ہوا پائے گا ان پر رنگ برنگے کپڑے ہوں گے اور تو وہاں پر ایک کمسن نوجوان کو بھی ملے گا جس کو کوئی شے بھی اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہیں کر پا رہی ہوگی۔ اس نے ایک کپڑے کے ٹکڑے سے اپنی کمر کسی ہوگی اور ایک کپڑا اپنے کندھوں پر ڈالا ہوگا۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ لکیریں پڑی ہوں گی جب تو اسے ملے تو یہی میرا بیٹا ہوگا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، پس اس کو میرا سلام کہہ دینا۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: جب میں اس کی بات سے فارغ ہوا تو اس کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد ا رسول اللہ.

اور ایک چیخ ماری کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

تو میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون. میرے پاس میرے سامان میں ایک قمیص تھا جس کو میں اپنے سے دور نہیں رکھتا تھا، پس میں نے اس کو اسی پانی سے نہلایا اور کفنایا اور خاک میں چھپا دیا اور بیت اللہ شریف کی طرف چل پڑا۔ حج کے اعمال ادا کئے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے نکل پڑا، جب بچوں کے پاس گیا جو کھیل رہے تھے اور ان پر رنگ رنگ کے کپڑے تھے، پھر میں نے نظر دوڑائی تو وہ نوجوان موصوف بیٹھا ہوا تھا اسے کوئی بھی قیمتی سے قیمتی شے علام الغیوب سے بے توجہ نہیں کر رہی تھی، اس کے چہرے پر صدمے ظاہر تھے اور ر چہرہ پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ دھاریاں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا:

النَّاسُ كلُّهمُ للعيد قد فرِحوا　　وقد فرحتُ أنا بالواحد الصَّمَدِ
النَّاسُ كلُّهمُ للعيد قد صَبَغوا　　وقد صبغتُ ثيابَ الذُّلِّ والكَمَدِ
النَّاسُ كلُّهم للعيد قد غسلوا　　وقدِ غسلتُ أنا بالدَّمع للكبد

ترجمہ:۔

(۱) سارے انسان عید کی خوشی منا رہے ہیں اور میں واحد صمد (اللہ تعالیٰ) سے خوش ہوں۔

(۲) سارے لوگ عید کے لئے خوشبوئیں لگا کر آئے ہیں اور میں نے ذلت اور بدلے ہوئے رنگ والے کپڑوں کا رنگ لگالیا ہے۔

(۳) سارے لوگ عید کے لئے غسل کر کے آئے ہیں اور میں نے دل کو آنسوؤں کے ساتھ غسل دیا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا: میرے والد کے قاصد کے لئے خوش آمدید۔ تو میں نے اسے کہا: آپ کو کس نے بتلایا۔ میں قاصد ہوں اور آپ کے والد کی طرف

سے آیا ہوں۔ کہا: اس نے جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے انہیں صحراء میں دفن کیا ہے۔ اے ذوالنون! تو سمجھتا ہے کہ تو نے میرے باپ کو صحراء میں دفن کیا ہے؟ اللہ کی قسم! میرے والد کو سدرۃ المنتہٰی کی طرف اٹھا لیا گیا ہے، لیکن تم میرے ساتھ میری دادی کی طرف چلو اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ جب دروازہ تک پہنچا تو ہلکا سا کھٹکا یا اور ایک بڑھیا ہماری طرف کو آئی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی۔ جس نے میرے حبیب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو دیکھا ہے اس کو خوش آمدید۔ میں نے کہا: آپ کو کس نے بتلایا کہ میں نے اسے دیکھا ہے؟ کہنے لگیں: جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے اسے کفن بھی دیا ہے اور یہ کفن تجھے واپس کر دیا جائے گا۔ اے ذوالنون! مجھے اپنے پروردگار کی عزت و جلال کی قسم! میرے بیٹے کے چیتھڑے پر اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔

پھر کہنے لگی: اے ذوالنون! میری آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کے ٹکڑے، میرے بیٹے کو تو نے کس طرح الوداع کیا ذرا اس کو بیان تو کر؟

میں نے اسے کہا: میں نے اسے بے آب جنگل میں ریت اور پتھروں کے درمیان اکیلے چھوڑا ہے، جو کچھ اس نے اپنے پروردگار سے امید باندھی تھی، وہ اسے نصیب ہوگئی۔ جب بڑھیا نے سنا تو بچے کو اپنے سینے سے لگالیا اور مجھ سے غائب ہوگئی اور میری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا یا زمین میں اتار دیا گیا۔ میں گھر کے کونے چھاننے لگا لیکن ان کو نہ پایا۔

پھر میں نے ایک ہاتف سے سنا: جو یہ کہہ رہا تھا: اے ذوالنون! اپنے آپ کو نہ تھکا، ان کو فرشتوں نے طلب کر لیا ہے لیکن وہ ان کو بھی نہیں مل

سکے۔ میں نے کہا: پھر وہ کہاں گئے؟ کہا کہ شہداء مشرکین کی تلواروں سے فوت ہوتے ہیں اور یہ محبین رب العالمین کے شوق میں فوت ہوتے ہیں۔ ان کو قادر مطلق بادشاہ کے سچے مقام کی طرف نور کی سواری میں اٹھالیا جاتا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: پس میں نے چمڑے کا جو برتن گم پایا تھا وہ بھی مل گیا اور کفن جو میں نے اسے پہنایا تھا۔ اس کو بھی اسی طرح برتن میں لپٹا ہوا پایا جس طرح سے پہلے لپٹا ہوا تھا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں نفع پہنچائے۔

فائدہ: یہ واقعہ مذکورہ اولیاء کی کرامات پر مشتمل ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی عزت بخشی۔ یہ کرامات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں جب چاہیں جس کے حق میں چاہیں ظاہر کر دیں اور اگر نہ چاہیں تو اولیاء کے حق میں تو کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کے معجزات کو کبھی ظاہر نہ کریں اور بعض اوقات ان کی دعاؤں کو بھی قبول نہ کریں، جیسا کہ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام وغیرہ حضرات انبیاء و مرسلین کی دعائیں بھی قبول نہ فرمائیں۔ یہ شان جلالی ہے اور جب عنایت کرنے پر آئیں تو اپنے اولیاء اور نیک بندوں کو بھی بڑی کرامات سے نواز دیں۔ اس واقعہ کی مذکورہ کرامات بھی اسی قسم سے ہیں لیکن بعض لوگ ان کرامات کو دیکھ کر بہت سے غلط نظریات اولیاء کرام سے وابستہ کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطاء فرمائے۔ (آمین) (۳۴۷)

---

(۳۴۷) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

تین بزرگوں کی عبادتوں کے مختلف تین انعامات

حضرت احمد بن عبدالفتح فرماتے ہیں: میں نے حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک باغ میں تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے دستر خوان رکھا ہوا ہے اور وہ اس سے تناول فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے ابونصر! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا: رحم فرمایا ہے اور بخشش فرما دی ہے۔ ساری جنت کو میرے لئے حلال کر دیا ہے اور فرمایا ہے اس کے پھلوں سے کھاؤ۔ اس کی نہروں سے پیو اور جو کچھ اس میں ہے سب سے نفع اٹھاؤ۔ جیسا کہ تو دنیا میں خواہشات سے اپنے نفس کو روکتا تھا (آج اس کا یہ انعام ہے) میں نے پوچھا: آپ کے بھائی حضرت امام احمد بن حنبل کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ جنت کے دروازہ پر ان اہل سنت کی شفاعت کر رہے ہیں جو یہ کہتے تھے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی سے کیا معاملہ فرمایا: تو انہوں نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا: وہ بہت دور ہیں، بہت دور ہیں ہمارے اور ان کے درمیان کئی پردے ہیں۔ حضرت معروف نے جنت کے شوق سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ دوزخ کے خوف سے عبادت کی تھی بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے عبادت کی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو رفیق اعلیٰ میں بلند کر دیا اور اپنے اور ان کے درمیان سے پردہ کو ہٹا دیا ہے۔

یہ مجرب تریاق ہے، جس کی اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو وہ حضرت معروف کرخی کی قبر پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ انشاء اللہ اس کی دعا سنی جائے گی۔ (۳۴۸)

---

(۳۴۸) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

ایک بزرگ کی کیفیت اور ماں کی تڑپ

ایک عابد سے منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے طاقت کے زمانہ میں تیری نافرمانی کی اور کمزوری کے زمانہ میں تیری اطاعت کی، جب میں موٹا تازہ تھا تو میں نے تجھے غصہ دلایا اور جب دبلا پتلا ہوا تیری عبادت کی، کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ نے مجھے میرے خوف سمیت قبول فرمالیا ہے یا میرے جرم کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: پھر ان پر غشی طاری ہوگئی اور زمین پر گر پڑے اور ان کی پیشانی پھٹ گئی تو ان کی ماں ان کی طرف اٹھی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پیشانی کو پونچھا اور روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی: دنیا میں میری آنکھ کی ٹھنڈک، آخرت میں میرے دل کا ثمرہ، اپنی بوجھل بڑھیا (ماں) سے گفتگو تو کر اور پریشان ماں کو جواب تو دے۔ وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: یہ نوجوان اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آیا اور اپنے ہاتھ جگر پر رکھے ہوئے تھا اور روح جسم میں تڑپ رہی تھی، آنسو اس کے رخسار اور داڑھی پر لگا تار بہہ رہے تھے تو اس نے بڑھیا سے کہا: اے ماں! یہ وہی دن ہے، جس سے تو مجھے ڈرایا کرتی تھی اور یہی وہ اکھاڑہ ہے جس سے مجھے خوف دلاتی تھی۔ یہ ہولناکیوں کا میدان ہے اور بوجھ اترنے کی جگہ ہے۔ ہائے گزرے ہوئے زمانوں پر افسوس اور ان طویل زمانوں پر افسوس جن میں میں نے اپنے بخت نہیں سنوارے۔

اے اماں! مجھے اپنی جان کی فکر ہے کہ میں طویل مدت تک دوزخ میں نہ پڑا رہوں۔ میں گھبراتا ہوں، اگر مجھے اس میں سر کے بل پھینک دیا جائے۔ میں اس کے صدمہ میں ہوں، اگر اس میں ہی میرے سانس ٹوٹ گئے۔

اے اماں! میں جو کہوں ویسا کردو۔

ماں نے کہا: میرے بچے جان تم پر قربان۔ کیا چاہتے ہو؟

کہا: میرا رخسار مٹی پر رکھ دے اور اپنے پاؤں سے اس کو روند دے، تاکہ میں دنیا میں ذلت کا مزہ چکھ لوں اور اپنے آقا و مولیٰ کی لذت پالوں، شاید وہ مجھ پر ترس کھائے اور شعلہ مارتی ہوئی دوزخ سے نجات بخشے۔

اس کی ماں کہتی ہے کہ میں اسی وقت اٹھی اور اس کے رخسار کو خاک سے لتھیڑ دیا اس وقت اس کی آنکھوں سے۔ پرنالہ کی طرح آنسو جاری تھے اور میں نے اپنے قدم سے اس کے رخسار کو لتاڑا تو وہ کمزور آواز سے کہنے لگا، جو گناہ کرتا ہے اور نافرمان بنتا ہے اس کی یہی سزا ہے، جو خطاء کرتا ہے اور برائی کرتا ہے اس کی یہی جزاء ہے۔ اس کی یہی سزا ہے جو اپنے مولیٰ کے دروازہ پر نہیں آتا، اس کی یہی سزا ہے جو خداوند برتر و بالا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

ماں کہتی ہے: پھر اس نے اپنا رخ قبلہ کی جانب کیا اور کہا:

لبیّکَ لبیّکَ، لا إلٰه إلّا أنتَ سبحانک إنّی کنتُ مِنَ الظّالمین.

ترجمہ:- میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ پاک ہیں، میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں، پھر وہ جوان اسی جگہ پر انتقال کر گیا، بعد میں اس کی ماں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے جو بادل سے نمودار ہوا ہو، تو اس سے پوچھا، اے بیٹے! تیرے ساتھ تیرے مولیٰ کا معاملہ کیسا رہا؟ کہا: میرا مرتبہ بلند کر دیا اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ قرب بخشا تو ماں نے پوچھا: اے بیٹے! وہ بات جو میں نے تیری موت کے وقت

سنی تھی وہ کیا تھی؟ کہا: اے اماں! ایک ہاتف نے پکارا تھا اور مجھے کہا تھا: اے عمران اللہ کے قاصد کے پاس آجا تو میں نے اس کو جواب دیا تھا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے لبیک کہی تھی۔ (رحمۃ اللہ علیہ) (۳۴۹)

---

(۳۴۹) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

حبشی بزرگ کی وفات

امام ابن المبارک فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا جبکہ لوگ بارش کے قحط میں مبتلا تھے اور مسجد حرام میں بارش کی دعا کر رہے تھے۔ میں ان لوگوں میں بنی شیبہ کے دروازہ کی جانب تھا کہ ایک غلام آیا جس پر کھدر کے دو ٹکڑے تھے، ایک کو چادر کے طور پر باندھے ہوئے تھا دوسرے کو اپنے کندھے پر ڈالے ہوئے تھا اور وہ میرے پہلو میں ایک پوشیدہ جگہ میں پڑ گیا، میں نے اس سے سنا تو وہ یہ کہہ رہا تھا:

اے میرے مالک ! گناہوں کی کثرت اور عیبوں کی سیاہی نے (انسانوں کے) چہروں کو بوسیدہ کر دیا ہے۔ آپ نے ہم سے آسمانوں کی بارش اس لئے روک لی، تا کہ اس سے مخلوق کو تنبیہ کرے۔ اے حلیم و بردبار! میں آپ سے التجا کرتا ہوں، اے وہ ذات جس کو آپ کے بندے صرف محسن جانتے ہیں، ان کو ابھی ابھی بارش دیدے۔

حضرت امام ابن المبارک فرماتے ہیں: وہ یہی کہتا جا رہا تھا ''ان کو ابھی بارش دیدے، ان کو ابھی بارش دیدے'' یہاں تک کہ فضا بادل سے بھر گئی اور بادل سے مشکیزوں کے مونہوں کے برابر بڑی بڑی بوندیں گرنے لگیں اور وہ غلام اپنی اسی جگہ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ادا کرنے لگ گیا۔ پس میں نے رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ اٹھ گیا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا، حتیٰ کہ میں نے اس کے مکان کا پتہ لگالیا، پھر میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا وجہ ہے میں آپ کو افسردہ دیکھ رہا ہوں؟ میں نے انہیں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارا

غیر سبقت لے گیا ہے اور اللہ نے ہمارے علاوہ اس سے دوستی کر لی ہے۔

تو انہوں نے پوچھا: کیا واقعہ ہے؟ تو میں نے ان کو سارا واقعہ عرض کیا تو ان کی چیخ نکل گئی اور (بیہوش ہو کر) زمین پر گر گئے۔

پھر فرمایا: اے ابن مبارک! تم پر افسوس ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں نے عرض کیا: فی الحال وقت کم ہے، میں اس کے حالات کا پتہ لگاتا ہوں۔

جب کل ہوئی اور میں نے صبح کی نماز ادا کر لی تو اس کے مکان پر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا، تو (اس غلام کے) دروازہ پر ایک بوڑھا بیٹھا تھا جس کے نیچے چادر بچھی ہوئی تھی، جب اس نے مجھے دیکھا تو پہچان گیا اور کہنے لگا۔ اے ابو عبدالرحمٰن! خوش آمدید! کیسے تشریف آوری ہوئی ہے؟ میں نے کہا: مجھے ایک غلام کی ضرورت ہے، اس نے کہا: اچھی بات ہے۔ میرے پاس بہت غلام ہیں، جس کو چاہو پسند کر لو۔ تو اس نے چیخ کر ایک غلام کو بلایا تو ایک موٹا تازہ غلام نکلا تو اس نے کہا: یہ نیک سیرت ہے، میں آپ کے لئے اس کو پسند کرتا ہوں۔

میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وہ ایک کے بعد دوسرے کو بلاتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اس غلام کو بلا لیا، جب میں نے اس کو دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

اس بوڑھے نے کہا: یہ درست ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

تو اس نے کہا: اس کو تو میں کسی صورت بھی فروخت نہیں کروں گا۔

میں نے کہا: کس لئے نہیں بیچو گے؟

اس نے کہا: میں نے اس گھر میں اس کی بہت برکات دیکھی ہیں، جب سے یہ میرے پاس آیا ہے مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔

میں نے اس سے پوچھا: اس کا کھانا کہاں سے آتا ہے۔

کہا: کھجور کی رسیاں بٹ کر درہم کا چھٹا حصہ یا اس سے کم وبیش کما لیتا ہے۔ اگر یہ بک جائیں تو یہی اس کی گزراوقات ہے ورنہ سارا دن ویسے ہی گزار دیتا ہے۔ مجھے غلاموں نے اس کے متعلق بتلایا ہے کہ یہ ان لمبی راتوں میں بھی نہیں سوتا اور کسی سے میل جول نہیں رکھتا، اپنے نفس کا بڑا خیال رکھتا ہے اور میں بھی اس کے ساتھ دل سے محبت کرتا ہوں۔

میں نے اس بوڑھے سے کہا: حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری (یہ دونوں نہایت اونچے درجہ کے بزرگ اور محدث فقیہ ہیں) کے پاس بغیر کسی کام کے چلو۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: (جب وہ ان سے ملاقات کر کے واپس آیا تو) میں دوبارہ اس کے پاس گیا اور نہایت ہی منت وسماجت کر کے سوال کیا تو اس نے کہا: آپ کا میرے پاس چل کر آنا بڑی اہمیت رکھتا ہے، آپ جس کو چاہیں لے جائیں۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: میں نے اس غلام کو خرید لیا اور اسے ساتھ لے کر حضرت فضیل کے مکان کی طرف چل پڑا۔ میں کچھ دیر ہی چلا تھا کہ اس نے مجھے کہا: اے میرے آقا!

میں نے اسے کہا: لبیک۔

اس نے کہا: آپ لبیک نہ کہیں، غلام ہی اس لائق ہے کہ وہ اپنے آقا کو لبیک کہے۔

میں نے اس سے کہا: اے میرے دوست آپ کی کیا حاجت ہے؟

اس نے کہا: میں کمزور بدن ہوں، خدمت کی طاقت نہیں رکھتا، کسی دوسرے غلام سے آپ کو زیادہ فوائد ہوتا۔ اس بوڑھے نے آپ کے لئے اس غلام کو پیش کیا تھا جو مجھ سے موٹا تازہ اور طاقتور تھا۔

میں نے کہا: اگر میں آپ سے خدمت لوں تو اللہ تعالیٰ میری طرف رحمت کی نظر ہی نہ کرے۔ میرے آپ کو خریدنے کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ کو اولاد کی جگہ دوں گا، آپ کی شادی کراؤں گا اور میں خود آپ کی خدمت کروں گا۔

تو وہ رو پڑا۔

میں نے اس سے کہا: آپ کو کس شے نے رلایا ہے؟

اس نے کہا: آپ یہ کیوں کریں گے؟ آپ نے میرا کوئی ربط اللہ تعالیٰ سے یقیناً دیکھ لیا ہے۔ ورنہ آپ نے صرف مجھے ان غلاموں میں سے کیوں خریدا؟

میں نے کہا: واقعی! اس کے سوا آپ سے میری حاجت نہیں ہے۔

اس نے مجھے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے اس رابطہ کے متعلق ضروری بتلائیں۔

میں نے کہا: تمہاری دعا کی قبولیت کی وجہ سے۔

تو اس نے کہا: انشاء اللہ مجھے لگتا ہے کہ تو نیک آدمی ہے۔ اللہ کی مخلوق میں کچھ نیک لوگ ہوتے ہیں، جن کی شان اپنے محبوب لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے اور ان کے حالات کا اظہار بھی اپنے پسندیدہ حضرات کے سامنے کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: آپ کچھ دیر میری انتظار کریں، میری رات کی کچھ رکعتیں باقی رہتی ہیں۔ (میں ان کو پورا کرنا چاہتا ہوں)۔

میں نے کہا: حضرت فضیل کا گھر یہ (سامنے) ہے۔

اس نے کہا: نہیں مجھے یہیں پر اچھا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیتے، پھر وہ مسجد میں داخل ہو گیا اور بہت دیر تک نماز میں مشغول رہا، پھر

میرے پاس اپنے ایک ارادہ کے ساتھ آیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:
اے ابوعبدالرحمٰن آپ کا کوئی کام ہے؟
میں نے کہا: کیوں؟
اس نے کہا: کیونکہ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔
میں نے کہا: ہاں جانا چاہتے ہو؟
اس نے کہا: آخرت کی طرف۔
میں نے کہا: ایسا نہ کرو، کچھ وقت تو مجھے دیدو کہ میں آپ سے فائدہ حاصل کرسکوں۔
اس نے کہا: زندگی تو اس وقت تک پسند تھی، جب تک معاملہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تھا لیکن اب جب آپ اس پر مطلع ہو گئے ہیں تو آپ کے علاوہ کوئی اور بھی مطلع ہوسکتا ہے۔ جس کی مجھے ضرورت نہیں ہے، پھر وہ منہ کے بل گر پڑا اور یہ کہہ رہا تھا:

إلٰهی اقبضنی السّاعة السّاعة.

(ترجمہ:۔ اے مالک! اسی وقت میری جان قبض کرلے، اسی وقت میری جان قبض کرلے) پس میں نے اس کے قریب ہو کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ خدا کی قسم! میں جب بھی اس کو یاد کرتا ہوں تو بہت غمزدہ ہتا ہوں، میری نظر میں دنیا چھوٹی ہو جاتی ہے اور عمل حقیر معلوم ہتا ہے۔ اللہ اس پر بھی رحمت فرمائے اور اس کے طفیل ہم پر بھی رحمت فرمائے۔ (آمین) (۳۵۰)

---

(۳۵۰) صفوة الصفوة ۲/۲۶۸، ۲۷۲، طبقات ق ۱۴۰، ۱۴۱، الرقه والبقاء ابن قدامه ۲۵۷، ۲۵۹.

ایک محبوب خدا کی وفات

حضرت عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں لبنان کے ایک پہاڑ پر اس لئے چڑھا تا کہ میں ایسے آدمی کی زیارت کروں جس سے میں ادب سیکھوں اور اپنے اخلاق کی اصلاح کروں۔ پس اللہ تعالی نے مجھے ایک غار میں ایک بزرگ سے ملا دیا، میں نے اس بزرگ کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر انوار چھلکتے تھے اور سکینت اور وقار چھایا ہوا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے مجھے بہترین طریقہ سے جواب دیا۔ اسی اثناء میں میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ زبردست بارش شروع ہو گئی اور جل تھل ہو گئی۔ مجھے شرم آئی، ان بزرگ کی اجازت کے بغیر غار میں پناہ لوں تو انہوں نے مجھے خود بلایا اور اپنے سامنے ایک چٹان پر بٹھا دیا۔ اسی طرح کی ایک چٹان پر وہ نماز بھی ادا کیا کرتے تھے۔ میرا دل بارش کی وجہ سے اور میرے ان کی جگہ کو تنگ کرنے کی وجہ سے گھٹ رہا تھا، انہوں نے مجھے زور سے فرمایا: یہ بات خدا کی شرائط میں سے ہے کہ تواضع اور تابعداری اختیار کی جائے۔

میں نے پوچھا: محبت کی علامت کیا ہے؟

فرمایا: جب بدن سانپ کی طرح بل کھا رہا ہو اور دل شوق کی آگ میں بھنا جا رہا ہو تو جان لے کہ دل محبت سے بھرا ہوا ہے اور ہر مصیبت جس کا محبوب مشاہدہ کرتا ہے نعمت ہے۔ اس سب کا عوض ہے لیکن محبوب کا کوئی عوض نہیں۔ تم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف دیکھو جنہوں نے عتاب اور گرفت کا مشاہدہ کیا لیکن ان کے ساتھ ہجر نہیں تھی۔ اس لئے یہ عتاب اور

گرفت ان کے لئے تحفہ اور نعمت بن گئی تھی اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

جسدٌ نـاحِـلٌ ودمعٌ يفيض وهـوى قـاتـلٌ وقـلـبٌ مريضٌ
وسـقـامٌ عـلـى التّنائى شديدٌ وهـمـومٌ وحُـرُقةٌ ومـضـيـضٌ
ياحبيبَ القُلوبِ قلبى مريضٌ والهـوى قاتلى ودمعى يفيضُ
إن يـكـن عـاشـقٌ طويلٌ بلاه. فبلائى بك الطَّويلُ العريضُ

ترجمہ:۔

(۱) میرا جسم کمزور ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ خواہش قاتل ہے اور دل مریض ہے۔

(۲) آخرت کی تیاری کا مرض بہت لگا ہوا ہے۔ فکر بھی بہت ہیں، سوز بھی ہے اور مصیبت سے دکھی بھی ہوں۔

(۳) اے دلوں کا محبوب میرا دل مریض ہے، خواہش میری قاتل ہے اور آنسو میرے بہہ رہے ہیں۔

(۴) اگر عاشق طویل مصیبت کا شکار ہوتا ہے تو میری مصیبت آپ کی خاطر بڑی طویل وعریض ہے۔

حضرت عبدالاعلی بن علی فرماتے ہیں: کہ ان بزرگ نے اس کے بعد ایک زوردار چیخ ماری کہ مردہ ہوکر زمین پر گر پڑے۔ پس میں اس نیت سے باہر نکلا تا کہ کوئی ایسا آدمی دیکھوں جو میرے ساتھ ان کے کفن دفن کا تعاون کرے، مگر مجھے کوئی نہ ملا

تو میں غار کی طرف لوٹ آیا اور میں نے انہیں تلاش کیا تو ان کا کہیں نام ونشان تک نہ پایا تو میں ان کے معاملہ میں حیران اور فکر مند ہوا کہ ایک ہاتف سے یہ کہتے ہوئے سنا:

رُفِعَ المحبُّ إلى المحبوب وفاز بالبُغيةِ والمطلوب.

ترجمہ:۔ محبّ کو محبوب کی طرف اٹھالیا گیا اور یہ اپنے مقصود ومطلوب میں کامیاب ہوگیا۔(۳۵۱)

(۳۵۱) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

حضرت ذوالنون اور ایک بزرگی کی حکایت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اپنے سفر میں بہت پیاس لگی تو میں پانی کی طلب میں کسی ساحل کی طرف چل پڑا، تو میرے سامنے ایک شخص آیا جس نے حیا اور احسان کو اپنا لباس بنا رکھا تھا، رونے اور غم کھانے کی قمیض پہن رکھی تھی اور ساحل سمندر پر کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے سلام پھیرا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا: اس نے جواب دیا "وعلیکم السلام یا ذاالنون" اے ذوالنون تم پر بھی سلام ہو۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ آپ نے مجھے کہاں سے پہچان لیا ہے۔ فرمایا: میرے دل سے انوار معرفت کی شعاع نے آپ کے دل کے نور محبت کی روشنی کو جھانکا تو میری روح نے اسرار کے حقائق کے ساتھ پہچان لیا اور محبت عزیز و جبار (اللہ تعالی) میں میرے تجسس نے آپ کے بھید کو پالیا۔

فرمایا: غیر اللہ سے انس وحشت ہے اور غیر اللہ پر انحصار و توکل ذلت ہے۔

حضرت ذوالنون نے فرمایا: آپ اس سمندر کے جوش وخروش کو نہیں سنتے اور ان موجوں کا تلاطم نہیں دیکھتے۔

انہوں نے فرمایا: آپ کو اس سے زیادہ پیاس تو نہیں ہے؟

میں نے کہا: ہاں! اس کے بعد انہوں نے قریب ہی ایک جگہ پانی کی بتلائی تو میں نے پانی پیا اور لوٹ کر کے آیا تو اس کو دھاڑیں مار مار کر روتا ہوا

پایا۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟

فرمایا: اے ابوالفیض (یہ حضرت ذوالنون کی کنیت ہے) اللہ تعالی کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالی نے محبت کے ایک جام سے ایک گھونٹ ایسا پلایا ہے جس سے ان کی لذت و آرام سب رخصت ہو گئے ہیں۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے اولیاء اللہ کی طرف رہنمائی فرمائیں فرمایا: یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے خدمت عبادت کو صرف اللہ کے لئے ادا کیا اور ولایت کے مستحق ہوئے، ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے، جس کے صلہ میں ان کے دلوں میں نور عطا کر دیا گیا۔

فرمایا: اللہ سے محبت رکھنے والا حیرانی کے عالم میں اور غم کے سمندر میں غرق رہتا ہے۔

میں نے پوچھا: معرفت کی کیا علامت ہے؟

فرمایا: عارف خداوندی اپنی معرفت کے ساتھ جنت کی طلب نہیں رکھتا اور نہ دوزخ سے پناہ چاہتا ہے۔ صرف اس کو اللہ کی معرفت ہی کافی ہوتی ہے، اس کے سوا وہ کسی کو اہمیت نہیں دیتا۔

اس کے بعد انہوں نے ایک چیخ ماری اور روح پرواز کر گئی تو جہاں پر ان کا انتقال ہوا میں نے ان کو وہیں دفن کر دیا اور ان سے واپس ہو گیا۔ (۳۵۲)

---

(۳۵۲) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

ایک بزرگ کی حکایت

حضرت علی بن یحییٰؒ اپنی کتاب ''لوامع انوار القلوب'' میں فرماتے ہیں: میں عسقلان (ایک علاقہ کا نام ہے کے ایک بزرگ کی صحبت میں رہا۔ یہ حضرت خوب رونے والے تھے بہتر عبادت کرنے والے تھے۔ کامل ادب والے تھے، رات کو تہجد گزارتے تھے۔ دن نیک کاموں میں گزارتے تھے ۔میں ان کو دعاؤں میں اکثر (عبادت میں کوتاہی پر) معذرت اور استغفار کرتا دیکھتا تھا۔ یہ ایک روز لکام پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہوئے، جب شام ہوئی تو میں نے پہاڑی حضرات اور خانقاہوں کے حضرات کو دیکھا جو تیزی سے ان بزرگ کی طرف آرہے ہیں اور ان کی دعا سے برکت حاصل کررہے ہیں، جب صبح ہوئی اور ان بزرگ نے جانے کی تیاری کی تو ان حضرات میں سے ایک آدمی اٹھا اور عرض کیا: آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا: عبادت میں تقصیر پر معذرت کیا کرو، اگر تیرا عذر قبول ہوگیا اور مغفرت پر فائز ہوگیا تو تجھے (جنت کے) اونچے مقامات کی طرف لے جائیں گے۔ جہاں تو اپنی آرزوؤں اور امنگوں کو پورا ہوتا پائے گا۔ اس کے بعد آپ کے رو پڑے اور ایک چیخ ماری اور اس جگہ سے چل دیئے۔ اس کے بعد تھوڑا سا عرصہ گزرا تھا کہ آپ کا آپ نتقال ہوگیا۔

حضرت علی بن یحییٰؒ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟

کہا: میرے دوست! (اللہ تعالیٰ) اس سے بہت اونچے ہیں کہ کوئی گناہ گار اس سے معافی طلب کرے اور وہ اس کو نامراد کردیں اور اس کا عذر

قبول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قبول کیا ہے، میرے گناہ معاف کردیئے ہیں اور اس لکام پہاڑ والوں کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی ہے۔ (۳۵۳)

(۳۵۳) بحر الدموع امام ابن الجوزی.

کعبہ کے پردوں سے لپٹ کرآہ وزاری کرنیوالی خاتون

یعلی بن حکیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: میں نے اس بیت اللہ کی حرمت کرنے والا اوراس کا زیادہ حریص بصرہ میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے ایک رات ایک لڑکی کو دیکھا جو کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔ آہ وزاری کے ساتھ دعا کر رہی تھی، حتیٰ کہ اسی حالت میں فوت ہوگئی۔ (۳۵۴)۔

---

(۳۵۴) "سیر اعلام النبلاء" (۴/۳۳۴).

حصہ دوازدہم
عابدین وزاہدین

عابدوزاہد

حضرت ابوعمر محمد بن احمد مقدسیؒ

یہ شیخ موفق بن قدامہؒ کے بھائی تھے۔ چنانچہ آپؒ کے بھائی موفق ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے شیخ تھے، ہمارے مربی تھے، ہمارے محسن تھے۔ ہمیں پڑھایا تھا اور ہمیں علم کا حریص بنایا تھا۔ یہ ہمیں ترجیح دیتے تھے اور اپنے اہل خانہ کو محتاج چھوڑ دیتے تھے، آپ نے بہت اونچے درجہ کا مدرسہ اور کارخانہ بنایا تھا، آپ مستجاب الدعوات تھے، جب بھی کسی بخار والے کو تعویذ لکھ کر دیا اللہ نے اسے شفاء دی۔ (۳۵۵)۔

آپؒ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اخیر عمر میں مسلسل روزے شروع کر دیئے تو ان کے گھر والوں نے ان کو ملامت کی تو فرمایا: میں اپنی زندگی کے ایام کو غنیمت جان کر روزے رکھ رہا ہوں، اگر میں ضعیف ہو گیا تو روزوں سے عاجز ہو جاؤں گا۔ اگر مر گیا تو عمل ہی منقطع ہو جائے گا۔

آپؒ کے شاگرد حافظ ضیاءؒ فرماتے ہیں: آپ اپنے بڑھاپے کی عمر میں بھی رات کی عبادت نہیں چھوڑتے تھے۔ انہوں نے جماعت کے ساتھ سفر کیا تو رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اپنے ساتھیوں کی چوکیداری بھی کرتے تھے۔ اپنی موت سے پہلے بیماری کی حالت میں کھانا کم کر دیا تھا، حتیٰ کہ سوکھی ٹہنی کی طرح ہو گئے تھے، جب فوت ہوئے تو آپ انگلیوں پر تسبیح شمار کر رہے تھے۔ (۳۵۶)۔

---

(۳۵۵) "الذیل علی طبقات الحنابلة" ص (۵۷).

(۳۵۶) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۲/۵۲۔۵۳).

حضرت ضیاءؒ اور ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: آپ حسین چہرہ والے تھے۔ عبادت کے انوار چہرے پر جھلکتے تھے، کثرتِ روزہ اور کثرتِ نماز کی وجہ سے جسم کمزور تھا۔ (۳۵۷)۔

آپؒ کی وفات سے ایک رات پہلے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قاسیون پہاڑ گر گیا ہے یا اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو (معبرین نے) اس کی تعبیر آپؒ کی موت کے ساتھ دی تھی۔

(۳۵۷) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۲/۵۶).

حکیم بن مطلب القرشی مخزومیؒ

آپؒ اہل مدینہ میں قریش کے سخی لوگوں میں سے تھے۔ لوگوں سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ اپنی موت سے کچھ دیر پہلے فرمایا: یہ ملک الموت ہیں کہہ رہے ہیں ہر سخی کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں، اس بات کے بعد آپ فوت ہوگئے۔ (۳۵۸)۔

(۳۵۸) "الوافی بالوفیات" (۱۳/۱۲۳).

ملامت کی اور کہا تو تو متنبہ نہ ہوا مگر دیہاتی ہو گیا، پھر جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کے لئے گیا اور مکہ میں داخل ہوا میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے باریک آواز سے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہی دیہاتی کمزور، زرد شکل میں نظر آیا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھایا اور کہا: رحمٰن کا کلام سناؤ، میں نے پھر سورۃ ذاریات سنائی۔ جب وفی السماء رزقکم وما توعدون پر پہنچا۔ اس دیہاتی نے بلند آواز سے کہا، جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو سچا پایا ہے، پھر کہا کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ میں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْن. (الذّٰریات: ۲۳).

ترجمہ: تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے، جیسا تم باتیں کر رہے ہو۔

دیہاتی نے چیخ کر کہا: سبحان اللہ کس نے شان والے رب کو غصہ دلایا، حتیٰ کہ اس کو حلف اٹھانا پڑا؟ کیا لوگوں نے اس کی تصدیق نہیں کی کہ قسم کی طرف اس کو مجبور کر دیا۔ یہ بات تین دفعہ کہی اور اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔ (۳۳۷)۔

(۳۳۷) "صفة الصفوة" (۳۸۲/۴)، ابن الجوزی و "کتاب التوابین" لابن قدامة ص (۲۷۹).

ایک اور عابد کی وفات

حضرت یزید رقاشیؒ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں ایک عابد کے پاس گیا۔ اس کے گھر کے لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ موت کی مشقت میں تھا۔ اس کا باپ اس کو دیکھ کر رو پڑا تو اس عابد نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کیوں روتے ہیں؟ کہا اے بیٹے! میں تیرے اپنے سے جدا ہونے پہ رو رہا ہوں اور اس پر بھی کہ تجھے کتنی مشقت پہنچ رہی ہے، پھر اس کی ماں رو پڑی۔ اس کو کہا: اے والدہ! مشفق و مہربان تو کیوں رو رہی ہے؟ کہا اے بیٹے! تیری جدائی کے غم میں روتی ہوں اور تیرے بعد وحشت کے پہنچنے پہ روتی ہوں، پھر اس کے گھر والے اور بچے بھی رو پڑے۔ ان کو دیکھ کے پوچھا: اے یتیموں کی جماعت! تھوڑی سی مسافت باقی ہے۔ کیوں روتے ہو؟ کہا ابا جان! ہم تیرے فراق پر اور تیرے بعد یتیمی کے لاحق ہونے پر روتے ہیں۔ اس نے کہا: مجھے بٹھا دو، مجھے بٹھا دو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میری دنیا کے لئے رو رہے ہو، تم میں ایسا کوئی نہیں جو میری آخرت کے لئے روئے تم میں ایسا کوئی نہیں جو اس کیلئے روئے کہ مٹی میرے چہرے پر پڑے گی، تم میں ایسا کوئی نہیں جو مجھ سے منکر نکیر کے سوالات کیلئے روئے، تم میں ایسا کوئی نہیں جو میرے رب اللہ کے سامنے میرے کھڑے ہونے کیلئے روئے۔ پھر اس نے چیخ ماری اور فوت ہوا۔ (۳۳۸)۔

---

(۳۳۸) "صفة الصفوة" (۱۸/۴).

ایک اور عابد کی وفات

حسین بن قاسم الوزّان فرماتے ہیں: ہم حضرت سیدنا عبدالواحد بن زیدؒ کے پاس تھے، آپ وعظ کر رہے تھے۔ ان کو ایک شخص نے مسجد کے کونے سے پکارا۔ کُفَّ یا ابا عبیدہ! فقد کشفت قناع قلبی.
(اے ابوعبیدہ! بس کرو، تم نے میرے دل کا حجاب دور کر دیا) لیکن حضرت عبدالواحد نے توجہ نہ کی اور وعظ میں مصروف رہے اور وہ شخص کہتا رہا۔ کف یا ابا عبیدہ فقد کشفت قناع قلبی. اور عبدالواحد وعظ کرتے رہے۔ وہ اپنے وعظ کو روکتے ہی نہیں تھے۔ حتیٰ کہ خدا کی قسم! اس شخص کا سانس اکھڑنے لگا اور جان کنی میں چلا گیا، پھر اس کی روح بھی نکل گئی۔ حسین بن قاسم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں اس دن اس کے جنازہ میں شریک تھا، میں نے بصرہ میں اس دن سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔(۳۳۹)۔

(۳۳۹) "صفة الصفوة" (۴/۱۸).

ایک اور عابد کی وفات

حضرت ابن سماکؒ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں داخل ہوا میں نے اپنے ایک پہچان والے شخص سے کہا: مجھے اپنے عابدوں سے ملواؤ، تو وہ مجھے ایک شخص کے پاس لے گیا جس پر بالوں کا لباس تھا۔ طویل خاموشی کہ اپنا سر بھی کسی کی طرف نہیں اٹھاتا تھا۔ میں اس سے بات کرتا تھا، وہ مجھ سے بولتا نہیں تھا۔ میں اس سے واپس ہوا تو میرے دوست نے کہا: یہاں ایک بڑھیا زادہ ہے۔ آپ اس سے ملنا چاہیں گے؟ پھر ہم اس کے پاس گئے تو بڑھیا نے کہا: میرے بچے کے سامنے جنت اور جہنم کا ذکر نہ کرنا کہ اس کو میرے سامنے ہی قتل کردو، کیونکہ اس کے سوا میرا کوئی نہیں، چنانچہ ہم اس جوان کے پاس پہنچے اس پر ایسا ہی لباس تھا جیسا کہ پہلے عابد پر تھا، سر جھکایا ہوا طویل خاموشی اپنائی ہوئی، پھر اپنا سر اٹھایا اور ہمیں دیکھا اور کہا سن لو! سب نے ایک میدان میں پیش ہونا ہے، پیش ہونے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوگا، میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے کس کے سامنے پیش ہوں گے؟ تو اس نے ایک چیخ ماری اور فوت ہوگیا۔

ابن سماک فرماتے ہیں: پھر وہ بڑھیا آئی اور کہا: تم نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے، جب لوگوں نے جنازہ پڑھا تو میں بھی ان میں شریک تھا۔ (۳۴۰)۔

---

(۳۴۰) "صفة الصفوة" (۲۰/۴).

بت پرستی سے توبہ کرنے والا عابد

شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا، اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص بت پرستش کررہا ہے، ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے بت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا: تیرا یہ معبود خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم اس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی داروگیر ہے اور زندوں اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے۔ اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں۔ ہم نے کہا: اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا۔ اس نے ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لئے خدا نے انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے کہا: رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: اللہ کی کتاب، کہا مجھے دکھاؤ۔ ہم اس کے پاس قرآن شریف لے گئے کہا میں تو جانتا نہیں تم پڑھ کر سناؤ۔ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی۔ وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل و جان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے پھر وہ

مسلمان ہوگیا۔ ہم نے اسے دین کے احکام اور چند سورتیں سکھائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا کہ بھائیو! یہ معبود جس کا تم نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے۔ ہم نے کہا: وہ سونے سے پاک ہے، وہ ہمیشہ زندہ وقائم ہے۔ اس نے کہا: تم کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو۔ اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اس نے کہا: بھائیو! مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ ہم نے قبول کرلیا چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے، میں نے اپنے یاروں سے کہا: کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہئے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دیئے اور کہا: کہ اسے اپنے خرچ میں لانا وہ کہنے لگا: **لا الٰــــہ الا اللہ** تم تو عجب آدمی ہو۔ تم ہی نے تو مجھے راستہ بتایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے، مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا۔ میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کردے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ نومسلم مر رہا ہے۔ اس کی خبر لو۔ یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے؟ کہا کچھ نہیں۔ جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔ خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ ہے۔ اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلّف تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک نہایت حسین نوعمر عورت جلوہ افروز ہے۔ کہتی ہے خدا کے لئے اس نومسلم کو جلد بھیجو۔ مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی تو

دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا۔ میں نے اسے غسل وکفن دے کر دفن کر دیا۔ جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نومسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

والملائکة یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

(اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہے تم پر پس کیا اچھا بدلہ ہے آخرت کا)۔

نوجوان عابد کی وفات

عجیب واقعہ:

حضرت ابوقدامہ شامیؒ فرماتے ہیں: میں بعض غزوات میں امیر لشکر تھا۔ میں ایک شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ثواب کی ترغیب دی۔ شہادت کی فضیلت بیان کی اور شہداء کا انعام بیان کیا، پھر لوگ بکھرے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھر چلا گیا اچانک میں نے ایک حسین ترین عورت کو دیکھا جو پکار رہی تھی اے ابوقدامہ، میں نے کہا: یہ شیطان کا مکر ہے، میں چل پڑا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کہا: صالح تو ایسے نہیں ہوا کرتے تھے، تو میں رک گیا۔ وہ آئی اور ایک رقعہ اور ایک کپڑے میں بندھا ہوا ٹکڑا میری طرف پھینکا اور روتے ہوئے واپس ہوگئی۔ میں نے رقعہ کی طرف دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

''آپ نے ہمیں جہاد کی طرف بلایا، ثواب کی ترغیب دی، میں اس پر قدرت نہیں رکھتی، میرے جسم کا جو سب سے خوبصورت ترین حصہ تھا میں نے اس کو کاٹ دیا اور وہ میری دو مینڈھیاں ہیں یہ میں آپ کو دے رہی ہوں تاکہ آپ ان کو اپنے گھوڑے کی رسی میں شامل کر لیں، شاید کہ اللہ میرے بالوں کو اپنے راستہ میں آپ کے گھوڑے کے رسہ میں دیکھ کر مجھے بخش دے۔''

صبح جب قتال کا وقت ہوا تو میں نے اچانک ایک نوجوان کو یکھا جو صفوں کے درمیان جہاد میں لڑ رہا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: اے جوان! تو تجربہ کار لیکن پیدل ہے، مجھے ڈر ہے کہ گھوڑے جولانی میں آ کر

اپنے پیروں تلے تجھے نہ روند دیں۔ اس جگہ سے ہٹ جاؤ، کہا آپ مجھے لوٹنے کا حکم دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ایھا الذین آمنو اذا لقیتم الذین کفرواز حفاً فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الامتحرفالقتال او متحیزاالی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ ومأ واہ جھنم وبئس المصیر .(الانفال: ۱۵،۱۶).

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں وہ جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو، وہ مستثنیٰ ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا، وہ اللہ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

تو میں نے اس کو اپنے ساتھ والے کمزور گھوڑے پر بٹھایا تو اس نے مجھے کہا: اے ابو قدامہ! مجھے تین تیر قرضہ میں دیدو، لیکن وہ میری منت سماجت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے کہا: ایک شرط پر دیتا ہوں۔ اگر اللہ نے شہادت کا احسان فرمایا تو تم میری شفاعت کرنا، کہا ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اس کو تین تیر دیئے۔ اس نے ایک تیر اپنے کمان میں رکھا اور کہا: اے ابوقدامہ! **السلام علیکم!** پھر وہ تیر مارا تو ایک رومی کو قتل کر دیا، پھر دوسرا تیر مارا اور کہا: اے ابوقدامہ! **السلام علیکم** اور ایک اور رومی کو قتل کر دیا، پھر ایک اور تیر مارا اور کہا: **السلام علیک سلام مودع.** (آپ پر الوداعی سلام ہو) پھر ایک تیر اس کی آنکھوں کے درمیان آ کر پیوست ہوا تو اس نے اپنا سر گھوڑے کی زین کے کوہان پر رکھا، تو میں اس کی طرف بڑھا اور کہا: میرے لئے شفاعت کو نہ بھولنا تو کہا: ہاں ہاں! لیکن مجھے آپ سے

ایک کام ہے۔ جب آپ شہر میں داخل ہوں تو شہر میں میری والدہ کے پاس جانا اور اس کو سلام کہنا اور خبر دے دینا۔ یہ وہی عورت ہے جس نے آپ کو اپنے بال دیئے تھے، تاکہ آپ اپنے گھوڑے کو اس سے باندھ سکیں۔ ان کو سلام کہنا، ان کو پچھلے سال میرے والد کی شہادت کا دکھ پہنچ چکا ہے اور اس سال میرا، پھر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے قبر کھودی اور دفن کیا۔ جب ہم نے اس کی قبر سے مڑنے کا ارادہ کیا تو زمین نے اس کو باہر اگل دیا تو میرے ساتھیوں نے کہا: یہ نوجوان صالح ہے لیکن شاید یہ اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکلا تھا، میں نے کہا: زمین تو اس سے برے کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ پھر میں کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے دعا کی تو ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا: ابو قدامہ! اللہ کے ولی کو چھوڑ دو، لیکن میں اس کے پاس رہا، حتیٰ کہ سفید رنگ کے کچھ پرندے اس کے پاس اترے اور اس کے لاشہ کو کھا گئے۔ جب میں شہر پہنچا تو اس کی والدہ کے گھر گیا، جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بہن میری طرف آئی۔ جب مجھے دیکھا تو لوٹ گئی اور کہا: امی جان! ابو قدامہ ہیں، میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں ہے، پچھلے سال ہم نے اپنے باپ کا دکھ اٹھایا۔ اس سال اپنے بھائی کا، پھر اس کی والدہ میرے پاس آئی اور پوچھا کیا تعزیت کرنے آئے ہو یا مبارک دینے، میں نے کہا: کیا مطلب؟ کہنے لگی! اگر وہ مر چکا تو مجھے تعزیت کرو۔ اگر شہید ہو چکا تو مجھے مبارک دو، میں نے کہا: نہیں بلکہ وہ تو شہید ہو کر مرا ہے۔ اس نے کہا: اس کی ایک علامت ہے کیا تو نے وہ بھی دیکھی تھی۔ میں نے کہا: ہاں! اس کو زمین نے قبول نہیں کیا تھا۔ پرندے اترے اور انہوں نے اس کے جسم کو نوچ لیا، اس کی ہڈیاں چھوڑ دیں تو میں نے ان کو دفن کر دیا، کہنے لگیں! الحمدللہ۔ میں نے اس کی والدہ کو اس کی

گٹھڑی سپرد کی تو اس نے اسے کھولا اور اس سے ایک ٹاٹ اور ایک لوہے کا طوق نکالا اور کہنے لگی۔ جب رات چھا جاتی تھی تو وہ اس ٹاٹ کو پہنتا تھا اور یہ طوق گلے میں ڈالتا تھا اور اپنے رب سے مناجات کرتا تھا۔ اس کی مناجات میں ایک دعا یہ بھی تھی۔ أحشرني من حواصل الطيور. (اے اللہ! مجھے پرندوں کے پپوٹوں سے قیامت کے دن اٹھانا) اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول فرمالیا ہے۔ (۳۴۱)۔

---

(۳۴۱) "صفة الصفوة" (۱۹۸/۴. ۲۰۱).

ایک خوف زدہ کی موت

ابوالادیانؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو ہی خدا سے ڈرنے والا دیکھا۔ میں میدان عرفات میں تھا جب سے لوگ میدان عرفات میں آ کر ٹھہرے اس وقت سے غروب آفتاب تک میں نے ایک نوجوان کو سر جھکائے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا: ارے دعا کے لئے ہاتھ اٹھالو۔ کہا: ڈر لگتا ہے، میں نے کہا: یہ گناہوں کی معافی کا دن ہے تو اس نے ہاتھ اٹھائے اور جیسے ہی ہاتھ اٹھائے اسی وقت مردہ ہو کر گر پڑا۔ (۳۴۲)۔

ابن خلکان ذکر کرتے ہیں: کہ حضرت ابوالاسود دلی سے ان کی وفات کے وقت کہا گیا: گناہوں کی مغفرت پر بشارت ہو۔ آپؒ نے فرمایا: جس کو معاف کیا جائے وہ حیا کہاں لے جائے؟ (۳۴۳)۔

---

(۳۴۲) "صفة الصفوة" (۴/۴۱۰).

(۳۴۳) "وفيات الأعيان" (۲/۵۳۹).

ایک نوجوان کی وفات

ہم حضرت صالح المریؒ کی مجلس میں موجود تھے۔ آپؒ گفتگو فرمارہے تھے، آپؒ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک جوان سے فرمایا: اے جوان! تلاوت کرو تو جوان نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ . مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ. (سورة غافر: ۱۸).

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرایئے، جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے اور غم سے گھٹ گھٹ جائیں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے۔

تو حضرت صالح المریؒ نے اس کو تلاوت سے روک کر فرمایا: ظالم کا حمایتی یا سفارشی کیسے ہوسکتا ہے جبکہ حق کا مطالبہ کرنے والا خود رب العالمین ہو۔ خدا کی قسم! اگر تو ظالموں کو اور گناہ گاروں کو دیکھ لے کہ وہ بیڑیوں اور طوقوں میں جہنم کی طرف ننگے پاؤں چلائے جائیں گے، ننگے جسم، منہ کالے، آنکھیں پیلی، جسم پگھلے ہوئے، ہائے ہلاکت، ہائے موت، پکارتے ہوئے ہم پر کیا مصیبت پڑی، ہم پھنس گئے، ہم کہاں لے جائے جارہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ فرشتے ان کو آگ کے گرزوں سے ساتھ ہانک رہے ہوں گے، کبھی تو ان کو ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا اور کبھی اور صورت میں کبھی ان کو جکڑ کر ہانکا جائے گا، آنسوؤں کے ختم ہونے کے بعد کوئی خون کے آنسو روتا ہوگا اور کوئی چیخ رہا ہوگا اس کا دل اڑا

ہوا ہوگا مبہوت ہوگا۔

خدا کی قسم! اگر تو ان کو اس حالت میں دیکھے تو تو ایسا منظر دیکھے گا کہ تیری نگاہ بھی نہیں اٹھ سکے گی اور تیرا ہوش بھی ٹھکانے نہ رہے گا اور اس ہولناک بدحالی سے تیرے قدم نہیں ٹک سکیں گے، پھر روتے رہے۔ چیخیں نکلتی رہیں اور چیخ کر کہا: یا سوء منقلباه. (ہائے برا انجام) پھر رو پڑے اور لوگ بھی رونے لگے پھر ایک ازدقبیلے کا جوان کھڑا ہوا اور کہا: اے ابو بشر! کیا سب (گنہگار اور کافر) قیامت میں ایسے ہوں گے۔ فرمایا: اے بھتیجے اللہ کی قسم ہاں! یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں ہوگی، مجھے تو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ وہ جہنم میں اتنا چلائیں گے کہ ان کی آوازیں نکلنا بھی بند ہو جائیں گی۔ صرف اتنی آواز باقی رہے گی جیسے کوئی طویل المرض لاغر ہلکی سی آواز نکال سکتا ہے تو اس جوان کی بھی چیخ نکل گئی اور کہا: انا للہ میں نے اپنے ایام زندگانی میں کیسی غفلت برتی۔ ہائے افسوس! اے میرے سردار تیری اطاعت میں نے کتنی کوتاہی کی۔ ہائے افسوس! میں نے دنیا میں اپنی عمر کو ضائع کر دیا پھر رو پڑا اور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا کی:

اللّٰهمَّ انی أستقبلک فی یومی هذا بتوبة لا یخالطها ریاء لغیرک اللّٰهم فأقبلنی علی ما کان فی واعف عما تقدم من فعلی واقل عشرتی وارحمنی ومن حضرنی وتفضل علینا بجودک و کرمک یا ارم الراحمین لک القیت معا قد الآثام من عنقی والیک انبت بجمیع جوارحی صادقا لذلک قلبی فالویل لی ان لم تقبلنی.

ترجمہ: اے اللہ! میں آج اس دن ایسی توبہ کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں جس میں تیرے غیر کے لئے کوئی ریا شامل نہیں۔ اے اللہ!

میں جس حالت میں بھی ہوں مجھے قبول فرمالے اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہو چکے، ان کو معاف کردے اور میرے گناہوں کو کم کردے۔ مجھ پر رحم فرما اور ان پر بھی جو میرے قریب موجود ہیں۔ ہم پر اپنی سخاوت اور کرم کے ساتھ فضل فرما۔ اے ارحم الراحمین میں نے تیرے لئے اپنی گردن سے گناہوں کے طوق پھینک دیئے۔ اپنے تمام اعضاء کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے لئے میں سچے دل سے متوجہ ہوں، اگر آپ نے مجھے قبول نہ فرمایا تو میرے لئے ہلاکت ہے۔

اس کے بعد اس کی طبیعت پر غم غالب ہوا اور غش کھا کر گر گیا اور لوگوں کے درمیان سے اس کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا۔

حضرت صالح المریؒ ان کے دوست کئی دن تک اس کی عیادت کرتے رہے۔ ایک کثیر مخلوق اس کی حالت پر روتی تھی اور اس کے لئے دعا کرتی تھی۔ حضرت صالح اپنی مجلس میں اس جوان کا کثرت سے ذکر کرتے تھے۔

ایک بزرگ کی حالت

ایک بزرگ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی رونے لگی۔ آپ نے پوچھا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا: آپ کے غم میں روتی ہوں۔ فرمایا: اگر تو رونا چاہتی ہے تو اپنے اوپر رو، میں اس دن (موت) کے لئے چالیس سال تک رویا ہوں۔ (۳۴۴)۔

(۳۴۴) "احیاء علوم الدین" (۵۱۳/۴).

کرنے والا نہیں ہے۔

ابن واصل فرماتے ہیں: کہ وہ کہا کرتے تھے میں نے بہت دفعہ اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کیا، لیکن میں اس کو حاصل نہیں کر سکا۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بستر پر شہادت کا ثواب پایا کیونکہ لوگوں کی زبان پر یہی مشہور رہو۔

انور الدین الشهید(۳۷۲)

(نورالدین شہید ہے)۔

(۳۷۲) "سیر اعلام النبلاء" ترجمة محمود بن زنكى(۲۰/ ۵۳۱ . ۵۳۹)

حضرت اسدالدین شیرکوہ بن شاذیؒ

یہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے چچا تھے اور مصر کے علاقوں کے فاتح تھے۔ سلطان نورالدین زنگیؒ کے مصر کے لشکروں کے سپہ سالار تھے۔ اتنے بڑے بہادر تھے کہ فرنگی ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ فرنگیوں کو جب انہوں نے بلبیس کا احاطہ کیا تھا، مار بھگایا اور قاہرہ میں داخل ہوئے اور اپنی حکومت قائم کی، لیکن ''خوانیق،، کے مقام پر اچانک موت نے آلیا اور شہادت حاصل کی۔ (۳۷۳)۔

---

۳۷۳) ''سیر اعلام النبلاء'' (۲۰/۵۸۷.۵۸۹).

حضرت وزیر ابوالمظفر یحیٰ بن محمد بن ہبیرہؒ

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: میں نے غسل کے وقت ان کے چہرہ اور جسم پر کچھ ایسے آثار دیکھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو زہر دیا گیا ہے۔ ان کی سیرت کا مصنف لکھتا ہے کہ مجھے ابو حامد احمد بن عیسیٰ الفقیہ الحنبلیؒ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا جبکہ میں جزیرۂ ابن عمر کے علاقہ میں تھا گویا کہ فرشتوں کی ایک جماعت مجھے کہہ رہی ہے کہ اس رات بغداد میں اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی فوت ہو گیا ہے تو میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور اپنا خواب اپنے ساتھیوں کو سنایا اور اس رات کی تاریخ نوٹ کر لی۔ جب میں بغداد پہنچا تو پوچھا اس رات کون فوت ہوا تھا تو مجھے بتایا گیا کہ اس رات وزیر عون بن ہبیرہؒ فوت ہوئے تھے۔

حضرت سلطان محمد بن ابی عامر المعافریؒ

بڑی ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ اندلس کے مشکل اوقات میں حکمران بنائے گئے تو انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کا علم بلند کیا اور عمر کے طویل حصہ میں جنگ کی قیادت کرتے رہے۔ اتنی کثیر تعداد میں ان کو فتوحات حاصل ہوئیں کہ اندلس میں اور کسی کو اس قدر نہ ہوئیں۔ فتوحات حاصل کرتے کرتے عیسائیوں کے سب سے بڑے شہر ''شنت یا قب،، تک پہنچ گئے۔

''البیان المغرب،، کے مصنف لکھتے ہیں حالتِ جہاد میں ان کے غزوات میں ان کے چہرے پر جو غبار پڑتا تھا اس کو یہ جمع کراتے رہے۔ خدام اس غبار کو منزل بہ منزل رومالوں کے ساتھ پونچھ لیتے تھے، حتیٰ کہ اس سے بہت بڑی تھیلی بھر گئی۔ اس کے بارے میں تاکید کی کہ اس کو حنوط کے ساتھ ملا دینا۔ اس کو وہ جہاں بھی جاتے تھے اپنے کفن کے ساتھ رکھتے تھے ان کو خیال تھا کہ کسی وقت بھی موت آ سکتی ہے۔ انہوں نے اپنا کفن اپنے والد کی وراثت میں سے پاکیزہ ترین پیسوں سے اور اپنی بیٹیوں کے سوت کاتنے سے بنایا تھا۔ یہ اللہ تعالی سے دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالی ان کو جہاد کے راستہ میں وفات دے اور ایسا ہی ہوا۔

ایک غزوہ میں فتح حاصل کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ شہر سالم میں ان کی وفات ہوئی اور ان کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ ان کی قبر پر یہ دو شعر لکھے گئے:

آثارہ تنبیک عن أخبارہ　　حتی کأنک بالعیون تراہ
تاللہ لا یأتی الزمان بمثلہ　　ابداً ولا یحمی الثغور سواہ
(۳۷۴)

ترجمہ:۱۔ اس سلطان کے آثار ہی تجھے اس کے حالات کی خبر دیں گے، گویا کہ تو ان کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

۲۔ خدا کی قسم! ایسا شخص کبھی نہیں آئے گا اور نہ ہی اس کے بغیر سرحدوں کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔

---

(۳۷۴) "البیان المغرب" (۲/۴۳۰).

حضرت سلطان مراد فاتح بلغاریہ وفاتح بوسنیاؒ

اس معرکے کے مرد کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے بلغاریہ کے تمام شہر فتح کرائے تھے۔اس کی قید میں بلغاریہ کے بادشاہ شیمان کو بھی مار ڈالا تھا۔ اسی فاتح نے سرب کے بادشاہ لازراور بوسنیا کےاور ہرسک کے بادشاہوں کے دماغ درست کیے، بوسنیا کے شہر بھی فتح کیےاور ''قوص اوہ،، کے معرکے میں جب دل حلق میں اٹک رہے تھے اس وقت سلطان مراد اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت الحاح وزاری کے ساتھ دعا کی۔ اسلام اور مسلمان کیلئے مدد نازل کرنے کی بھی دعا کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے راستے میں شہادت نصیب فرمائے۔

ترکی مؤرخ عبدالقادر دادہ اوغلو اپنی کتاب ''التاریخ العثمانی المصور،، سلطان مراد کی اس رات کی اس دعا کو اس طرح نقل کرتے ہیں:

اِلٰهِیْ وَ مَوْلَایَ، تَقَبَّلْ دُعَائِیْ وَ تَضَرُّعِیْ، وَأَنْزِلْ عَلَیْنَا بِرَحْمَتِکَ غَیْثًا یُطْفِئُ مِنْ حَوْلِنَا غُبَارَ الْعَوَاصِفِ، وَاغْمِرْنَا بِضِیَاءٍ یُبَدِّدُ مِنْ حَوْلِنَا ظُلُمَاتِ اللَّیْلِ الْبَهِیْمِ، حَتّٰی نَتَمَکَّنَ مِنْ اَبْصَارِنَا مَوَاقِعَ عَدُوِّنَا، فَنُقَاتِلَهٗ فِی الْغَدِ فِیْ سَبِیْلِکَ دِیْنِکَ الْعَزِیْزِ.

اِلٰهِیْ وَ مَوْلَایَ اِنَّ الْمُلْکَ وَالْقُوَّةَ لَکَ ، تَمْنَحُهُمَا لِمَنْ تَشَاءُ مِنْ عِبَادِکَ ، وَاَنَا عَبْدُکَ الْعَاجِزُ الْفَقِیْرُ اِلٰی رَحْمَتِکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَجَهْرِیْ وَاُقْسِمُ بِعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ اَنَّنِیْ لَا اَبْتَغِیْ مِنْ جِهَادِیْ حُطَامَ الدُّنْیَا الْفَانِیَةِ وَلٰکِنَّنِیْ اَبْتَغِیْ رِضَاکَ وَلَا

شَیٌٔ غَیرُ رِضَاکَ.

یَا رَبِّ اجْعَلْنِیْ فِدَاءً لِلْمُسْلِمِیْنَ جَمِیْعاً وَلَا تَجْعَلْنِیْ سَبَباً فِیْ هَلَاکِ اَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ سَبِیْلٍ غَیْرِ سَبِیْلِکَ الْقَوِیْمِ، وَانْجِهِمْ یَا رَبِّ مِنَ الْوُقُوْعِ فِیْ اَسْرِ الْکَافِرِیْنَ وَانْصُرْهُمْ عَلٰی عَدُوِّهِمْ.

اِلٰهِیْ وَمَوْلَایَ، اِنْ کَانَ فِیْ اِسْتِشْهَادِیْ نَجَاةٌ لِجُنْدِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا تَحْرِمْنِیْ الشَّهَادَةَ فِیْ سَبِیْلِکَ لِأَنْعَمِ الْجِوَارِ جِوَارِکَ.

اِلٰهِیْ وَمَوْلَایَ، لَقَدْ شَرَّفْتَنِیْ بِأَنْ هَدَیْتَنِیْ اِلٰی طَرِیْقِ الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِکَ فَزِدْنِیْ تَشْرِیْفاً بِالْمَوْتِ فِیْ سَبِیْلِکَ.

ترجمہ: اے میرے معبود مولیٰ! میری دعا اور عاجزی کو سن اور ہم پر اپنی رحمت سے ایسی بارش برسا دے جو ہمارے آس پاس کے غبار کے مرغولوں کو بٹھا دے اور ایسی روشنی عطاء فرما جس سے ہمارے آس پاس کے تاریک رات کے اندھیرے چھٹ جائیں، حتیٰ کہ ہم اپنے دشمن کے مواقع جنگ کو دیکھ سکیں اور ہم تیرے راستہ میں تیرے غالب دین کے لئے لڑ سکیں۔

اے میرے الٰہ مولیٰ! حکومت وقوت صرف تیرے پاس ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے، میں تیری رحمت کا محتاج اور عاجز بندہ ہوں، تو میری پوشیدہ اور ظاہری حالت کو جانتا ہے، میں تیری عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے جہاد کرنے میں فانی دنیا کو اپنے ماتحت نہیں کرنا چاہتا بلکہ تیری رضا چاہتا ہوں آپ کی رضا کے سوا مجھے کوئی چیز مطلوب نہیں ہے۔

اے رب! مجھے اپنے تمام مسلمانوں کا فدیہ بنا دے، اپنے راستہ کے

علاوہ کسی راستہ میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کے لئے مجھے ہلاکت کا سبب نہ بنا اوران سب مسلمانوں کو یارب! کافروں کی قید میں جانے سے محفوظ رکھ اوران کے دشمنوں پران کی مدد فرما۔

الٰہی ومولائی! اگر میری شہادت میں مسلمانوں کے لشکر کے لئے نجات ہے تو مجھے اپنے راستہ میں شہادت سے محروم نہ فرما، تاکہ میں آپ کے جوار رحمت سے نعمتیں پاؤں اورآپ کا جوار (پڑوس) سب سے بہتر پڑوس ہے۔

میرے اللہ ومولا! مجھے آپ نے اپنے راستے میں جہاد کی ہدایت سے مشرف فرمایا پس اپنے راستے میں شہادت کے شرف کا بھی اضافہ فرما دے۔

سلطان عادل مجاہد محمود بن محمد گجراتیؒ

سلطان محمود بیگرہؒ بہترین سلاطین میں سے تھے۔ ۸۴۶ھ میں حکومت سنبھالی اور قلعہ و دواز کو فتح کیا، جس میں بت پرستوں کا مشہور ترین بت موجود تھا۔ ہندو اس کا حج کرتے تھے۔ اپنے زمانہ حکومت میں عدل قائم کیا اور شریعت نافذ کی۔ علماء اور صالحین کی تربیت کا انتظام کیا، شہر تعمیر کیے، مساجد اور مدارس کی بنیاد رکھی۔ کثرت سے زراعت اور پھلدار درختوں کی شجر کاری کی اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی۔

مرض الموت میں قبر کو کھول کر اس پر بیٹھے اور یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا اَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَسَهِّلْهُ وَاجْعَلْهُ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: اے اللہ! یہ آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے، اس کو آسان کر دے اور اس کو جنت کا باغ بنادے۔

اس کے بعد اس قبر کو چاندی کے ساتھ بھرا اور اس چاندی کو صدقہ کر دیا۔ (۳۷۵)۔

(۳۷۵) "الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام" (۳۱۰،۳۰۴/۴).

حضرت سلطان فاضل مظفر الحلیم گجراتیؒ

یہ مذکورہ سلطان محمود بن محمدؒ کے صاحبزادہ تھے۔ علامہ ابوالحسن علی الندوی اپنی کتاب المسلمون فی الهند میں لکھتے ہیں:

''ان میں سے ایک سلطان، فاضل، عادل، محدث، فقیہ مظفر حلیم گجراتی تھے۔

جن سے تاریخ نے اخلاص، ایمان، احتساب، تقویٰ، عزیمت پر عمل، عدل وایثار، حمیت فی الدین، تبحر فی العلم کے نوادر نقل کئے، جس کا وجود ملوک وسلاطین تو کیا بڑے بڑے زاہد ربانیین بڑے مخلصین کی سیرتوں میں بھی نادر الوجود ہے۔

یہ قول، فعل میں سنت نبویہؐ کے آثار کی پیروی کرتے تھے اور احادیث نبویہؐ کے نصوص پر عمل کرتے تھے، بیشتر اوقات میں موت کو یاد کرتے اور روتے تھے۔

آخری ایام زندگانی میں جمعہ کے دن محل میں جا کر لیٹ گئے، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پانی منگوایا، وضو کیا اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھی اور حرم میں جو نماز کی جگہ تھی وہاں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ عورتیں آپ کے پاس جمع ہو گئیں، ان کی زندگی سے ناامید تھیں رو رہی تھیں، فراق پر غم کھا رہی تھیں۔ جس کے بعد لوٹنا نہیں تھا۔ سلطان نے انہیں ایسے صبر کا حکم دیا جس پر صبر کا وعدہ کیا گیا ہے پھر ان میں مال تقسیم کیا، ان کو الوداع کیا اور اللہ سبحانہ کے سپرد کیا پھر وہاں سے نکل کر ایک گھڑی بیٹھے، پھر راجہ حسین ملقب بہ اشجع الملک کو اپنے قریب کر کے فرمایا: اللہ نے علم کے

ساتھ تیری قدر کو بلند کیا ہے۔ بس میں چاہتا ہوں کہ تو میری وفات کے وقت موجود رہے اور مجھ پر سورۃ یٰس پڑھے اور اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دے اور میرے عیوب کی پردہ پوشی کرے۔ پھر اذان سنی تو فرمایا: کیا نماز کا وقت ہوگیا۔ اسدالملک نے جواب دیا یہ نمازِ جمعہ کی تیاری کی اذان ہے جو وقت سے قبل دی جاتی تھی، سلطان نے فرمایا: ظہر کی نماز میں تمہارے پاس پڑھوں گا اور عصر کی نماز اپنے پروردگار کے پاس جنت میں، انشاء اللہ تعالی، پھر حاضرین کو نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دی اور مصلیٰ منگوایا اور نماز پڑھی اور اللہ سبحانہ وتعالی سے پوری توجہ اور دل کی رغبت سے دعا مانگی جیسا کوئی اپنے محل سے جدا ہو کر قبر میں جانے کے لئے دعا کرتا ہے ان کی دعا کا آخری حصہ یہ تھا:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ. (یوسف: ۱۰۱).

ترجمہ: اے میرے پروردگار! تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے) اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کرلیجئے۔

پھر اپنی جائے نماز سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں پھر اپنے پلنگ پر لیٹ گئے، حواس کام کر رہے تھے، چہرہ قبلہ رخ تھا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کہ ان کی روح نکل گئی، خطیب منبر پر ان کیلئے دعا کر رہا تھا۔

وفی ذلک عبرة لمن القی السمع وهو شهید. (۳۷۶).

شیخ ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں سلطان حلیمؒ نے اپنی مرض الوفات میں اللہ کی نعمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہر وہ حدیث جسے میں نے اپنے استاد مسند عالی مجد الدینؒ سے ان کے مشائخ سے روایت کیا، اس کے الفاظ بھی مجھے یاد ہیں۔ اس کی سند بھی مجھے یاد ہے، میں اس کے راوی کی نسبت کو بھی جانتا ہوں، اس کے معتبر ہونے کو بھی اس کے شروع کے حال سے لے کر اس کی وفات کے حال تک کو بھی، کوئی آیت ایسی نہیں مگر اللہ نے مجھ پر اس کی یادداشت کا اور اس کی تاویل کے فہم کا اور اس کے اسباب نزول کا اور اس کے علم قرأت کا احسان فرمایا ہے، اور فقہ کی یہ حالت ہے کہ مجھے اس کا اتنا استحضار ہے جتنا میں من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین کے مفہوم کو سمجھتا ہوں، کئی مہینوں سے میں اتنے وقت کو صوفیہ کے طریقہ پر استعمال کر رہا ہوں اور تزکیہء انفاس کے لئے مشائخ نے جو طریقہ مقرر کیا ہے اس میں مشغول ہوں۔ اس پر عمل کرتے ہوئے جو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: من تشبه بقوم فهو منهم. جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، وہ انہیں میں سے ہے اور اب میں ان کی برکات میں شامل ہونے کی طمع رکھتا ہوں۔ امید کے بھروسہ پر، میں نے (تفسیر) معالم التنزیل کا پڑھنا شروع کیا تھا اب میں اس کے اختتام کے قریب ہوں، مجھے امید ہے کہ میں اس کو بھی انشاء اللہ جنت میں ختم کروں گا، پھر ان کی روح نکل گئی جبکہ وہ سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کر رہے تھے۔ (۳۷۷)۔

---

(۳۷۶) "الاعلام بمن فی تاریخ الهند من الاعلام" (۳۲۵.۳۱۶/۴).

(۳۷۷) "المسلمون فی الهند" لأبی الحسن الندوی ص (۵۳.۵۱).

حضرت امیر منجک بن محمد بن منجک الیوسفیؒ

آپؒ نے حالتِ نزع میں یہ کلمات کہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بسم الله الرحمن الرحيم . يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى خَاتِمِ الرُّسُلِ الْكِرَامِ الَّذِىْ هَدَانَا وَدَلَّنَا عَلٰى سَبِيْلِ اللهِ أَشْهِدُ اللهَ عَلَىَّ وَمَلَائِكَتِهٖ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ آمَنْتُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. (٣٧٨).

ترجمہ: میں اللہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں، شیطان رجیم سے، میں شروع کرتا ہوں اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے، اے حی، اے قیوم! میں تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں اور صلوٰۃ وسلام ہوں تمام انبیاء اور رسولوں پر اور شان والے رسولوں کے آخری نبی پر جس نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اللہ کے راستہ کی نشاندہی کی میں اپنے اوپر اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی گواہ نہیں، مگر اللہ، میں ایمان رکھتا ہوں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔ جس دن نہ تو مال نفع دے گا اور نہ اولاد مگر جو شخص اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے گا۔ (وہ اللہ کی اجازت سے کسی کی سفارش وغیرہ کر کے نفع پہنچا سکے گا)۔

---

(٣٧٨) "خلاصة الأثر فى اعيان القرن الحادى عشر" (٤/ ٤٠٩. ٤٢٣).

حصہ پانزدہم
مؤذن کعبہ

حضرت عبداللہ بن علی البہاء الکازرونیؒ

رئیس المؤذنین مکہ مکرمہ

جو لوگ آپؒ کی وفات کے وقت موجود تھے، ان میں سے ایک کا بیان ہے کہ انہوں نے حالتِ نزع میں فرمایا: اے شیطان! میں تجھے نہیں جانتا یا یوں کہا کہ تو شیطان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ شاید کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سحری کے وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔ (۳۷۹)۔

آپؒ کی وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی ہے۔

(۳۷۹) "الضوء اللامع لأھل القرن التاسع" للسخاوی (۳۴/۵).

حصہ ششم دہم

واعظین وخطباء اسلام

سید الواعظین الزاہد القدوۃ
حضرت ابوالعباس محمد بن صبیح العجلیؒ
معروف بہ ابن سماک

حضرت عبداللہ بن صالح عجلیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن سماک نے اپنی وفات کے وقت یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ اَعْصِیْکَ اِنِّیْ اُحِبُّ فِیْکَ مِنْ یُطِیْعُکَ. (۳۸۰).

ترجمہ: اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگرچہ میں تیرا نافرمان ہوں، لیکن تیری خاطر میں اس سے محبت کرتا ہوں جو تیرا فرمانبردار ہے۔

---

(۳۸۰) "صفة الصفوة" (۳/۱۷۷) و "کتاب المحتضرین" ص (۲۳۲).

حضرت امام احمد بن نصر خزاعیؒ

امر بالمعروف بہت کرتے تھے' حق کی بات خوب کہتے تھے۔ علم و دیانت کے ساتھ اکابر علماء عاملین میں سے تھے۔ آپؒ کو بغداد سے سامراء کی طرف قید کر کے پہنچایا گیا۔ واثق باللہ نے آپؒ کے لئے مجلس لگائی اور پوچھا قرآن کے متعلق کیا کہتے ہو؟ فرمایا: اللہ کا کلام ہے۔ کہا کیا یہ مخلوق ہے؟ فرمایا: اللہ کا کلام ہے کہا کیا تم قیامت کے دن رب تعالیٰ کو دیکھو گے؟ فرمایا: حدیث میں ایسے ہی آیا ہے۔ اس نے کہا تو تباہ ہو جائے کیا ایسے ہی اللہ کی زیارت ہو گی جیسے محدود مجسم کو دیکھا جاتا ہے؟ اس کا مکان نے احاطہ کیا ہو گا اور دیکھنے والے کی نگاہ میں آ جائے گا؟ میں تو ایسے رب کا انکار کرتا ہوں' جس کی یہ صفت ہو پھر خلیفہ واثق باللہ نے حاضرین مجلس سے پوچھا آپ لوگ اس شیخ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو غربی جانب بیٹھے ہوئے قاضی نے کہا: اس کا خون حلال ہے' دیگر علماء نے بھی اس کی بات کی موافقت کی لیکن احمد بن ابوداود (معتزلی) نے ان کے قتل کو ناپسند کرتے ہوئے کہا اس بڈھے کا دماغ خراب ہے' عقل ماری گئی ہے۔ اس کو مہلت دینی چاہئے۔ واثق نے کہا: میرا خیال یہ ہے کہ یہ اپنے کفر پر ڈٹا ہوا ہے اور اپنے اعتقاد پر مضبوط ہے' پھر اس نے تلوار منگوائی اور کھڑا ہوا اور کہا: میں اس کافر کی طرف چلنے کو بھی کارِ ثواب سمجھتا ہوں۔ پھر اس نے آپؒ کی گردن ماردی' بعد اس کے کہ جلادوں نے اس کے سامنے رسی کے ساتھ کھینچا جبکہ آپؒ بندھے ہوئے تھے اور آپؒ کے سر مبارک کو بغداد کے شرقی جانب لٹکا دیا گیا اور ان کے شاگردوں کو تلاش کر کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

حضرت جعفر بن محمد الصائغ فرماتے ہیں: حضرت احمد بن نصرؒ کو جب قتل کیا گیا میں نے دیکھا تھا آپؒ کے سر نے (تن سے جدا ہو کر) لا إلـٰـه إلا الله پڑھا۔ ان کے سر کی نگہداشت کرنے والے شخص سے مروی ہے کہ اس نے رات کے وقت آپؒ کے سر مبارک سے سورۃ یسین کو پڑھتے ہوئے سنا اور یہ واقعہ بھی صحیح ہے کہ معتزلیوں نے ایک شخص کو لکڑی دے کر بٹھایا۔ ہوا چل کر آپؒ کے سر مبارک کو قبلہ رخ کر دیتی تھی اور وہ شخص آپؒ کے سر مبارک کو قبلہ سے ہٹا دیتا تھا۔

حضرت خلف بن سالمؒ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن نصرؒ کو شہید کر دیا گیا تو حضرت خلفؒ سے کہا گیا کیا آپؒ لوگوں سے نہیں سنتے وہ کیا کہہ رہے ہیں کہ حضرت احمد بن نصرؒ کا سر مبارک قرآن پڑھتا ہے، آپ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ آپؒ کے سر نے کافی عرصہ قرآن پڑھا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ واثق باللہ نے آپؒ کا گلہ دبایا تھا کیونکہ آپؒ نے واثق کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو واثق نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ آپؒ نے فرمایا بلکہ تم جھوٹ بولتے ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؒ نے واثق کو فرمایا تھا اے بچے! اور علیحدگی میں واثق کے متعلق کہتے تھے اس خنزیر نے یہ کیا ہے جب واثق کو آپؒ سے بغاوت کا خوف ہوا تو شعبان ۲۳۱ھ میں آپؒ کو قتل کر دیا۔ اس وقت آپؒ کا سر اور داڑھی مبارک دونوں سفید ہو چکے تھے۔ مروی ہے کہ آپؒ کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا: بس موت کے وقت تھوڑی سی تکلیف ہوئی، جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ مجھے دیکھ کر ہنس دیئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت احمد بن نصرؒ نے بیان کیا کہ مجھ پر اللہ کی خاطر غضب ڈھایا گیا اس لئے اللہ نے اپنے چہرے کی طرف دیکھنے کو

میرے لئے مباح فرما دیا۔

آپؒ کا سر مبارک بغداد میں لٹکا دیا گیا اور بدن سامراء میں چھ سال تک لٹکایا گیا تھا' جبکہ آپؒ کے دونوں پاؤں بندھے رہے تھے اور ۲۳۷ھ میں آپؒ کے سر اور بدن کو اتار کے اکٹھا کر کے دفن کر دیا گیا۔ (رحمہ اللہ)۔

الواعظ الزّاہد

حضرت ابو القاسم عبد الصمد بن عمرؒ

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ میں ابو الوفاء ابن عقیل کی تحریر سے نقل کر رہا ہوں کہ آپؒ کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں: میں آپؒ کی وفات کے وقت آپؒ کے پاس حاضر ہوا آپؒ اس وقت یہ کہہ رہے تھے۔

یا سیدی للیوم خبأتک

ولهذه الساعة إمتنیتک

ترجمہ: اے میرے آقا! میں نے اسی دن میں آپ سے سوال کرنے کے لئے آپ سے پہلے سوال نہیں کیا اور اسی لمحہ کے لئے میں نے آپ کو چن رکھا تھا۔

پس آپ اپنے متعلق میرے حسن ظن کو ثابت فرما دیں۔ (۳۸۱)۔

(۳۸۱) "صفة الصفوة" (۲/۴۷۱) و "الثبات عندالممات" ص (۱۷۵. ۱۷٦).

حضرت ابوبکر ابن حبیبؒ

ان کے متعلق آپؒ کے شاگرد امام ابن جوزیؒ بیان کرتے ہیں انہوں نے حدیث اور فقہ حاصل کی اور درس بھی دیتے تھے اور وعظ بھی کرتے تھے اور بہترین مؤدب تھے۔

جب وفات کا وقت ہوا تو آپؒ کے شاگردوں نے آپؒ سے عرض کیا ہمیں وصیت فرمایئے، فرمایا: میں تمہیں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔

۲۔ تنہائی میں بھی اس کو اپنے سامنے سمجھنا۔

۳۔ اور میرے اس موت کے مقام سے ڈرنا میں اکسٹھ سال زندہ رہا ہوں اور گویا کہ میں نے ابھی تک دنیا نہیں دیکھی، پھر اپنے ایک دوست سے پوچھا دیکھو میری پیشانی پر پسینہ نظر آتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: الحمد للہ یہ مومن کی علامت ہے۔ اس سے مراد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان لے رہے تھے۔

المؤمن یموت بعرق الجبین.

ترجمہ: مومن اپنی پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔

آپؒ نے اپنے ہاتھ پھیلا کر موت کے وقت یہ شعر کہا:

ھاقد مددت یدی الیک فردھا

بالفضل لا بشماتة الاعداء.(۳۸۲)

ترجمہ: لیجئے میں نے اپنے ہاتھ آپ کے سامنے پھیلا دیئے۔ پس آپ ان کو اپنے فضل سے بھر کے لوٹا دیں، نہ کہ دشمنوں کے خوش ہونے کے ساتھ۔

---

(۳۸۲) "الثبات عند الممات" ص (۱۷۹. ۱۸۰).

امام واعظ

حضرت محمد بن یحییٰ
القرشی الزبیدیؒ

محدث ابن عساکر فرماتے ہیں: کہ ان کے بیٹے اسماعیل نے فرمایا کہ میرے والد روزانہ اپنی ایام بیماری میں تقریباً پندرہ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کہتے تھے۔ یہی کہتے کہتے آپؒ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا۔ (۳۸۳)۔

(۳۸۳) "سیر اعلام النبلاء" (۲۰/۳۱۹).

فقیہ، مفسر، خطیب، واعظ

حضرت محمد بن خضر بن تیمیہ فخر الدین شیخ حرانؒ

آپؒ کے صاحبزادہ عبدالغنیؒ فرماتے ہیں: جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو آپ نماز میں تھے کیونکہ میں نے آپ کو عصر کی نماز یاد دلائی تھی اور میں نے ان کو اپنے سینہ کے ساتھ لگا کر اٹھایا تو انہوں نے تکبیر پڑھی اور اپنے ابروؤں اور ہونٹوں کو نماز میں حرکت دینے لگے، حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ (۳۸۴)۔

یہی صاحبزادہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد کے چچا کی بیٹی نے بیان کیا (یہ ایک صالح خاتون تھیں) فرماتی ہیں: کہ میں نے شیخ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گویا کہ میں آسمان سے رونے کی آواز سن رہی ہوں تو میں نے اس شخص سے پوچھا جو میرے قریب تھا۔ یہ آواز اور رونا کس شخص کا ہے؟ کہا یہ فرشتے رو رہے ہیں کیونکہ مسجد میں شیخ کی وفات کے بعد انقطاع اور تعطل ہو گیا ہے۔

(۳۸۴) "الذیل علی طبقات الحنابلة" (۲/۱۵۱ تا ۱۵۳ و ۱۵۷ تا ۱۵۸)۔

حضرت ابونصر عبدالرحمٰن بن احمد صابونیؒ

حضرت ابونصر عبدالرحمٰن بن احمد صابونیؒ نیشاپور میں بڑے واعظین میں شمار ہوتے تھے اور یہ شیخ الاسلام اسماعیل صابونیؒ کے والد تھے۔

ایک یہودی کہتا ہے: مجھے ابونصر صابونی کی وفات اور ان کے قتل پر بڑا دکھ پہنچا، میں نے ان کے لئے استغفار کیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سبز کپڑے پہن رکھے ہیں اتنے حسین میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ آپؒ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے فرشتوں کی بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ انہوں نے بھی سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔ میں نے کہا: اے استاد کیا لوگوں نے آپ کو قتل نہیں کر دیا؟ فرمایا: جو تو نے دیکھا ہے۔ انہوں نے واقعی میرے ساتھ ایسے کیا تھا۔ میں نے پوچھا: پھر آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اے اباحوایمرد! میرے جیسے سے یہ پوچھا جا رہا ہے؟ اس نے مجھے بھی بخش دیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔ چھوٹوں کو بھی اور بڑوں کو بھی اور اس کو بھی جو میرے طریقے پر چلے گا۔ میں نے کہا: میں نے تو آپ پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ فرمایا: اس لئے کہ تم میرے طریقے پر نہیں تھے، میں نے کہا: کہ میں کیا کروں کہ آپ کے طریقے پر آ جاؤں، فرمایا یہ کہو:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله.

میں نے یہ کلمہ پڑھا، پھر کہا: میں آپ کا غلام ہوں۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم اللہ کے غلام ہو۔ یہودی کہتا ہے کہ میں بیدار ہوا تو ان کی قبر کے پاس اس شخص کے پاس گیا جو ان کی قبر پر موجود تھا، پھر اس یہودی نے اپنا خواب

بیان کیا اور کہا: میں اس قبر والے کا غلام ہوں پھر قبر کے پاس ہی اسلام قبول کیا اور کسی سے کوئی چیز نہ لی اور کہا: میں غنی ہوں۔ اللہ کی رضا کیلئے اسلام لایا نہ کہ مال حاصل کرنے کیلئے۔

حضرت ابوبکر صیدلانی ؒ اولیاء میں سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں ان کی قبر کے پاس موجود تھا جب یہ یہودی آکر مسلمان ہوا تھا۔ (۳۸۵)۔

(۳۸۵) "طبقات الشافعية" (۴/ ۲۸۱).

کلمۃ الاختتام

الحمد للہ وبتوفیقہ تتم الصالحات.

سابقہ صفحات میں چارسو کے قریب اکابر کے سفر آخرت کے متعلق خاص آخری لمحات کا مبارک تذکرہ لکھا گیا ہے جس کے پڑھنے سے مسلمان کا دل موم ہو جاتا ہے اور پُر خلوص تمنا زبان پر آتی ہے اور دل سے پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالی ہمیں بھی ایسی ہی موت نصیب فرمائے۔

اسی نسبت سے ناچیز کی دعا ہے کہ اللہ تعالی مجھے اور تمام قارئین اور تمام مسلمانوں کو قابل رشک وفات اور موت کے قابل رشک انعامات عطا فرمائے اور اس خدمت کو خالص اپنی رضا کے لئے قبول ومنظور فرمائے اور جن حضرات کا تذکرہ اس کتاب میں قارئین کے سامنے آیا ہے ان کے اور تمام اکابرین امت کے درجات کو بلند وبالا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

امداد اللہ انور

آخر جمادی الاولی ۱۴۲۸ھ ۱۸/۶/۲۰۰۷ء

مآخذ و مصادر

۱	کتاب الزہد،، امام احمد بن حنبلؒ
۲	طبقات ابن سعد،،
۳	الثبات عند الممات
۴	صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی
۵	مصنف ابن ابی شیبہ
۶	مسند احمد بن حنبل
۷	صحیح البخاری
۸	کتاب المحتضرین لابن ابی الدنیا
۹	سنن کبری امام نسائی
۱۰	حلیۃ الأولیاء لابی نعیم اصبہانی
۱۱	وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی
۱۲	مناقب عمر بن الخطاب لابن الجوزی
۱۳	مناقب امیر المؤمنین
۱۴	مجمع الزوائد امام نور الدین الہیثمی
۱۵	تاریخ دمشق امام ابن عساکر
۱۶	،،التاریخ الکبیر،، لأبی عبداللہ امام بخاری
۱۷	المختصر من تاریخ دمشق
۱۸	مسند بزار

۱۹	معجم طبرانی کبیر
۲۰	معجم طبرانی اوسط
۲۱	معجم طبرانی صغیر
۲۲	بذل الماعون فی فضل الطاعون لابن حجر عسقلانی
۲۳	مستدرک حاکم
۲۴	سیر اعلام النبلاء للذہبی
۲۵	المعرفۃ والتاریخ
۲۶	روض الریاحین من حکایات الصالحین للیافعیؒ
۲۷	المطالب العالیۃ لابن حجر عسقلانی
۲۸	کنز العمال لعلی المتقی الہندی
۲۹	تہذیب الکمال للمزی
۳۰	کتاب الزہد لابن المبارک
۳۱	سنن ترمذی
۳۲	سنن ابن ماجہ
۳۳	مسند ابویعلی
۳۴	صحیح مسلم
۳۵	الإصابۃ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی
۳۶	مختارۃ للضیاء المقدسی
۳۷	تاریخ الطبری
۳۸	الکامل لابن الأثیر

۳۹	روضۃ المحبین
۴۰	سنن الکبری للبیہقی
۴۱	شرح معانی الآثار طحاوی
۴۲	مسند محمد بن اسحاق بن راہویہ
۴۳	البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر
۴۴	مجموع فتاوی ابن تیمیہ
۴۵	حسن الظن باللہ لابن ابی الدنیا
۴۶	الرقۃ والبکاء لابن قدامہ
۴۷	مسند ابویعلی موصلی
۴۸	سکب العبرات سید بن حسین العفانی
۴۹	التاریخ الکبیر للبخاری
۵۰	مسند حمیدی
۵۱	تذکرۃ الحفاظ للذہبی
۵۲	معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار للذہبیؒ
۵۳	الثقات لابن حبان
۵۴	المقلق لابن الجوزی
۵۵	ابن شاہین
۵۶	ابن بشران
۵۷	فیض القدیر للمناوی
۵۸	التذکرۃ فی الاستعداد لیوم الآخرۃ للقرطبی

۵۹	تاریخ بغداد للخطیب البغدادی
۶۰	الانتقاء لابن عبد البر الاندلسی
۶۱	مقدمہ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی
۶۲	العاقبۃ لعبد الحق الأشبیلی
۶۳	وفیات الأعیان لابن خلکان
۶۴	التخویف من النار لابن رجب الحنبلی
۶۵	الجامع لشعب الایمان
۶۶	توالی التاسیس فی مناقب محمد بن ادریس الشافعی للعسقلانی
۶۷	تہذیب الاسماء واللغات للنوویؒ
۶۸	المجموع فی الفقہ للنووی
۶۹	طبقات الأولیاء لابن الملقن
۷۰	بحر الدموع ابن جوزی
۷۱	الرسالۃ القشیریۃ لابی القاسم عبد الکریم القشیری
۷۲	المقصد الأرشد
۷۳	شذرات الذھب لابن عماد
۷۴	طبقات الصوفیۃ لابی عبد الرحمٰن السُلَمی
۷۵	المنہج الاحمد فی تراجم اصحاب الإمام احمد
۷۶	مناقب الامام احمد
۷۷	تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الامام محی الدین
۷۸	الذیل علی طبقات الحنابلۃ

۷۹	الردالوافر
۸۰	طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی
۸۱	الدیباج المذھب لابن فرحون المالکی
۸۲	البیان المغرب
۸۳	الجواھروالدررفی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر
۸۴	الدررالکامنۃ لابن حجرعسقلانی
۸۵	الإعلام بمن فی تاریخ الھندمن الأعلام للعلامۃ عبدالحی اللکھنوی الندوی
۸۶	الضوء اللامع لأھل القرن التاسع محمد بن علی الشوکانی
۸۷	الکواکب السائرۃ
۸۸	المسلمون فی الھند لابی الحسن علی الندوی
۸۹	خلاصۃ الأثرفی اعیان القرن الحادی عشر
۹۰	کتاب التوابین لابن قدامہ
۹۱	ربیع الأبرارللزمخشری
۹۲	ریاض النفوس للمالکی
۹۳	الوافی بالوفیات
۹۴	ترتیب المدارک
۹۵	معالم الایمان فی معرفۃ اھل القیروان
۹۶	احیاء علوم الدین للامام الغزالی

مطبوعہ تصانیف وتراجم

حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور مدظلہ

آنسوؤں کا سمندر: سائز 16×36×23 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

پانچ سو اسلامی کتابوں کے مصنف اور خطیب زمانہ امام ابن جوزی (وفات 597ھ) کے 32 مواعظ اور عبرتوں پر مشتمل (بحر الدموع) ''آنسوؤں کا سمندر'' ہر مسلمان کی اصلاح اعمال اور فکر آخرت کیلئے خوبصورت کتاب اور دلچسپ مضامین کا مرقع' اور مقبول عام وخواص کتاب ہے۔

استغفارات حضرت حسن بصریؒ سائز 16x30x20 صفحات 96۔ مجلد، ہدیہ

اکہتر استغفارات پر مشتمل آنحضرت ﷺ اور حضرات اولیاء صدیقین کا خاص تحفہ، جن کی برکت سے رزق میں وسعت، گناہ معاف، قیامت کی گھبراہٹ سے حفاظت، جہنم سے نجات، اور اللہ کی خاص رحمت وولایت حاصل ہوتی ہے اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ مع اضافہ فضائل استغفار از حضرت مفتی امداداللہ انور صاحب۔

اسرار کائنات: سائز 16 × 36 × 23 صفحات 300 ' مجلد، ہدیہ

اللہ کی عظمت کے دلائل عرش وکرسی' حجابات خداوندی' لوح وقلم' آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے' بادل' بارش' کہکشاں' آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثری اور اس سے نیچے کی مخلوقات' تسبیحات حیوانات' مراحل تخلیق کائنات' سمندری مخلوقات، عالم حیوانات اور عجائبات انسان' قرآن' حدیث' صحابہ، تابعین' محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس۔

اسم اعظم سائز 16x36x23 صفحات 152 مجلد، ہدیہ

اللہ تعالی کے اسم اعظم کے متعلق اکابرین اسلام اور اولیاء امت کے تقریباً اسی اقوال اور ان کے دلائل برکات اور تفصیلات پر مشتمل جامع تذکرہ۔

اکابر کا مقام عبادت: سائز 16 × 36 × 23 صفحات 320 ' مجلد، ہدیہ

انبیاء کرام' صحابہ عظام اور اکابر اولیاء کی بارگاہ خداوندی میں عبادت نماز' تہجد' اذکار' دعائیں' قلبی کیفیات' روحانی توجہات' ولایت کاملہ خاصہ کے حصول کا جذبہ پیدا کرنے والی اور ولی بنانے والی عظیم ترین تصنیف۔

اوصاف ولایت: سائز 16x36x23 صفحات 400 مجلد، ہدیہ

''طبقات الصوفیة'' امام ابوعبدالرحمٰن سلمی (م ۴۱۲ھ) کی شاندار تالیف، پہلی چار صدیوں کے ایک سو اکابر اولیاء کا سوانحی خاکہ، ارشادات، ولایت، عبادت، اخلاق اور زہد کے اعلی مدارج کی تفصیلات ہر مسلمان کیلئے حصول ولایت ومحبت الٰہیہ کے رہنما اصول، سچے اولیاء کرام کی پہچان کے صحیح طریقے۔

بادشاہوں کے واقعات سائز 16x36x23 صفحات 288 مجلد، ہدیہ

ترجمہ (۱) التبر المسبوک فی سیر الملوک امام غزالیؒ

(۲) الشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء امام ابن الجوزیؒ

اصول بادشاہت، عدل وسیاست، سیاست وسیرت وزراء، اہل نظام کے آداب، بادشاہوں کی بلند ہمتی، حکماء کی دانش مندی، شرف عقل وعقلاء، عورتوں کی حکایات اور دیانت وپاکیزگی، حکمرانوں کیلئے اسلاف کے مواعظ، سے متعلق حکمت ودانش کے سینکڑوں عجیب وغریب واقعات وحکایات۔

تاریخ جنات وشیاطین سائز 16×36×23 صفحات 432 مجلد، ہدیہ

عالم اسلام کے مشہور مصنف امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''لقط المرجان فی احکام الجان'' کا اردو ترجمہ جو جنات اور شیاطین کے احوال' کرتوت' حکایات وغیرہ پر لکھی جانے والی تمام مستند کتابوں کا نچوڑ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں جنات اور شیاطین کا بہترین توڑ ہے۔

جواہرالاحادیث سائز 16×36×23 صفحات 900، مجلد، ہدیہ

ترجمہ ''کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق'' محدث عبدالرؤف مناوی شافعی (م ۱۰۳۱ھ)،(۶۷۴۴۷) احادیث نبویہ پر مشتمل آدھی آدھی سطر کی احادیث، علوم نبویہ کا بے بہا خزانہ، ان احادیث کے علوم ومعانی کو دیکھنے سے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے، ہر عنوان پر مختصر احادیث یاد کرنا بہت آسان، من گھڑت احادیث سے خالی۔

جنت کے حسین مناظر سائز 16×36×23 صفحات 640 مجلد، ہدیہ

قرآن پاک' کتب حدیث' امام عبدالملک بن حبیب قرطبی' امام ابن ابی الدنیا' امام بیہقی' امام ابونعیم اصبہانی' امام ابن کثیر' امام ابن قیم' امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ' ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع' تمام مسلمانوں کے لئے نادر تحفہ۔ساڑھے تین سو کتب سے ماخوذ۔

جہنم کے خوفناک مناظر سائز 16×36×23 صفحات 352 مجلد، ہدیہ

اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب' امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی ''التخویف من النار'' کا اصل صحیح اردو ترجمہ' جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ دار دیدہ ودل کیلئے عبرت۔

حل قال بعض الناس سائز 16×36×23 صفحات 60 مجلد، ہدیہ

صحیح بخاری میں تقریباً چوبیس مقامات پر قال بعض الناس کے تحت ائمہ احناف پر تعریض ہے جس کے علماء احناف نے بہت سے جواب قلم بند کئے ہیں ایک جواب بخاری شریف جلد ثانی کے شروع میں عربی زبان میں عام چھپا ہوا ملتا ہے جسے ایک عظیم محقق نے بہترین پیرایہ میں لکھا ہے (ترجمہ از) شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور مدظلہ۔

خواص القرآن الکریم سائز 16×36×23 صفحات 352 مجلد، ہدیہ۔

الدر النظیم فی خواص القرآن الکریم امام یافعیؒ۔

قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کے خواص، روحانی عملیات اور مجرب تعویذات امام غزالی، امام یافعی اور دیگر اکابر کی مستند کتابوں کا مجموعہ قرآن پاک کے متعلق اس موضوع پر اس کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں ہے قرآن کریم سے ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے آج ہی یہ کتاب طلب فرمائیں۔

رحمت کے خزانے سائز 16×36×23 صفحات 624 مجلد، ہدیہ

امام ابن کثیر کے استاذ محدث عظیم شرف الدین دمیاطیؒ کی تالیف المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح کا

اردو ترجمہ مع تشریحات اسلاف محدثین نے ہر قسم کے نیک اعمال کے ثواب وانعامات کے متعلق جو کتب تصنیف فرمائی ہیں تقریباً ان سب کو اس کتاب میں انتہائی شاندار طریقہ سے مرتب کیا گیا ہے' ہر حدیث کے مطالعہ سے گناہگار مسلمانوں کی تسلی کے اسباب اور نیک اعمال کے بدلہ میں خدا کی رحمت کے لٹائے جانے والے خزانوں کی بیش بہا تفصیلات اور شوق عمل صالح اس کتاب کا سرمایہ ہیں۔

ساٹھ علوم: سائز 16×36×23 صفحات 408 مجلد، ہدیہ

امام رازی کی کتاب **حدائق الانوار فی حقائق الاسرار** (المعروف بہ ستینی) کا ترجمہ' تفسیر' حدیث' فقہ' مناظرہ' قراءت' شعر' منطق' طب' تعبیر خواب' تشریح الاعضاء' فراست' طبیعات' مغازی' ہندسہ' الٰہیات' تعویذات' فلکی نظام' آلات حرب' اسرار شریعت' ادویہ' دعائیں' اسماء الرجال' صرف' نحو' وراثت' عقائد' تواریخ سمیت ساٹھ علوم کا دلچسپ اور عجیب وغریب خزانہ۔

سیلاب مغفرت سائز 16x36x23 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

کتاب التوابین تالیف امام موفق ابن قدامہ، ترجمہ مولانا محمد ریاض صادق، مقدمہ مولانا مفتی امداداللہ انور۔ توبہ کرنے والوں کے شاندار واقعات۔

صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے: سائز 16×36×23 صفحات 500 جلد، ہدیہ

مؤرخ اسلام علامہ واقدی (وفات 207ھ) کی مشہور زمانہ تاریخی کتاب فتوح الشام عربی کا نہایت عالیشان ترجمہ از مولانا حکیم شبیر احمد سہارنپوریؒ اور انتخاب' تسہیل اور عنوانات وغیرہ از مفتی محمد امداد اللہ انور' صحابہ کرامؓ کی دنیاوی طاقتوں سے ٹکر کے لازوال کارنامے' صحابہ کرام کی زور آوری' سپہ سالاری' فتح مندی' شجاعت و استقلال کی پندرہ معرکۃ الآراء جنگوں کے تفصیلی مناظر' نہایت دلچسپ' حیرت انگیز' ولولہ انگیز واقعات' عظمت صحابہ کی بہترین ترجمان' جہاد فی سبیل اللہ کے احیاء کی شاندار کوشش' ہر مسلمان کے مطالعہ کی زینت' افواج اسلام کیلئے صحابہ کرام کے معرکوں کا زرین تحفہ۔

الصرف الجمیل سائز 16x36x23 صفحات 272 مجلد، ہدیہ

علم صرف کے قواعد اور ابواب پر مشتمل جامع اور مختصر تالیف از حضرت مولانا محمد ریاض صادق مدظلہ

عشق مجازی کی تباہ کاریاں: سائز 16×36×23 صفحات 280 مجلد، ہدیہ

چھٹی صدی ہجری کے عظیم خطیب' محقق' مصنف' محدث امام ابن جوزیؒ (وفات 597ھ) کی مایہ ناز عربی تصنیف ''ذم الھوی'' کا اردو ترجمہ' شہوات اور عشق مجازی کی خرابیاں' عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ بدنظری' زنا اور لواطت کی حرمت اور سزائیں' عشق مجازی اور بدنظری کے علاج' شادی اور نکاح کی ترغیب' عاشقوں پر عشق کی دنیاوی آفات' لیلیٰ اور مجنوں کے واقعات عشق' عاشقوں اور معشوقوں کے خطرناک واقعات اور حالات پر مشتمل چھٹی صدی اسلامی کے سب سے بڑے مصنف کا عجیب وغریب دلچسپ مرقع' بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔

فتاویٰ جدید فقہی مسائل: سائز 16x36x23 صفحات 624، ہدیہ

ایمان وکفر، طہارت، نماز، مساجد، قرآن، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذبح، طعام، تعلیم وتربیت، تبلیغ دین، نکاح، تجارت، کرایہ

ٹیکس، سود، پریس، تصویر، تفریح، سیاست، حدود وقصاص، تعویذات، رسوم و رواج، بدعات، خواتین، لباس، حجامت اور سائنس وغیرہ کے متعلق 603 جدید فقہی مسائل کے حل پر مشتمل مفتی محمود گنگوہیؒ کے فتاویٰ محمودیہ کی '۱۸' جلدوں میں منتشر فتاویٰ نئی اور جامع ترتیب کے ساتھ مکمل ایک جلد میں محفوظ۔

فرشتوں کے عجیب حالات: سائز 16 × 36 × 23 صفحات 496 جلد، ہدیہ

محدث عظیم امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ''الحبائک فی اخبار الملائک'' کا سلیس اردو ترجمہ جس میں مشہور اور غیر مشہور فرشتوں کے احوال اور اللہ کی قدرت وعظمت کی تقریباً 404 احادیث مبارکہ اور 395 ارشادات صحابہ وتابعین وغیرہ کو بڑی عرق ریزی سے یکجا کیا گیا ہے' آخر میں فرشتوں کے متعلق عقائد و احکام کو بھی جامع شکل میں مزین فرمایا ہے۔

فضائل حفظ القرآن: سائز 16 × 36 × 23 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

جدید اضافات کے ساتھ فضائل حفاظ' فضائل اساتذہ حفظ اور حفاظ کے والدین اور تلاوت کے فضائل کو مدلل طریقہ سے سینکڑوں کتب حدیث کے حوالہ سے مستند کر کے جمع کیا ہے مشہور ومقبول کتاب۔

فضائل شادی: سائز 16x36x23 صفحات 256 مجلد، ہدیہ

''الافصاح فی احادیث النکاح'' حافظ ابن حجر مکیؒ کا ترجمہ مع اضافات۔ شادی اور نکاح کے متعلق تمام کتب حدیث میں موجود اکثر احادیث کا مجموعہ جن میں نکاح اور شادی کے فضائل، آداب، اہمیت، طریقہ ازدواجیت اور شادی کے ظاہر اور پوشیدہ موضوعات اور مسائل پر حاوی دلچسپ اور ضروری کتاب۔

قبر کے عبرتناک مناظر سائز 16x36x23 صفحات 300، ہدیہ

علامہ سیوطیؒ کی شرح الصدور باحوال الموتی والقبور کا اردو ترجمہ بنام نور الصدور از حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب، موت' شدت موت' عالم ارواح' احوال اموات' ارواح کی باہمی ملاقات' قبر کی گفتگو' قبر میں سوال و جواب' عذاب قبر' قبر میں مؤمن کے انعامات' قبر اور مردوں کے متعلق مستند عبرتناک حکایات۔

قیامت کے ہولناک مناظر: سائز 16x36x23 صفحات 480، ہدیہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی احوال قیامت کے متعلق جامع تصنیف البدور السافرۃ فی امور الآخرۃ کا اردو ترجمہ' دنیا کی تباہی' میدان محشر' اعمال کی شکلیں' وزن اعمال' شفاعت' حوض' پل صراط' نیک مسلمان، گناہگاروں اور کافروں، منافقوں کے تفصیلی حالات' قیامت کی ہولناکیاں' قیامت کے انعامات' حساب' بخشش' رحمت' عذاب' انتقام وغیرہ کی تفصیل پر سب سے زیادہ مستند مجموعہ احادیث۔

کرامات اولیاء: سائز 16 × 36 × 23 صفحات 304 مجلد، ہدیہ

امام غزالی' امام ابن جوزی' شیخ شہاب الدین سہروردی' ابو اللیث سمرقندی' استاذ قشیری اور دیگر ائمہ تصوف کی کتب میں منتشر کرامات اولیاء کو قطب مکہ حضرت امام محمد بن عبداللہ یافعی یمنیؒ نے ''روض الریاحین'' میں جمع کیا' یہ ''کرامات اولیاء'' اسی کتاب کا انتخاب ہے اس کے مطالعہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اولیاء کے مقامات محبت الٰہی کے مطالعہ کا نفیس تحفہ ہے۔

لذت مناجات: سائز 16×36×23 صفحات 504 مجلد ہدیہ

انبیاء کرام، ملائکہ، صحابہ، اہل بیت، فقہاء و مجتہدین، تابعین، محدثین، مفسرین، اولیاء اللہ، بزرگ خواتین، عابدین، زاہدین، خلفاء، سلاطین، مجاہدین اور عوام مسلمین کی والہانہ الہامی دعاؤں اور تسبیحات کے جگر پارے، منظوم و منثور عربی، اردو اور فارسی کی قلب و روح کو تڑپا دینے والی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت قائم کرنے والی مناجاتیں۔ جدید موضوع پر پہلی اور جامع تصنیف۔

محبوب کا حسن و جمال: سائز 16×36×23 صفحات 256 مجلد، ہدیہ

محبوب کائنات حضرت محمد ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ تمام پہلو جن کے مطالعہ سے آپ ﷺ کی شکل و شباہت کا عمدہ طریقہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور سیرت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ بیسیوں عنوانات پر خصائل و شمائل پر مشتمل کتب سے محبت رسول ﷺ کا بہترین مجموعہ مفتی محمد سلیمانؒ کے قلم اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی نظر ثانی اور پیش لفظ کے ساتھ۔

معجزات رسول اکرمؐ سائز 16×36×23 صفحات 416 مجلد، ہدیہ

مؤلف علم الصیغہ حضرت مفتی عنایت احمدؒ کی لطیف کتاب الکلام المبین آیات رحمۃ للعالمین آنحضرت ﷺ کی صداقت کے دلائل۔ معجزات عالم معانی، معجزات ملائکہ، معجزات عالم انسان، معجزات عالم جنات، معجزات علوی، معجزات عالم بسائط، معجزات جمادات، معجزات نباتات، معجزات حیوانات۔ تسہیل و تزئین مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

مناجاۃ الصالحین (عربی) سائز 16×36×23 صفحات 300 مجلد، ہدیہ

لذت مناجات کا عربی ایڈیشن، حضرات انبیاء کرامؑ، ملائکہ، صحابہؓ، اہل بیت، فقہاء و مجتہدین، تابعین، محدثین، مفسرین، اولیاء اللہ، عابدین، زاہدین، خلفاء، سلاطین، مجاہدین، عوام مسلمین کی الہامی دعاؤں اور تسبیحات کے جگر پارے۔ دل ہلا دینے والی منثور و منظوم دعائیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت قائم کرنے والی مناجاتیں جدید موضوع پر دنیا بھر میں مفتی امداد اللہ انور صاحب کی پہلی اور جامع عربی تصنیف۔

منتخب حکایات سائز 16×36×23 صفحات 304 مجلد، ہدیہ

امام غزالی اور امام یافعی کی کتب سے منتخب ایسی حکایات جن میں اکابر اولیاء کے مقامات، کرامات، مکاشفات، عبادات اور تعلق مع اللہ کو ذکر کیا گیا ہے اللہ کی طرف کھینچنے والی شاندار کتاب۔

نفیس پھول: سائز 16×36×23 صفحات تقریباً 448 جلد، ہدیہ

امام ابن جوزیؒ کی کتاب ''صید الخاطر'' کا ایک جلد میں سلیس اور مکمل اردو ترجمہ سینکڑوں علمی مضامین کے گرد گھومتی ہوئی ایک اچھوتی تحریر، قرآن، حدیث، فقہ، عقائد، تصوف، تاریخ، خطابت، مواعظ، اخلاقیات، ترغیب و ترہیب، دنیا اور آخرت جیسے عظیم اسلامی مضامین کا تخلیقی شہ پارہ جس کو امام ابن جوزیؒ اپنی ستر سالہ علمی اور تجرباتی فکر و نظر کے ساتھ دوران تصنیف و تالیف جمع فرماتے رہے، اس کتاب کا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور نے ترجمہ کیا ہے اور نظر ثانی اور تسہیل حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم نے کی ہے۔

زیر طبع تصانیف وتراجم

حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور مدظلہ

آثارالسنن: سائز 23x36x16 صفحات 508 مجلد، ہدیہ

علامہ نیمویؒ کی مشہور درسی کتاب جس میں طہارت اور تمام اقسام کی نمازوں کے دلائل حدیث اوراقوال صحابہ کرامؓ اور مخالفین کے دلائل اوران کے جوابات سے بھرپور کتاب کا ترجمہ از مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہ العالی۔

ادعیۃ الصحابہؓ (عربی): سائز 23x36x16 صفحات 260 مجلد، ہدیہ

حضرت مفتی امداداللہ انور صاحب کی کتاب ''صحابہ کرامؓ کی دعائیں'' میں مذکور صحابہ کرامؓ کی تمام دعاؤں کا عربی زبان میں ایسا ذخیرہ جس سے عربی جاننے والے مکمل استفادہ کرسکتے ہیں۔

الادب المفرد: سائز 23x36x16 صفحات 688 مجلد، ہدیہ

امام بخاری کی معروف کتاب ''الادب المفرد'' کا اردو ترجمہ۔ اخلاق زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنے کیلئے شاہکار کتاب، بہترین احادیث نبویہ کا شاندار ذخیرہ۔ (ترجمہ مولانا محمد ریاض صادق مدظلہ)

اسماء النبی الکریمؐ: سائز 23x36x16 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

قرآن اوراحادیث میں موجود اوران سے ماخوذ حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی پرمحیط ایک جامع کتاب، اسماء نبویہ مع اردو ترجمہ وتشریح، اور فضائل وبرکات اسماء نبویہ اور فضائل ''اسم محمدؐ'' تالیف از مفتی امداداللہ انور صاحب۔

اسلاف کے آخری لمحات: سائز 23x36x16 صفحات 510 مجلد، ہدیہ

حضرات انبیاء علیہم السلام، صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاءؒ ومجتہدینؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ، علماء امتؒ اور اولیاء اللہؒ کی وفات کے وقت کے قابل رشک حالات، واقعات اور کیفیات پر حیران کن تفصیلات۔

اکابر کی مجرب دعائیں: سائز 23x36x16 صفحات 100 مجلد، ہدیہ

صحابہ کرام، تابعین کرام اور اکابرین اسلام کے دکھ کے واقعات اوران کی وہ خاص دعائیں جوان کی حل مشکلات کیلئے مقبول ہوئیں، نادرونایاب قدیم کتابوں سے ماخوذ مستند دعاؤں کا مخفی ذخیرہ۔

اکابر کی تمنائیں: سائز 23x36x16 صفحات 144 مجلد، ہدیہ

'' کتاب المتمنین للامام ابن ابی الدنیا'' ہرشخص کوئی نہ کوئی تمنا کرتا ہے اسلاف اکابرؒ صحابہؓ تابعین اور اولیاء کرام کی کیا تمنائیں تھیں ان پر لکھی گئی ''159 روایات پر مشتمل رہنما کتاب۔

امتوں پر عذاب الٰہی کے حالات واقعات سائز 23x36x16 صفحات 254 مجلد، ہدیہ

ترجمہ '' العقوبات للامام ابن ابی الدنیا'' دوسو سے زائد کتب کے مصنف اور قدیم محدث امام ابن ابی الدنیا کی نادر تصنیف، عذاب الٰہی کے حالات وواقعات، گناہوں کے آثار، اسباب عذاب الٰہی، تین سو ساٹھ روایات پر

مشتمل سابقہ نافرمان اقوام کی تباہی کی داستان عبرت پر انوکھی کتاب۔

تاریخ علم اکابر سائز 20x30x8۔صفحات 352 مجلد، ہدیہ

پہلی سات صدیوں پر محیط اکابر محدثین، مفسرین، فقہاء اور علماء اسلاف کی طلب علم و خدمت علم کے حیرت انگیز حالات، واقعات، کمالات اور علمی کارنامے۔تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور

ترجمہ قرآن پاک سائز 20x30x8۔صفحات 900۔مجلد، ہدیہ

(نور العرفان فی ترجمۃ القرآن): اکابر علماء اہل سنت علامہ نسفی، علامہ سیوطی، علامہ محلی، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے تراجم اور تفاسیر سے مستفاد مکمل قرآن پاک کا نہایت مربوط، سلیس، بامحاورہ جدید مختصر، آسان اور مستند اردو ترجمہ۔متن قرآن مجید کی خوبصورت کتابت کے ساتھ

تفسیر ابن عباسؓ سائز 20x30x8 صفحات 728 مجلد، ہدیہ

" صحیفۃ علی بن ابی طلحۃ" دنیائے اسلام کی پہلی اور مستند تفسیر جسے سب سے بڑے مفسر تابعی حضرت مجاہد بن جبرؒ نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے پڑھا اور اپنے عظیم شاگرد حضرت علی ابن ابی طلحہؒ کو پڑھایا اور امام بخاری، امام ابن ابی حاتم، امام ابن جریر طبری، امام ابن کثیر اور علامہ سیوطی نے اپنی تفاسیر میں نقل کیا، مکمل تفسیر کا مکمل ترجمہ برحاشیہ مترجم قرآن مجید۔ترجمہ تفسیر اور ترجمہ قرآن از مفتی امداد اللہ انور مدظلہ۔

تفسیر ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہؓ سائز 20x30x8 صفحات 900 مجلد، ہدیہ

قرآن کریم کی سینکڑوں آیات سے متعلق حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ کی مرفوع اور موقوف تفسیری روایات پر مشتمل ایک نادر تفسیر جو ۲۲۵ مراجع و مصادر سے باحوالہ جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔اور ام المؤمنینؓ کی تفسیر دانی کی شاہکار اور ہر مسلمان کی عقیدت کا مظہر ہے آیات کی بہت سی ایسی تفاسیر جو اس سے پہلے اردو تفاسیر میں موجود نہیں ہیں۔

تصاویر مدینہ: سائز 23x36x16 صفحات 400 مجلد، ہدیہ

مدینہ طیبہ کی قدیم و جدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم و جدید نایاب تصاویر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دیدہ و دل کیلئے غرباء و مساکین امت کیلئے زیارات مدینہ کا نادر قیمتی سرمایہ۔

تیسیر المنطق سائز 23x36x16 صفحات 48 جدید کمپوزنگ

منطق کی مشہور درسی کتاب، قدیم جملوں کی جدید اردو نشست اور مشکل الفاظ کی جگہ آسان اردو الفاظ از مفتی امداد اللہ انور صاحب بمع حواشی قدیمہ (۱) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۲) حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ۔

جنت البقیع میں مدفون صحابہؓ سائز 23x36x16 صفحات 272 مجلد، ہدیہ

الروضۃ المستطابۃ فیمن دفن بالبقیع من الصحابۃؓ کا سلیس اردو ترجمہ جس میں سیکڑوں صحابہ کرامؓ، صحابیات، اہل بیت، امہات المؤمنین، بنات رسولؐ اور اکابر صحابہؓ مع اضافات تابعین، تبع تابعین، اولیاء

امت، اکابر، علماء دیوبند جو مدینہ پاک کے شان والے قبرستان ''جنت البقیع'' میں مدفون ہیں ان کی نشاندہی اور مختصر تذکرہ اور حالات، حج اور عمرہ کرنے والے حضرات علماء اور عوام کیلئے خاص معلوماتی تحفہ۔

حکایات علم وعلماء سائز 20x30x8۔ صفحات 224 مجلد، ہدیہ

اکابر علماء اسلام کے علم اور خدمات علم کے متعلق نفیس اور نادر معلومات سے بھرپور دلچسپ اور عظیم کتاب۔ تالیف مولانا مفتی امداداللہ انور۔

خدمت والدین سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

قرآن وسنت، صحابہ او اکابر کے ارشادات اور شاندار واقعات کی روشنی میں خدمت والدین کے متعلق نادر کتاب از مولانا مفتی امداداللہ انور۔

خشوع نماز سائز 23x36x16 صفحات 224 مجلد، ہدیہ

نماز کے شوق، محبت، آداب، مقامات، اہمیت، فضیلت کے متعلق اکابرین اسلام کے پراثر ولولہ انگیز، نادر ونایاب حالات، کیفیات اور واقعات۔ تالیف مولانا مفتی امداداللہ انور

سنن دارمی سائز 20x30x8 صفحات 800 مجلد، ہدیہ

محدث امام دارمی کی تصنیف ''سنن دارمی'' حدیث پاک کی مشہور کتاب ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے کے مطابق سنن ابن ماجہ شریف سے بہتر اور اس کی جگہ کتب صحاح ستہ میں رکھنے کے زیادہ لائق ہے۔

شرح وخواص اسماء حسنیٰ سائز 23x36x16 صفحات 240 مجلد، ہدیہ

قرآن کریم میں موجود اللہ تعالیٰ کے تقریباً چارسو اسماء حسنیٰ کا مجموعہ، ترجمہ، تشریحات، فوائد، خواص، حل مشکلات میں ان کی تاثیر، اکابر کے مجرب طریقوں کے مطابق ان کے وظائف، اپنے خاص مضامین کے ساتھ پہلی بار اردو زبان میں۔

صحابہ کرامؓ کی دعائیں سائز 23x36x16 صفحات 260 مجلد، ہدیہ

کتب حدیث، تفسیر اور سیرت وتاریخ میں موجود صحابہ کرامؓ کی متفرق دعاؤں کا پہلا مجموعہ جس میں ان کی عبادات اور دیگر ضروریات کی دعائیں اور ان کے الفاظ میں دعاؤں کا بااعراب، باحوالہ اور باترجمہ شاندار جامع ذخیرہ۔

عبادت سے ولایت تک سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

بدایۃ الهدایۃ امام غزالی کا ترجمہ

روحانی اور جسمانی عبادات کے ان طریقوں اور آداب کا بیان جن پر عمل کرنے سے آدمی کی عبادات میں روحانیت کی جان پیدا ہو جاتی ہے اور عبادات میں لطف آتا ہے، ہر شخص اللہ کی ولایت کا خواہاں ہے لیکن اس پر عمل کا طریقہ اس کو عموماً معلوم نہیں ہوتا اس کتاب میں ایسے ہی طریقوں کا بیان ہے جن پر عمل کر کے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی ولایت حاصل ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

علم پر عمل کے تقاضے سائز 23x36x16 صفحات 176 مجلد، ہدیہ

ترجمہ "اقتضاء العلم العمل" علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)
اس عنوان پر مشتمل دو سو سے زائد آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور صحابہ کرامؓ اور اکابرین امت کے ارشادات کا جامع مرقع جس کے پڑھنے سے علم دین پر عمل کرنے کا شوق بڑھتا ہے اور علم پر عمل کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اقوال واحوال اور حکایات سلف سے لبریز نہایت عمدہ کتاب۔

فضائل تلاوت قرآن سائز 16×36×23 صفحات 336 مجلد، ہدیہ

ترغیب تلاوت، فضائل تلاوت، بعض سورتوں کی تلاوت کے فضائل، ختم قرآن کے فضائل، آداب قرآن، آداب تلاوت، قرآنی معلومات کا نادر خزانہ، عجائبات وعلوم قرآن، مصاحف قرآن، علوم تفسیر، اکابرین اسلام کا قرآن سے شغف، خائفین کی تلاوت کے واقعات، اور اکابرین کی نصیحتوں پر مشتمل جدید اور نادر مجموعہ۔

فضائل شادی سائز 16x36x23 صفحات 256 مجلد، ہدیہ

"الافصاح فی احادیث النکاح" حافظ ابن حجر مکیؒ کا ترجمہ مع اضافات۔ شادی اور نکاح کے متعلق تمام کتب حدیث میں موجود اکثر احادیث کا مجموعہ جن میں نکاح اور شادی کے فضائل، آداب، اہمیت، طریقہ ازدواجیت اور شادی کے ظاہر اور پوشیدہ موضوعات اور مسائل پر حاوی دلچسپ اور ضروری کتاب۔

فضائل شکر سائز 16x36x23 صفحات 192 مجلد، ہدیہ

ترجمہ "الشکر للہ عزوجل للامام ابن ابی الدنیا" مع اضافات کثیرہ از مترجم۔ اللہ کی نعمتوں کا بیان، انبیاء کرامؑ کے کلمات شکر، صحابہ وتابعین اور اکابرین امت کے حالات وواقعات شکر، شکر کے عجیب مضامین و تفصیلات، ہر ہر سطر دلوں کو معطر کرنے اور راحت پہنچانے والی، اکابر کے کلمات سے لبریز۔

[illegible] سائز 16x36x23 صفحات 228 مجلد، ہدیہ

ترجمہ "الصبر والثواب علیہ" امام ابن ابی الدنیا کی اہم کتاب، غمگین اور پریشان مسلمانوں کیلئے باعث تسلی آیات، احادیث اور صحابہ کرامؓ کے ارشادات اولیاء اور امت کے افراد کے حالات، مصائب اور مشکلات کی تصویر، مشکلات پر صبر کے ثواب کی اور انعامات کی تفصیلات۔

[illegible] سائز 16x36x23 صفحات 144 مجلد، ہدیہ

کتب احادیث میں موجود حقیقی اور حکمی شہداء کی اقسام، فضائل، اور دنیوی اور اخروی درجات ومناقب پر مشتمل نہایت جامع کتاب، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ کا مکمل ترجمہ مع اضافات کثیرہ از کتب حدیث۔

[illegible] سائز 16×36×23 صفحات 300 ہدیہ

کتاب الجوع امام ابن ابی الدنیا کا ترجمہ [illegible] مفتی [illegible] اللہ انور اکابر کی بھوک، پیاس، ناداری، صبر اور شکر پر ملنے والے دنیاوی اور اخروی انعامات کی تفصیلات اور بہترین حکایات۔

گنہگاروں کی مغفرت سائز 16×36×23 صفحات 272 مجلد، ہدیہ

شریعت کے وہ اعمال صالحہ جن پر عمل کرنے سے انسان کے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور جنت کے اعلی درجات ملتے ہیں اور جہنم سے پناہ حاصل ہوتی ہے۔ان کی تفصیلات پر مشتمل احادیث (ترجمہ) از حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور۔

مستند نماز حنفی سائز 16x36x23 صفحات 400 مجلد، ہدیہ

طہارت، نماز، وتر، نوافل، جمعہ، نماز سفر، نماز جنازہ، نماز عیدین وغیرہ کے متعلق جتنے مسائل پر غیر مقلد ہم پر اعتراض کرتے ہیں سب کے متعلق قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ سے بحوالہ مستند اور ضروری دلائل کو اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے اب شاید نماز سے متعلق کوئی اختلافی مسئلہ اس سے باہر نہیں ہے اور بعض اہم مسائل کے دلائل تفصیل سے جمع کر دیئے ہیں اور بعض جگہ غیر مقلدین کے حوالوں کے جوابات بھی لکھ دیئے گئے ہیں، دلائل کو سمجھانے والی نہایت آسان کتاب۔ نیز "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" بھی اس میں شامل کردی گئی ہے۔جس میں غیر مقلدین پر لاجواب اعتراض قائم کئے گئے ہیں۔

مشاہیر علماء اسلام سائز16×36×23 صفحات 500 جلد،ہدیہ

مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، شام، خراسان اور مصر کے اکابر علماء صحابہ تابعین تبع تابعین اتباع تبع تابعین کے مختصر جامع حالات (تصنیف) محدث زمانہ امام ابن حبانؒ (ترجمہ) مولانا مفتی امداداللہ انور

[illegible] سائز 8x27x17 صفحات 2000 چار جلد، ہدیہ

حدیث کی سینکڑوں کتب میں موجود صحیح احادیث کا شاندار مجموعہ، احادیث کے جملہ مضامین کا انتخاب جو ضروری احکام، فضائل، ترغیب، تہدید، اسرار احکام شریعت، تزکیہ نفس، سیرت وکردار اور معاشرت کی احادیث وغیر پر مشتمل ہیں۔ احادیث کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ ان کی تشریح بھی قلم بند کی گئی ہے، اور احادیث کے ایسے عالمانہ لطائف ومعارف تحریر کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یہ معارف اردو کی حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کی دل کشی کے سبب اس سے دل نہیں بھرتا۔ مساجد میں سلسلہ درس کیلئے اچھوتی شرح حدیث۔

[illegible] سائز16×36×23 صفحات 400 جلد،ہدیہ

اکابرین اسلام کے حضورﷺ کی خدمت میں پیش کردہ نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ مقامات اور معانی پر مشتمل 130 درود وسلام۔ تالیف حضرت یوسف بن اسماعیل النبہانی۔ ترجمہ مولانا ابو سالم زکریا نظر فرمودہ مولانا مفتی امداداللہ انور۔

دیگر تالیفات مولانا امداد اللہ انور

غیر مطبوعہ عربی تالیفات

(۱)أحكام القرآن للتهانویؒ منزل چهارم مع مفتی جمیل احمد التهانویؒ (۵ جلد)

(۲)وجوب التقلید

(۳)وراثة الأنبياء

(۴)علامات الأصفاء و كرامات الأولياء

(۵)إيصال الثواب فی الإسلام

(۶)حد الرجم على المحصن

(۷)كرامةُ الإنسان

(۸)نقمة الاغبياء بعصمة الأنبياء

(۹)وجوب الأضحية

(۱۰)تراجم مدونی الفقه الحنفی

(۱۱)حكم الدعوات عقيب الصلوات

(۱۲)حكم الرقی والعوذات فی ضوء الشريعة

(۱۳)اللواطة و حده عند الائمة الأربعة وترجيح التعزير عَليه

(۱۴)أحاديث حرمة اللواطة

(۱۵)نجاسة المنی

غیر مطبوعہ اردو تالیفات

(۱۶)ترجمۃ القراءۃ الراشدۃ حصہ اول (زیر تکمیل)

(۱۷)ترجمۃ القراءۃ الراشدۃ حصہ دوم (زیر تکمیل)

(۱۸)رکعتین بعد الوتر

(۱۹)احکام عشر

(۲۰)احکام زراعت

(۲۱)احکام تجارت

(۲۲)قاضی شریحؒ

(۲۳)خصوصیات اسلام

(۲۴)مسیحی ذرائع تبلیغ وترقی اوران کا سد باب

(۲۵)فضائل شب قدر

(۲۶)تکمیل ترجمہ اعلاء السنن آٹھ جلد مکمل

(۲۷)اولیاء کرام اوران کی پہچان

(۲۸)عورت کی سربراہی

(۲۹)مسیحیت کا ماضی، حال اور مستقبل

(۳۰)مجموعہ مقالات